ملتان اور سلسلۂ سہروردیہ

تصنیف :
ڈاکٹر محمد نفیس ابتسام

ترتیب وتدوین :
ڈاکٹر سہیل اقبال

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ ملتان، احوال و آثار حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ
اور عقائد و نظریاتِ مذہب پر مبنی ———

ملتان اور سلسلۂ سہروردیہ

تصنیف :
ڈاکٹر محمد نفیس ابتسام

ترتیب و تدوین :
ڈاکٹر سہیل اقبال

الفیصل
ناشران و تاجرانِ کتب
اردو بازار لاہور

Marfat.com

297.692
1135
۹۵۳۷۸

فروری ۱۹۹۸ء
محمد فیصل نے
تعریف پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر شائع کی
قیمت ۲۰۰ روپے

Marfat.com

انتساب

والدین کے نام

Marfat.com

Marfat.com

	مقدمہ مدیر	۷
	مقدمہ مصنف	۱۱
فصل اول:	**تاریخ اور مطالعہ تاریخ**	۱۹
باب اول:	تاریخ	۲۱
باب دوم:	ہندوستان	۳۳
باب سوم:	واقعات عالم۔ توقیتی جائزہ	۵۵
باب چہارم:	ملتان	۶۹
فصل دوم:	**احوال و آثار**	۹۱
باب پنجم:	حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	۹۳
باب ششم:	حضرت صدر الدین محمد عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۱
باب ہفتم:	حضرت قطب الاقطاب شاہ رکن عالم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۵
فصل سوم:	**عقائد و نظریات مذہب**	۱۳۵
باب ہشتم:	ایمانیات	۱۳۷
باب نہم:	تصوف۔ ارتقائی جائزہ	۱۷۱
باب دہم:	اعمال صالح	۲۲۱

Marfat.com

کتابیات	۲۹۳
اشاریہ	۲۹۹
۱) شخصیات	۳۰۱
۲) مقامات	۳۱۷
۳) اقوام و قبائل	۳۲۲
۴) آیات	۳۲۵
۵) متفرق	۳۳۱

Marfat.com

مقدمہ مدیر

اسلام میں دنیا کی بے ثبات زندگی اور اس زندگی کے بعد ابدی دنیا کی لازوال زندگی کے متعلق افکار و عقائد بہت واضح اور روشن ہیں۔ اسلام دنیا کے بارے میں مادی اور مشرکانہ تصور کی نفی کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تصور اخلاقیات کی ساری قدریں پامال کر دیتا ہے۔ دنیا سے متعلق دوسرا طرز فکر "زہد و ترک دنیا" ہے۔ اس میں دنیا مصائب و مشکلات کی آماجگاہ قرار دی جاتی ہے۔ ان مصائب و مشکلات سے نجات پانے کے لئے مذہبی اور اخلاقی قوانین و ضوابط پر مشتمل ایک نظام مرتب کر لیا جاتا ہے۔ اس تصور فلاح میں ترک دنیا لازم ہے۔ اسلام نے اسے اسلام و ایمان کے منافی قرار دیا ہے۔

"اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کر لی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔" (الحدید ۵۷ : ۲۷)

قرآنی احکام و فرامین یہ صداقت آشکار کرتے ہیں کہ خدا کی خوشنودی کا حصول مومن کی معراج ہے اور یہ دنیا اس کی دارالعمل ہے۔ دار حب نہیں۔

"اصل زندگی کا گھر تو دار آخرت ہے" (العنکبوت ۲۹ : ۶۴)

"حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔" (الاعلیٰ ۸۷ : ۱۷)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا سامان کیا ہے۔" (الحشر ۵۹ : ۱۸)

دنیا کے فریب کے بارے میں آگاہ کیا ہے:

"پس یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکہ باز اللہ کے

Marfat.com

معاملے میں دھوکہ دینے پائیں۔" (لقمان ۳۱ : ۳۳)

"خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ناز برداری اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔" (الحدید ۵۷ : ۲۰)

حدیث شریف میں ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے آدم کے بیٹے' تو اپنے دل اور زندگی کو پوری طرح میری بندگی کے لئے فارغ اور مطمئن کر لے میں تیرے دل کو بے فکری کی دولت سے بھر دوں گا۔ اور فقر و محتاجی کے سوراخوں کو بند کر دوں گا۔ اگر تو ایسا نہ کرے گا' تو میں تیرے ہاتھوں اور دل کو دنیا کے مشاغل اور فکروں سے بھر دوں گا اور تیرے فقر و محتاجی کے سوراخوں کو بھی بند نہیں کروں گا۔" (عن ابی ہریرہ ؓ بحوالہ مشکوۃ)

اسلام میں یا قول اور یا عمل ہے اور احسان ان کا نقطہ اتصال ہے۔ ذکر سے مقصود دوام یاد الٰہی ہے۔

"جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے۔" (آل عمران ۳ : ۱۹۱)

"اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح پڑھو۔ وہ اور اس کے ملائکہ تم پر رحمت بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ تم کو روشنی کی طرف لے جائے تاریکیوں سے اور وہ مومنین پر مہربان ہے۔" (الاحزاب ۳۳ : ۴۱ ۔ ۴۳)

"پس مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا" (البقرہ ۲ : ۱۵۲)

"جو طلب ہدایت میں سرگرم رہتے ہیں۔ ان کے نور ہدایت کو بڑھاتا ہے۔" (محمد ۴۷ : ۱۷)

"سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ" (العلق ۹۶ : ۱۹)

"اپنے رب کو دل میں یاد کرو' گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور پست آواز میں صبح اور شام اور بے خبروں میں مت بنو۔ جو لوگ تمہارے رب کے پاس ہیں وہ اس کی بندگی سے اباء نہیں کرتے۔ اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔" (الاعراف ۷ : ۲۰۵ ۔ ۲۰۶)

"بے شک' میری نماز' میری قربانی' میری زندگی' میری موت رب العالمین کے

Marfat.com

لئے ہے' اس کا کوئی ساجھی نہیں ہے" (الانعام ۶ : ۱۶۲ - ۱۶۳)

قرآنی حقیقتیں اور صداقتیں ابدی ہیں۔ ان میں سے ایک حقیقت یہ ہے کہ "اور انسان کو صرف اپنی کمائی ملے گی اور یہ کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھ لی جائے گی پھر اس کو اس کی کوشش کا بھرپور بدلہ ملے گا۔" (النجم : ۳۹ - ۴۱)

تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی معاشرہ میں ہر دور میں ایسے ربانی' حقانی' بیدار مغز اور عالی ہمت مصلحین اور داعیوں نے اپنے معاشرہ اور ماحول کی خدمت سرانجام دی اور یہ ربانی لوگ' قدسی نفوس کامیاب و بامراد ہوتے ہیں جب حکومتیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ یہ ناامیدی کے گھٹا گھوپ اندھیروں میں رحمت و نصرت الٰہی کی روشنی بن کر سامنے آئے اور اپنی نازک ذمہ داریاں احسن طریقہ سے نبھائیں سیاسی لحاظ سے مسلمان بارہا میدان ہارے ہیں۔ لیکن ان اہل دل سعید روحوں کی روحانی طاقت نے ہمیشہ نشاط ثانیہ کے لئے کام کیا۔

ان کی انسانیت اور محبت' مساوات انسانی اور عدل اجتماعی کا درس ایک قوت' ایک روشنی بن کر پھیل گیا۔ یہ کسی سیاسی یا مادی افق کا منظر نامہ نہیں۔ یہ صرف ایمان و روحانیت کے گوشے تھے جہاں سے اخلاق و للہیت' علم و حکمت' شریعت و سنت کے دھارے پھوٹے۔

ہر دور میں یہ بیدار مغز' عالی ہمت' حقانی اور ربانی لوگ ایک ہراول دستہ کا کام کرتے رہے۔ عربوں' ترکوں' افغانوں اور تاتاریوں نے من حیث القوم انہیں کی وجہ سے اسلام قبول کیا۔ ان کے کردار اور سیرت کی یہ قوت تھی جس نے مخالفین کو تسخیر کر لیا۔

جب مجھ کو "ملتان اور سلسلہ سہروردیہ" کی نظر ثانی اور ترتیب کا کام سونپا گیا تو مجھے اپنی بے علمی اور بے ثباتی کا یقین اور بھی گہرا ہو گیا۔ یہ تو علم کی تشنگی کا اعجاز تھا۔ جس نے برادرم محمد نفیس احمد ابتسام سے یہ تالیف مکمل کروا لی۔ ورنہ اتنی نوعمری میں یہ کس کا حوصلہ ہے کہ وہ ایسے دقیق اور عمیق موضوع پر لکھے۔ میں اپنی ترتیب اور تدوین کے مقصد میں کس قدر کامیاب ہوا ہوں۔ یہ تو وقت بتائے گا لیکن مجھے اس کتاب کے مسودہ کے مطالعہ' اغلاط کی درستگی کرتے ہوئے یہ یاد رہا کہ تخلیقات جو بھی

Marfat.com

انسان نے کی ہیں وہ نقائص کا شاہکار ہیں۔ صرف خدا کی ثنائی قابل تعریف ہے۔

برادرم میاں شاہد ارشاد صاحب کی معاونت اور برادرم محمد فیصل صاحب کی خصوصی توجہ (جس سے اس کتاب کی طباعت و اشاعت ممکن ہوئی) کے بنتے ان دونوں صاحبان کے دلی شکریئے کے ساتھ۔

ڈاکٹر سہیل اقبال (ایم بی بی ایس)
۲۹' ڈاکٹرز ہاسٹل علامہ اقبال میڈیکل کالج
لاہور

Marfat.com

مقدمہ مصنف

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

"آگاہ رہو کہ اولیاء اللہ (اللہ کے دوست) پر نہ کبھی خوف طاری ہوتا ہے نہ وہ کبھی غمگین ہوتے ہیں۔" (یونس ۱۰: ۶۲)

"یعنی وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔" (یونس ۱۰: ۶۳)

"جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے گی۔ پھر جس نے میری ہدایت کی پیروی کی' تو ان پر نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔" (بقرہ ۲: ۳۸)

اولیاء اللہ۔ نفوس قدسیہ۔ وہ باعمل' روشن ضمیر اور بلند کردار عظیم ہستیاں ہیں۔ جن کا وجود مینارہ نور ہے۔ یہ کثیر الجہات اکابرین' اپنی عملی کاوشوں کے دائروں تفسیر' حدیث' ادب و انشاء' فلسفہ و اخلاقیات' نفسیات عمل و علم میں اپنی مثال آپ تھے۔ لیکن بعض تذکرہ نویس مختلف تعصبات کے زیر اثر ان سے انصاف نہیں کر پائے اور پھر بعض کے ہاں ذوق تحقیق کی کمی بھی سدراہ بنی۔ بعض تذکروں میں خصوصاً" انداز نگارش دلچسپ' جامع اور پر از معلومات ہے لیکن تاریخی اعتبار سے سقم رہا ہے کہ افسانوی انداز اور حکایت و روایت کا ایسا طومار ہے کہ عام قاری کا اعتبار ہی اٹھ جاتا ہے۔

بزرگان دین کے ساتھ یہ ادب و احترام کا سلسلہ اتنا طویل ہے کہ وہ نفوس قدسیہ یونانی اور ہندی دیومالا کے کرداروں کی مانند مافوق البشر مخلوق نظر آتے ہیں۔ یہ ان کے تقویٰ' زہد و ورع ان کے دینی اور دنیاوی رتبہ میں تحقیری انداز ہے۔

"انسان خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ غلطیوں اور گناہوں سے مبرا نہیں ہوتا لیکن

Marfat.com

بڑے لوگوں کی عظمت میں یہ بات پوشیدہ ہوتی ہے کہ ان کا فیضان ان کی کوتاہیوں کی نسبت کہیں زیادہ ہوتا ہے۔"

چھٹی صدی ہجری کا دور ایک پر آشوب دور تھا۔ خلافت عباسیہ کا شکوہ انحطاط پذیر تھا۔ عربوں اور ایرانیوں کی جگہ ترک عناصر نے لے لی تھی۔ بغداد کی مرکزیت کا شیرازہ بکھر رہا تھا۔ خود مختار اور نیم خود مختار حکمرانیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا۔ مسلمان حکمران باہم دست و گریبان تھے۔ خون مسلم کی ارزانی تھی۔ درباری عمال عوام کا خون چوس لیتے۔ علماء مناظروں اور مباحثوں کے اکھاڑوں میں اترے ہوئے تھے۔ دنیا پرست علماء، مطلق العنان بادشاہوں اور ہر قسم کی آزمائشوں سے بہرہ مند عام مسلمانوں نے دین کی تمام عظمتوں کو ایک طرح سے پامال کر دیا تھا اور مسلم معاشرے کو ابھرتی ہوئی غیر مسلم طاقتوں خصوصاً" چنگیز خان اور اس کے وارثوں کے خطرہ کا سامنا تھا۔

برصغیر کے مسلمان حکمرانوں اور معاشرے کو بھی ایسی ہی صورت حال کا سامنا تھا۔ بادشاہوں، مصاحبوں، امرائے دربار کی بے جا عیش و عشرت، ہندو رعایا کی بغاوتوں، ترک افغان عناصر کی آویزش سے صورت حال کافی گھمبیر ہو چکی تھی۔

اس دور کے بارے میں تاریخ فخر الدین مبارک شاہ میں یوں رقم ہے:

علماء دین، سلاطین کو حکمرانی کا شرعی جواز فراہم کرتے تھے۔

صاحب امر کی اطاعت وہ قرآن و حدیث سے ثابت کرتے تھے۔

اسے ظل الٰہی اور استحقاق ایزدی کی سند عطا فرماتے تھے۔

سلطان کی نافرمانی گناہ کبیرہ تھی

اس دور کی سماجی تقسیم کے بارے میں لکھتے ہیں:

۱) بادشاہ اور شاہی خانوادہ

۲) امرائے دربار، سالاران افواج، اہل سیف و اہل ثروت

۳) اہل سادات، علماء دین، دانشور

علماء دستار بنداں اور سید کلاہ داراں سے ملقب تھے۔ امیر خسرو نے مطلع الانوار میں اہل سادات کی تنگ دلی، مغروری اور تعصب نظری کے بارے میں ان الفاظ میں لکھا ہے: قضاۃ جن کا منصب عدالت کے فیصلے کرنا ہے۔ علم فقہ سے نابلد ہیں۔ علماء

Marfat.com

رعونت اور منافقت اور کبر کے مارے ہوئے ہیں جن سینوں میں قرآن محفوظ ہے' انہی میں شراب انڈیلتے ہیں۔ ایسے پر آشوب اور تاریک دور میں خدا کے برگزیدہ بندوں نے برصغیر کے مختلف گوشوں میں ہدایت کے چراغ روشن کئے اور بھیانک تاریکی کو بڑھانے سے روکا جو اسلام کے نور سے درخشاں مینار و منبر کو اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی۔

یہ منتخب روزگار لوگ وہ اولیاء اللہ تھے۔ جنہوں نے اپنی خانقاہوں میں بیٹھ کر پوری پامردی سے دین اسلام کی حفاظت کی۔ ان جواں مردوں نے ایک طرف طاقت کے نشے میں بدمست حکمرانوں اور ان کے بااختیار کارندوں کو ان کی بے اعتدالیوں پر نہایت جرات سے ٹوکا اور دوسری طرف اپنی بے داغ سیرت کا نمونہ پیش کر کے عام مسلمانوں کو دین کا راستہ "صراط مستقیم" دکھایا۔

یہ اکابر صوفیاء اور خدا رسیدہ درویش ہی تھے جنہوں نے برصغیر کے ہر گوشے میں اسلام کے مینارہ نور بن کر روشنی پھیلائی۔ لاہور' ملتان' اچ' تونسہ' سرہند' ہانسی' دہلی' اجمیر' گلبرگہ' سلہٹ اور دوسرے ان گنت مقامات پر ان بزرگوں کے مزارات آج بھی مراکز انوار کی حیثیت رکھتے ہیں اور مرجع خلائق ہیں۔

ہمارے آج کے دور میں ایک گروہ نے صوفیاء پر نہایت سختی سے تنقید اور گرفت کی ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ بگڑے ہوئے صوفیوں اور درویشوں نے اس امت کو ذلیل و گمراہ کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اور یہ بگڑے ہوئے صوفی اور درویش تو اسلام کے مسلمہ اصولوں سے روگردانی اور ان مقدس اصولوں کی عجیب عجیب تاویلوں کے حوالوں سے پہچانے جاتے ہیں۔

لیکن جن بزرگان ملت کے محترم گروہ کا ذکر ہے۔ ان سب کی بڑی پہچان ہی شریعت حقہ کا پورا پورا اتباع تھا۔ قرآن و سنت ان کی راہ کے چراغ تھے اور دوسروں کو انہی چراغوں کی روشنی سے دین کا راستہ دکھایا کرتے تھے۔ ان بزرگوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں' جس کی خانقاہ کے ساتھ مسجد تعمیر نہ ہوئی ہو۔ اور اس سے پنجگانہ اوقات باجماعت نماز ادا کرنے کا ثبوت فراہم نہ ہوتا ہو۔ ان کا طریق تبلیغ بے شک اپنے زمانے کی ضروریات اور مخاطبین کی نفسیات کے مطابق تھا۔

Marfat.com

برصغیر کے ان مبارک شہروں میں سے، جو اولیاء اللہ کی اقامت گاہ بنے، ایک مدینتہ الاولیاء ملتان بھی ہے۔ اس شہر میں حضرت غوث العالمین بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۷۲ء تا ۱۲۶۲ء) آپ کی اولاد شجر طیب کے گل سرسبد عارف باللہ صدر الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب شاہ رکن الدین عالم رحمۃ اللہ علیہ اور خلفاء و مریدین کی بڑی تعداد نے رشد و ہدایت کی شمع فروزاں کی۔ اور تشنگان علم کی پیاسی روحوں کو چشمہ مصافی سے سیر کیا۔ ان کے خانوادہ رشد کا انتخاب، بلاشبہ کہ اس تنقید اور نکتہ چینی کا جواب ہے، جو کہ صوفیاء کرام پر ایک گروہ کی جانب سے کی جاتی ہے۔ ان کے آثار و احوال میں خلاف شرع کوئی معلوم بات شامل نہیں ہے۔

حضرت غوث العالمین بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان قابل فخر وجاہت، علم و فضل اور دینی خدمات کی بدولت ممتاز و منفرد نظر آتا ہے۔ آپ کا خاندان شاہی دربار سے ہمیشہ وابستہ رہا۔ شیخ الاسلام کا خاندانی عہدہ، سجادہ نشینی کے ساتھ منسلک بڑی جاگیر اور آمدن صرف سلطان محمد تغلق (۱۳۲۵ء - ۱۳۵۱ء) نے اپنے عہد میں سو گاؤں اس سجادہ نشینی کے نذر کئے۔

آپ کے خاندان کے افراد مرفع الحال امراء کی طرح زندگی گذارتے تھے۔ روایتی درویشوں اور صوفیوں کی طرح پھٹے ٹوٹے حالوں رہنے کو اپنی بزرگی کی علامت نہیں بنایا۔ بلکہ حضور پرنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کے مطابق نہایت شان و شوکت سے زندگی بسر کی۔ کہ اگر اللہ پاک نے کوئی نعمت عطا کی ہو تو اس کا اثر انسان کے جسم، لباس، بودوباش سے بھی ظاہر ہونا چاہیئے" اس لئے غوث العالمین کے خانوادہ کے لوگ اچھے مکانوں میں رہائش رکھتے تھے۔ اچھا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ اور دیگر تمام معمولات میں عام آسودہ حال لوگوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن اس احتیاط کے ساتھ کہ دنیاوی لذات نفس کو مغلوب نہ کر لیں۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بہبود خلق کے لئے رفاعی کام کئے۔ آب پاشی کے لئے نہریں کھدوائیں۔ پینے کے لئے کنویں بنوائے۔ زراعت کی ترقی کے لئے کام کیا۔ سیلاب سے مفلوک الحال غرباء کے لئے آباد کاری کے اسباب مہیا کئے تجارت کی حوصلہ افزائی کی۔ مبلغین کے لئے تجارتی قافلوں کا بندوبست کیا۔ تعلیم عام کی۔ اس

Marfat.com

کے باوجود زندگی کے تمام معاملات میں تزکیہ نفس کا اہتمام رکھا۔ دراصل یہی وہ منزل ہے جب بندہ اپنے معبود برحق کا قرب پاتا ہے۔

"کسی چیز تک رسائی نہ ہو تو مجتنب رہنا کوئی کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ سب کچھ حاصل ہو اور اپنے نفس کو بے لگام اور دنیاوی خواہشوں میں غرق نہ ہونے دیا جائے۔"

اسلام کی یہی تعلیم ہے کہ بندہ دنیا اور اس کی نعمتوں سے بیزاری کا اظہار نہ کرے بلکہ جو ذمہ داریاں معاشرہ اور مذہب کے حوالے سے اس پر عائد ہوتی ہیں۔ انہیں نہایت توجہ سے پورا کرتا رہے۔ لیکن اپنے دل کو صرف اللہ کی یاد کے لئے خالی رکھے۔ اور یہ تمام اوصاف خانوادہ غوث العالمین حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

برصغیر ۹۳ھ / ۷۱۲ء میں تابعین اسلام کی محمد بن قاسم فاتح باب الاسلام سندھ کی قیادت میں آمد سے لے کر آج تک کسی وقت بھی مسلمانوں کے وجود سے خالی نہیں رہا۔ محمد بن قاسم ۹۲ھ / ۷۱۲ء سے لے کر محمود غزنوی ۳۸۰ھ کے حملوں تک یہاں جنوبی ہند میں مسلم حکمرانوں اور معاشرہ کی ترویج رہی۔ ملتان اور منصورہ کی ریاستیں اپنے وجود کو برقرار رکھے ہوئے تھیں۔ سلطان محمود سے لے کر بعد میں آنے والا ہر حکمران جو فاتح کی حیثیت سے برصغیر میں داخل ہوا۔ وہ دینی حمیت اور جذبے سے سرشار تھا۔

بادشاہ کے دربار میں علماء کو عزت و وقار حاصل تھا۔ خالص دینی معاملات میں تو یہ حضرات کلی طور پر سیاہ و سپید کے مالک تھے۔۔ لیکن دنیاوی علوم میں بھی حکمران ان کی رائے کا احترام کرتے تھے۔ عام مسلمان بھی دین کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ حتی کہ آٹا پینے والی پیسن ہاریاں چکی گھماتے وقت قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ حفاظ و قراء کی سرپرستی امراء و حکام کیا کرتے تھے۔ بادشاہ، شاہی خانوادہ کے افراد امرا و عہدے دار بہت عقیدت و احترام سے ان نامور درویشوں کے آستانوں پر حاضری دیا کرتے تھے۔ اور فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوتے تھے۔

زمانے کے ساتھ خلجیوں (۱۲۹۰ء - ۱۳۲۰ء) اور تغلقوں (۱۳۲۰ء - ۱۴۱۲ء) کے

Marfat.com

عہد تک یہ صورت حال کسی حد تک بگڑ چکی تھی۔ دین سے شغف اور دینی محبت پر بتدریج دنیا غالب آتی گئی اس کا اثر عبادت گاہوں پر بھی پڑا علماء اور صوفیاء میں ایسا گروہ پیدا ہو گیا جو بادشاہ کی خوش نودی کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی پر ترجیح دینے لگے اور ان کی منشاء کے مطابق مسائل کی تاویلیں کرنے پر آمادہ رہنے لگے۔ ہوس اقتدار میں مبتلا اور طاقت کے نشے میں مدہوش حکمرانوں کو تو اپنی اغراض کے علاوہ کسی اور بات پر غور کرنے کی فرصت نہ تھی۔ ایسے وقت میں ہندوستان کے باشندے جنہیں مسلمانوں نے بزور شمشیر فتح کیا تھا اور جن کی اکثریت کو اپنے آبائی مذہب اور رسم و رواج سے گہری محبت تھی' نے احیاء ہندو مت اور اقتدار کی کوششیں شروع کر دیں۔ یہ مسلمانوں کے اقتدار اعلیٰ کے لئے خطرہ ثابت ہو سکتے تھے۔

دینی حمیت اور اقتدار اعلیٰ باقی رکھنے کے لئے ذی شعور مسلمانوں نے اپنے طور پر کوششیں شروع کر دیں۔ بالخصوص صف اول کے علماء و صوفیاء نے' کیونکہ یہ لوگ اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ اس لئے یہ اپنے دائرہ کار میں اصلاح احوال کی سعی کرتے رہے۔ ان حضرات کا مطمع نظر ایک تھا لیکن طریق کار کے اعتبار سے دو گروہوں میں تقسیم تھے۔ ایک گروہ دین کے معاملے میں کسی مصلحت اور معمولی سی رواداری کا بھی قائل نہیں تھا۔ اس گروہ نے آگے بڑھ کر بڑے بڑے عہدے داروں کو ان کی بے اعتدالیوں پر ٹوکا۔ ان کی اس روش پر ان کو اندوہناک عذاب تشدد اور قتل تک کی سزا دی گئی لیکن یہ طبقہ ہمیشہ مستعد اور دلیر رہا۔ کوئی موقع اصلاح اور اعلائے حق کا ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ دوسرے مسلک سے جو گروہ منسلک تھے ان کا طریقہ اصلاح یہ تھا کہ بااختیار لوگوں سے قریب ہو کر اور حالات کا پوری طرح اندازہ کر کے ایسے طریقوں سے بے اعتدالیوں کی نشان دہی کی جائے کہ برائی کرنے والے کے دل میں برائی سے کراہت پیدا ہو جائے اور اسے ترک کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ یہ مصائب سے خوفزدہ ہونے یا برے لوگوں سے سمجھوتہ کرنے کا معاملہ نہ تھا بلکہ دانائی اور حکمت کے ساتھ اپنے ہدف میں کامیابی حاصل کرنے کی بات تھی۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا خانوادہ اسی مسلک سے منسلک اور اس کا موید تھا۔ میں ایک کم مایہ' بے علم سا بندہ ہوں۔ میں نے جب بھی اس کام کے بارے

Marfat.com

میں سوچا۔ تو میرا ارادہ ہی میری راہ کی دیوار بنتا رہا اور بے شمار کتب کی موجودگی سے بھی میں جھجکتا رہا۔ تاریخ میرا کبھی بھی خاص مضمون نہیں رہا لیکن یہ اللہ کا فضل اور دست گیری ہے کہ مجھ جیسا کم علم شخص حضرت غوث العالمین بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ پر تالیف مرتب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ میری یہ کوشش بھی رہی ہے کہ میں ایک معیار صحت تاریخ کا برقرار رکھوں۔

میرا ارادہ انشاء اللہ اس تالیف "ملتان اور سلسلہ سہروردیہ" کو تین فصلوں میں لکھنے کا ہے۔ فصل اول تاریخ اور مطالعہ تاریخ کا اختصاریہ ہے۔ فصل دوم حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گل سرسبد عارف باللہ اور حضرت قطب الاقطاب شاہ رکن الدین عالم رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر مبنی ہے۔ آخری حصہ عقائد و نظریات مذہب پر مقالہ جات پر مشتمل ہے۔

امید ہے کہ میری یہ کوشش مقبولیت کا درجہ پائے گی۔

میں رب العزت سے دعا گو ہوں کہ اللہ مجھے اس کام کی تکمیل کی طاقت بخشے۔

آمین

"اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کھول دے ○ اور میرے لئے میرے کام کو آسان فرما (طہ ۲۰: ۲۵ - ۲۶)

اے میرے رب! مجھے اور علم عطا فرما (طہ ۲۰: ۱۱۴)

اس تالیف کی تیاری میں جن کتب سے استفادہ کیا ہے۔ ان تمام بزرگوں کا میں بے حد احسان مند اور ممنون ہوں۔ ان کا کام ہمارے لئے رہنما ہے۔ انہیں کی سعی سے ہم اپنے اسلاف کے درخشاں ماضی کے ورثہ سے روشناس ہوئے۔ یہ ہمیشہ رہنے والا احسان ہے۔

آخر میں ان تمام بزرگوں اور احباب و اخیار کا شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے اس کام میں میری رہنمائی فرمائی۔ بالخصوص طاہرہ شمیم صاحبہ۔ ظفر اقبال ماچھ توڑ صاحب۔ ظہور احمد دھریجہ' محمد طیب دین پوری' مفتی مظہر احمد درانی صاحب' مولانا عبدالکریم صاحب۔

ڈاکٹر محمد نفیس ابتسام (ڈی ایچ ایم ایس)
۵۱۷' بی ماڈل ٹاؤن خانپور (رحیم یار خان)

Marfat.com

Marfat.com

فصل اول :

تاریخ اور مطالعہ تاریخ

Marfat.com

Marfat.com

باب اول :

تاریخ

تاریخ

قَصَصُ الْاَوَّلِیْنَ عِبْرَۃٌ لِّلْاٰخِرِیْنَ

تاریخ کے ماہرین مسعودی (م ۳۴۲ھ / ۹۵۷ء) اور عبدالرحمان ابن خلدون (م ۸۵۲ھ / ۱۴۰۶ء) نے تاریخ کی جامع تعریف یوں بیان کی ہے: "تاریخ کسی خاص زمانہ یا خاص قوم کے اخبار و آثار کے بیان کو کہتے ہیں" "ماہر تاریخ کافیجی (م ۸۷۹ھ) کا بیان ہے: "تاریخ زمانے کے حالات' ان کے متعلقات کی یقینی تلاش کا نام ہے" سخاوی (م ۹۵۲ھ) یوں رقم طراز ہیں: "زمانے کے واقعات کی موقت جستجو کا نام تاریخ ہے۔" دور وسطیٰ کے مغربی ماہرین کے مطابق! "تاریخ زندہ مطالعے کا نام ہے۔" "تاریخ دراصل انسانیت کا حافظہ ہے۔ جو نہ صرف قوموں اور جماعتوں کے' بلکہ کل نوع انسانی کے پچھلے تجربات کا دفتر محفوظ رکھ کر انسان کے سامنے پیش کرتا ہے۔"

تاریخ کا باوا آدم یونانی مورخ ہیرو ڈوٹس کہلاتا ہے۔ جبکہ مسلمان مورخ عبدالرحمان ابن خلدون ۱۳۳۲ء۔ ۱۴۰۶ء جدید فلسفہ تاریخ کا بانی و امام قرار پاتا ہے۔ مقدمہ ابن خلدون میں اس نے تاریخ کی تحقیق و تنقید کے اصول قائم کئے اور ان پر تمدن انسانی کے مظاہر و کوائف پر نظر ڈالی۔ امام و بانی فلسفہ تاریخ ابن خلدون اس اعتبار سے افلاطون' ارسطو اور آگسٹائن سے ممتاز نظر آتا ہے۔

تاریخ تین نقطہ نظر سے ممکن مطالعہ ہے۔

اول : معروضی مطالعہ

Marfat.com

"واقعات و حالات کو جوں کا توں، جیسا کہ رونما ہوں، پیش کیا جائے۔ یہ خالصتا" مورخانہ انداز ہے اور تقریبا" سبھی مورخین نے اس کی تقلید کی ہے۔ اس میں تحقیق، جستجو اور حقیقت کی تشنگی رہ جاتی ہے۔

دوئم : قوم پرستانہ مطالعہ

واقعات کو نسل اور قوم کی حمایت کے جذبہ سے دیکھیں جس قوم سے تعلق ہو۔ اور اسی رائے اور نقطہ نظر سے دیگر اقوام و اشخاص کے بارے میں سوچیں جو قوم کی اجتماعی فکر ہے۔

یہ ایک جاذب فلسفہ ہے۔ اسی کے زیر سایہ من گھڑت اور جھوٹی تاریخیں معرض وجود میں آئیں اور اقوام عالم میں بغض و عناد پیدا ہوا۔

سوئم : مقصدی اور اصولی مطالعہ

یہ خالصتا" اور مجرد انسانی فلاح و سعادت کے لئے عصبیت و قومیت سے مبرا مطالعہ کا نام ہے۔

فن تاریخ اور مسلمان!

مسلم مورخین کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے تاریخ کو باقاعدہ ایک فن کی حیثیت دی۔ اسلام چونکہ کسی قومیت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالم گیر اور آفاقی مذہب ہے۔ جو مطلقا" انسان اور اس کی سیادت سے متعلق ہے۔ اسے جغرافیائی اور نسلی تعصب سے کوئی علاقہ نہیں ہے للذا تاریخ مقصد، تنقید اور تحقیق کا نام ہے۔ اسلامی مورخین سے قبل عام طور پر تاریخ سلاطین یا قبائلی سرداروں کے تفاخر کا آئینہ دار ہوا کرتی تھی اور اسے داستان کے طور پر بیان کیا جاتا تھا۔ اسی لئے واقعات رنگ آمیزی لیئے ہوئے ہوتے تھے۔

ابتدائی دنوں میں وہب بن منبہ (۲۴ھ - ۱۰۰ء) اور عبید بن شریتہ عظیم داستان گو تھے۔ اسلامی مورخین نے عوام کی سوچ و فکر کے مختلف مکاتیب کی تاریخ محفوظ کی۔ اس لئے تاریخ محض قصے کہانیوں یا قیاس آرائیوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ جس میں اسلاف کے بارے میں من گھڑت یا سنے سنائے حالات درج کئے گئے ہوں۔

عرب مورخین اور محدثین کی جدوجہد اور تحقیق اور پایہ استناد کا معیار حد درجہ

۹۵۲۷۲

Marfat.com

وقیع ہے۔ ان کے ذہن الہامی اذکار سے متاثر تھے جو قرآن نے پہلی امتوں کے متعلق کئے تھے۔

قرآن کریم۔ تاریخ کی پہلی مستند دستاویز ہے۔ اسلامی تاریخ کا اولین محرک ہے۔ حرف اول ہے۔ اسے انسان کی تحریری تاریخ کی سب سے پہلی مستند دستاویز کا درجہ حاصل ہے۔ اس میں نہ صرف واقعات صحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں بلکہ جن واقعات کے بارے میں غلط روایات مصلحتاً" یا بعض صورتوں میں عمداً" رواج پا گئی تھیں' ان کی تصحیح بھی کی گئی ہے۔

چونکہ اسلامی تاریخ سیرت نبی حضرت محمد ﷺ کے مطالعہ سے وابستہ ہے۔ اسی لئے سیرت نبوی ﷺ کا پہلا ماخذ قرآن کریم ہے۔ مستند اشتہاد' آپ ﷺ کی زندگی کے اہم پہلوؤں کے بارے میں قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا دور یتیمی' قبل نبوت زندگی؛ معراج کا واقعہ' ہجرت کے وقائع' فتح مکہ اور غزوات' آغاز اسلام سے ہی خوش قسمتی سے اسلامی مورخین نے حضور پرنور ﷺ کی زندگی کے ہر گوشے' اسلام کی روز افزوں ترقی' غزوات و ہجرت کے تمام حالات کو پوری دیانت داری اور صحت کے ساتھ محفوظ کیا۔ یہ تاریخ کا انتہائی عظیم کارنامہ ہے۔ یہی سیرت نبوی کا دوسرا ماخذ ہے۔ جسے حدیث نبوی کہا جاتا ہے۔

عرب مورخین کی تاریخی تالیف حد درجہ معیاری ہے اور انتہائی مستند ہے ان کی مندرج روایات کا پایہ استناد بہت اونچا ہے۔ انہوں نے تاریخ نویسی میں کم و بیش وہی اہتمام برتا تھا جو حدیث نبوی کی روایات کے سلسلے میں محفوظ رکھا۔ نفس مضمون اور متن کی چھان پھٹک اور راویوں کی درستی کا معیار بھی بلند رکھا۔ اسلام کا دور اول' خصوصیت سے حضور اکرم ﷺ کے عہد اور خلفائے راشدین رضی اللہ علیہم اجمعین کے عہد کی تاریخ انتہائی ٹھوس پاک اور منزہ اساس پر قائم ہے۔

ابتدائی دور میں جن حضرات نے روایات جمع کی ہیں۔ ان کو قربت دور کی وجہ

Marfat.com

سے معاصر شہادت کا درجہ حاصل ہے۔ قابلِ ذکر نام درج ذیل ہیں:

ابان بن عثمان	۲۰ھ - ۱۰۰ھ
عروہ بن زبیر	۲۳ھ - ۹۴ھ
شرجیل بن اسد	- ۱۲۳ھ
عاصم بن عمر بن قتادہ	- ۱۲۰ھ
ابن شہاب الزہری	۵۰ھ - ۱۲۴ھ
ابن حزم	- ۱۳۰ھ
ابن نوفل	- ۱۳۷ھ
موسیٰ بن عقبہ	۵۵ھ - ۱۴۱ھ
ابن اسحاق	- ۱۵۰ھ
ابن ہشام	۱۶۸ھ - ۲۳۰ھ
محمد بن عمر واقدی	
محمد ابن سعد	

۱۷۸ھ / ۷۹۴ء میں بغداد میں کاغذ سازی کا کارخانہ قائم ہوا۔ یہ ایک انقلاب آفرین عمل تھا جس نے ادب کے ہر شعبہ میں جان ڈال دی۔ تاریخ نویسی اسلامی تہذیب و تمدن کا جزو لاینفک بن گئی۔ وسیع معنی میں تاریخ کی تالیفات کا آغاز تیسری صدی ہجری کے وسط سے ہوا۔ احمد بن یحییٰ بلاذری اسی طرز کا اولین مولف ہے۔ اس کی امتیازی تالیف "تاریخ عالم" ہے۔ اس میں ابتداء آفرینش سے لے کر تمام دنیا کی تاریخ کا خلاصہ خالص اسلامی تاریخ کے مقدمے کے طور پر مذکور ہے۔ بعد میں اسی مطابقت میں ابوحنیفہ دینوری اور یعقوبی جیسے مولفین نے قلم اٹھایا۔ ان کے ساتھ ہی ابن قتیبہ حمزہ اصفہانی اور مسعودی جیسے اکابرین کا نام آتا ہے۔ مسعودی ۳۴۶ھ / ۹۵۷ء کا شمار ان اکابر مورخین میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے نئے فکری عنصر کو عربی تاریخ نویسی میں جنم دیا۔ محمد بن جریر طبری ۳۱۰ھ / ۹۲۳ء اس قدیم تاریخی روایات کے آخری نمائندہ تھے۔ ابتدائی زمانہ میں تاریخ کا مطالعہ مذہبی اور دینی حوالے سے ضروری

Marfat.com

تھا۔ لیکن اب مطالعہ تاریخ اخلاقی اور سیاسی لحاظ سے ضروری قرار پایا تھا۔

تیسری صدی ہجری سے چھٹی صدی ہجری تک کا تاریخ کا سفر یوں مختصر ہوا کہ اب مفصل اسناد کے بجائے ماخذوں کا حوالہ دیا جانے لگا۔ اس دور کے اہم خطیب بغدادی اور ابن عساکر ہیں۔ سقوط بغداد (۹ صفر ۶۵۶ھ) کے بعد عربی کا مرکز شام و مصر منتقل ہو گیا۔ جب کہ فارسی زبان ادبی حیثیت سے وسط ایشیائی ریاستوں ایران' افغانستان' ہندوستان میں (دولت خاندان جو کہ خود مختار حکمران بن گئے تھے) رائج ہوئی۔

عربی کے دور سوئم کے مورخین میں ابن اثیر' عماد الدین اصفہانی' ابو شامہ' بہاؤ الدین شداد' تقی الدین مقریزی' عینی' ابوالمحاسن' علی بن داؤد جوہری' شمس الدین سخاوی' جلال الدین سیوطی' ابن ایاس' احمد بن زنبل' دیار بکری' جنابی' شہابی اور مقری تلمسانی شامل ہیں۔

ہندوستان میں تین ادبی اسالیب کا باہم اتصال ہوا۔ عربی' فارسی' ترکی' یہاں کے فارسی مورخین میں فخر الدین مبارک شاہ' ضیاء الدین برنی' نظام الدین احمد' عبدالقادر بدایونی' محمد قاسم فرشتہ' ابوالفضل' محمد کاظم' امیر حیدر حسین بلگرامی' مولانا عبدالحئی کے نام شامل ہیں۔ دور جدید میں فارسی کی جگہ اردو نے لی تو پہلے اردو میں تراجم ہوئے اردو تاریخ کا سرمایہ سیرت کی کتب ہیں۔ ان ناموں میں ابوالبرکات' قاضی سلیمان سلمان منصور پوری' صفی مبارک پوری' شبلی نعمانی' سلمان ندوی' ڈاکٹر محمد حمید اللہ معین الدین ندوی' امیر علی' عبدالحلیم شرر' ڈاکٹر نصیر احمد ناصر شامل ہیں۔

مسلم ہیئت دانوں نے ہجری قمری تقویم کی رو سے حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے ایام کا حساب بھی مرتب کیا ہے۔ اس کی رو سے آپ علیہ السلام ﷺ اس دنیا میں ۲۲۳۳۰ دن اور چھ گھنٹے قیام فرما رہے ہیں۔ ان میں سے رسالت و نبوت کی تبلیغ کے ایام ۸۱۵۶ شمار کئے گئے ہیں۔ یہاں ہم سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے سال مہینے اور ان کی تطبیقات کا عالمی تقویمی نقشہ پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

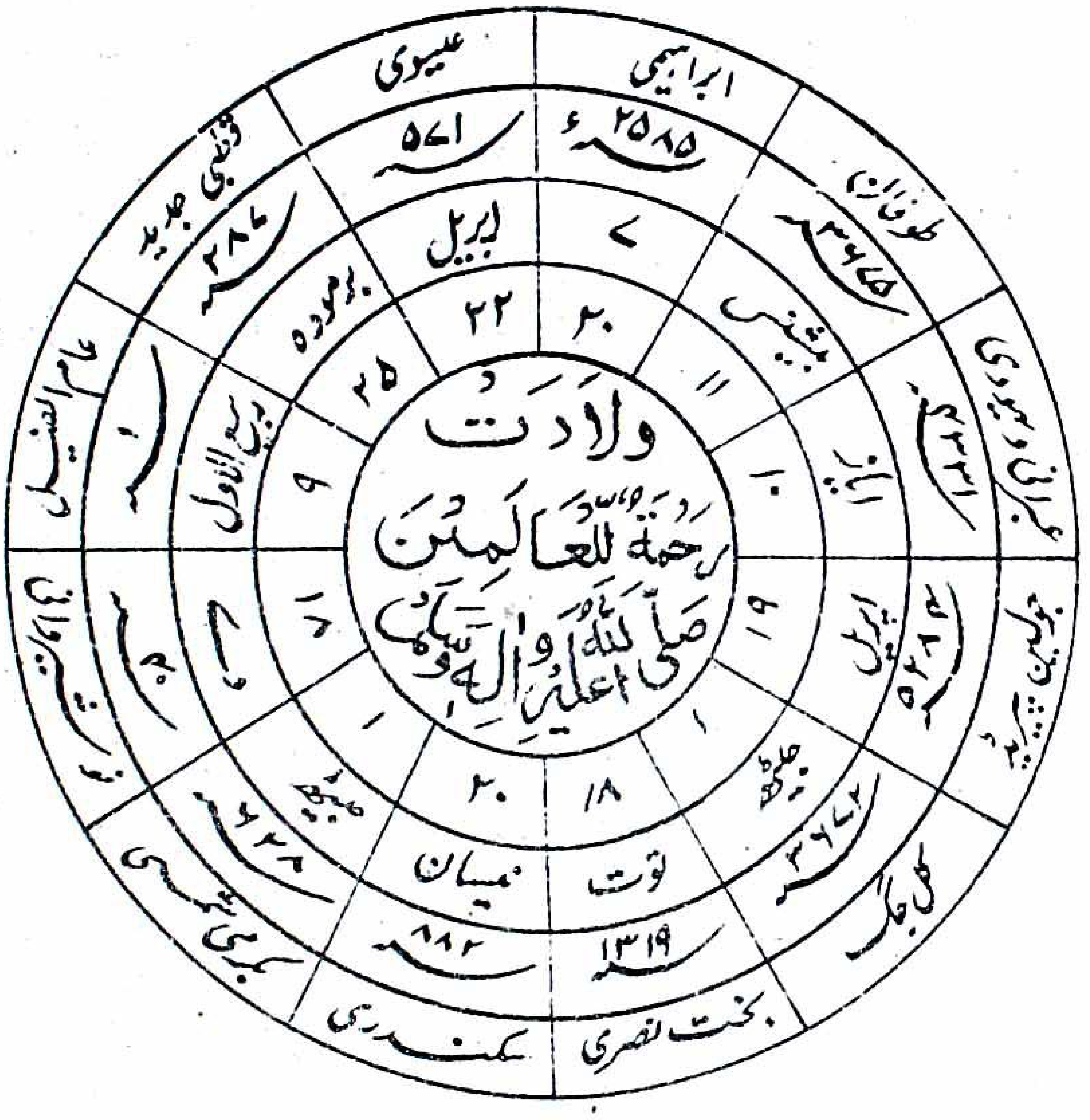
ولادت
رحمة للعالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ابراہیمی
عیسوی
طوفان
بکرمی
سکندری
بخت النصری
۲۵۸۵ء
۵۷۱ء
اپریل
۷
۲۲
۲۰
۲۵
۹
۱۱
۱۰
۱۹
۱
۱۸
۲۰
۱۸
۱
۸۸۲
۱۳۱۹
۶۲۸

Marfat.com

جدول واقعات عظیمہ متعلق سیرت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

شمارہ	واقعہ	یوم	سنہ قمری اسلامی					سنہ شمسی عیسوی			سنہ قمری
			تاریخ	ماہ	سنہ ولادت	سنہ نبوت	سنہ ہجرت	تاریخ	ماہ	سال	عیسوی
۱	ولادت باسعادت	یکشنبہ	یکم	محرم	۱	۰	۰	۲/۱۵	فروری	۵۷۱	۵۸۸
		دوشنبہ	۹	ربیع الاول	۱	۰	۰	۰	اپریل	۵۷۱	۵۸۸
۲	بعثت نبوت	دوشنبہ	۹	〃	۴۱		۰	۹/۱۲	۲	۶۱۰	۶۲۸
۳	نماز فجر و عصر کا مسلمانوں پر فرض ہونا	دوشنبہ	۹	〃	۴۱		۰	〃	〃	〃	〃
۴	آغاز نزول قرآن مجید	شب جمعہ	۱۷	رمضان	۴۱	۱	۰	۱۴/۱۷	۸	〃	〃
۵	ہجرت صحابہ بملک حبش	۰	۰	رجب	۴۵	۵	۰	۰	۴	۶۱۴	۶۳۲
۶	نبی صلعم کا محصور ہونا	سہ شنبہ	یکم	محرم	۴۷	۷	۰	۳۰/۳	۹/۱۰	۶۱۵	۶۳۴
۷	سفر طائف	۰	۰	جمادی الثانی	۵۰	۱۰	۰	۰	۲	۶۱۹	۶۳۷
۸	معراج و فرضیت نماز خمسہ	دوشنبہ	۲۷ شب	رجب	۵۰	۱۰	۰	۱۹/۲۰ شب	مارچ	〃	〃
۹	ابتدائے ایمان اہل مدینہ	۰	۰	ذی الحجہ	۵۰	۱۰	۰	۰	۷	〃	〃
۱۰	بیعت عقبہ اولیٰ	۰	۰	〃	۵۲	۱۲	۰	۰	۷	۶۲۱	۶۳۹
۱۱	بیعت عقبہ ثانیہ	۰	۰	〃	۵۳ ۵۴	۱۳ ۱۴	۰	۰	۶ جون	۶۲۲	۶۴۰
۱۲	ہجرت از مکہ و داخلہ غار	شب جمعہ	۲۷	صفر	۵۴	۱۴	۱	۱۳/۱۴ شب	۹ ستمبر	〃	۶۴۱
۱۳	داخلہ قبا	دوشنبہ	۸	ربیع الاول	〃	〃	۱	۲۰/۲۳	〃	〃	〃
۱۴	داخلہ مدینہ طیبہ	جمعہ	۱۲	〃	〃	〃	۱	۲۴/۲۷	۶ ستمبر	〃	〃
		دوشنبہ	۲۲	〃	〃	〃	۱	۴/۷	۱۰ اکتوبر	〃	〃
۱۵	بنیاد مسجد نبوی	۰	۰	〃	〃	〃	۱	۰	〃	〃	〃

Marfat.com

شمار	واقعہ	یوم	سنہ قمری اسلامی: تاریخ	ماہ	سنہ ولادت	سنہ نبوت	سنہ ہجرت	سنہ شمسی عیسوی: تاریخ	ماہ	سال	سنہ قمری عیسوی
۱۶	ظہر وعصر وعشا کی نمازوں میں اضافہ	-	۰	ربیع الثانی	۵۴	۱۴	۱	۰	۱۰ اکتوبر	۶۶۲	۶۴۱
۱۷	تحویل قبلہ	سہ شنبہ	۱۵	شعبان	۵۵	۱۵	۲	۱۱/۱۴	〃	۶۲۴	۶۴۲
۱۸	فرضیت کے بعد رمضان کا سب سے پہلا روزہ	یک شنبہ	یکم	رمضان	〃	〃	〃	۲۶/۲۹	۲ فروری	〃	〃
۱۹	فرضیت زکوٰۃ	-	۰	۰	〃	〃	۳	۰	۰	〃	〃
۲۰	فرضیت جہاد	-	۰	۰	〃	〃	۲	۰	۰	〃	〃
۲۱	جنگ بدر کا دن	سہ شنبہ	۱۷	رمضان	〃	〃	۲	۱۳/۱۶	۳ مارچ	〃	〃
۲۲	تحریم خمر	-	۰	۰	۵۶	۱۶	۳	۰	۰	۶۲۵	۶۴۳
۲۳	حکم حجاب نساء	جمعہ	یکم	ذیقعدہ	۵۷	۱۷	۴	۴/۷	۴ اپریل	۶۲۶	۶۴۴
۲۴	تبلیغ اسلام لسلاطین عظام	چہار شنبہ	یکم	محرم	۶۰	۲۰	۷	۱۱/۱۴	۵ مئی	۶۲۸	۶۴۷
۲۵	فتح المبین مکہ	پنجشنبہ	۲۰	رمضان	۶۱	۲۱	۸	۱۱/۱۴	اجنوری	۶۳۰	۶۴۸
۲۶	فرضیت حج	-	۰	۰	۶۲	۲۲	۹	۰	۰	۶۳۱	۶۴۹
۲۷	اولین حج اسلام جو بامامت صدیق اکبر ہوا۔	دوشنبہ یا سہ شنبہ	۹	ذی الحجہ	۶۲	۲۴	۹	۱۸/۲۱	۳ مارچ	〃	〃
۲۸	حجۃ الوداع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	جمعہ	۰	〃	۶۳	۶۳	۱۰	۶/۹	〃	۶۳۲	۶۵۰
۲۹	ابتدائے مرض نبوی	دوشنبہ	۲۹	صفر	۶۴	۲۴	۱۱	۲۵/۲۸	۵ مئی	〃	۶۵۱
۳۰	وفات پُر آیات	چاشت دوشنبہ	۱۲	ربیع الاول	۶۴	۲۴	۱۱	۸/۱۱	۶ جون	〃	〃
۳۱	تدفین پیکر اطہر صلعم	شب چہار شنبہ ۳۲ گھنٹے بعد از وفات	۱۴	〃	〃		۱۱	۹/۱۲	〃	〃	〃

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

Marfat.com

تاریخ۔ ابتداء

ہبوط آدم علیہ السلام سے انسانی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔ اس نوزائیدہ تاریخ کے بارے میں مکمل خاموشی ہے۔ ہجری شہادتیں چار لاکھ سے دس لاکھ سال قدامت کا اندازہ لگاتی ہیں۔ دور جدید کا آغاز طوفان نوح علیہ السلام سے ہوتا ہے۔ طوفان نوح علیہ السلام' حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک کے چھ سو ویں سال شروع ہوا۔ چالیس کامل ایام آسمان و زمین سے پانی ابلتا رہا۔ ۱۵۰ یوم بعد پانی کم ہونا شروع ہوا۔
ابوریحان البیرونی بلخی اپنی کتاب "الاثار الباقیہ" میں تحقیق سے رقم طراز ہیں کہ طوفان نوح ۳۱۰۳ ق۔م یا ۳۷۲۴ قبل ہجری میں پیش آیا تھا۔

ارشاد رب القدوس ہے: **وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ** (بقرہ ۲ : ۷۷) ہم نے (نوح علیہ السلام ہی کی) نسل کو باقی رہنے والا بنایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے تین فرزندان کی نسل سے تمام دنیا آباد و رونق ہے۔ ۱) سام تمام سامی النسل کے جد اعلیٰ ان کا وطن عرب ہے۔ ۲) حام تمام حامی النسل کے جد اعلیٰ ۳) یافث تمام یافثی النسل کے جد اعلیٰ ام القریٰ ۔ مکہ کا خطاب قرآن کریم میں بستیوں کی ماں ہے۔ **لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا**

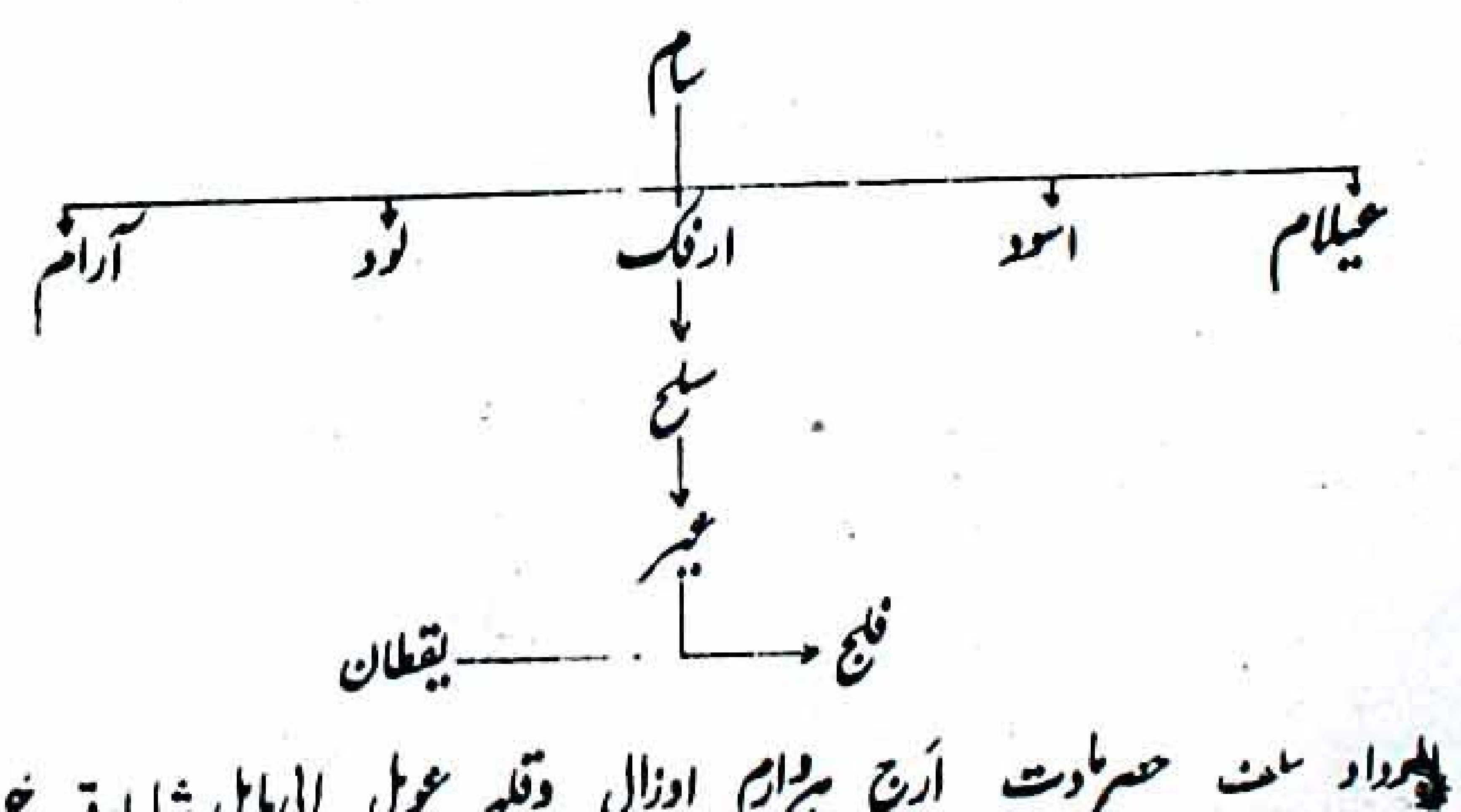

Marfat.com

حام

کوش مصر فوط کنعان

سبا حویلہ سیتہ دعمہ سبتیکہ نمرود

لودی عنادی بہابی لفتومی فتروسی کسلومی ککفتوری

نعمد حنث یلوسی اموری جسر حاشی حواسی عرقی سینی اردادی سماری جاتی

یافث

جمر یاجوج مادی یونان توبل مسک تیراس

سکناز ریفت تجرمہ

الیسہ ترسیس رکتی دودانی

Marfat.com

نسل انسانی۔ نقل مکانی ہجرت

معاشرت و تہذیب مورخین کا خیال ہے کہ باختر (Bactair) کی سطح مرتفع نوع انسانی کا گھوارہ اور مذہبوں و قوموں کا مرزبوم ہے۔ اس ابتدائی مسکن سے بڑھتی ہوئی آبادی کے دباؤ کے سبب سے پہلے حامی نسل نے جادہ پیمائی کی۔ انہوں نے پہلے سبز ہلال شمالی کی جانب نقل مکانی کی اور تورانی کہلائے۔ انہیں کی ایک شاخ نے مشرق میں پھیل کر موجودہ منگولیائی نسل کے جد اعلیٰ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ حامی النسل ایک شاخ مغرب کی جانب جا نکلی اور آذر بائی جان' ہمدان' گیلان' بحیرہ خزر (کیسپئن) کے جنوب اور جنوب مغرب میں جا بسی یہ میدا (Media) کے نام سے معروف ہوئی۔ ان کے بعد گروفنشی (Ugrofinnish) جو یا فنی نسل سے تعلق رکھتی تھی' نے اپنی سرزمین سے نقل مکانی شروع کی۔ اس شاخ کا ایک حصہ سرزمین بابل میں اپنے سے پہلے نقل مکانی کرنے والی حامی نسل کی نو آبادیوں پر ٹوٹ پڑا۔ ان کی آبادیوں کو تسخیر کیا اور ایک مخلوط نسل کی بنا ڈالی۔ یہ مخلوط نسل اکادی (Accadian) یا کوشی (Kuchite) کہلائی۔ اس نسل نے افریقہ اور ایشیا کا وسیع علاقہ پامال کیا اور مدنی تہذیب کی بنا ڈالی۔ ان کے بعد سامی النسل شاخ نے اذن کوچ کیا۔ انہوں نے بھی پیشرو نسلوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہیں علاقوں کا رخ کیا۔ جہاں پہلے سے جانے والے متمدن مہذب زندگی گذار رہے تھے۔ انہوں نے جلد ہی انہیں مغلوب کر لیا۔ قوموں کی جادہ پیمائی جاری رہی۔ مدنی تہذیبیں اجڑتی اور بستی رہیں۔

پارتھیا' میڈیا' کلدان (کالڈیا)' اشور (اسیریا)' بابل' کیپڈوشیا' لیڈیا' گدروشیا' نہ معلوم کتنے شہر بنے اور اجڑے۔ بالآخر صرف آریائی قبائل باختر میں اپنے ریوڑوں اور خانہ بدوشانہ مشاغل کے ساتھ باقی رہ جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے بھی اپنا مسکن چھوڑنے کی ٹھانی اور اپنے سے پہلے نقل مکانی کرنے والوں کی راہ پر چل نکلتے ہیں۔ باختر کے مشرقی آریائی قبائل کا رخ ہندوستان کی جانب ہو جاتا ہے۔ جہاں حامی النسل دراوڑ بڑی حضری تہذیبوں کے مالک ہیں۔

Marfat.com

جادہ پیمائی۔ اسباب۔ اثرات

مورخین کا خیال ہے کہ ایک نسل کے اپنے مسکن سے نقل مکانی کے اسباب درج ذیل ہیں: ۱) بڑھتی ہوئی آبادی کا دباؤ سب سے اہم وجہ ہے۔ ۲) آب و ہوا میں تبدیلی اور قلیل پیداوار جو کفالت کے لئے ناکافی ثابت ہوئی۔ ۳) وسائل اور زرخیز خطوں کی تلاش ۴) قبائلی وحشی معاشرہ کا تمدنی معاشرہ کی طرف ارتقاء۔ کچھ مورخین کا خیال ہے کہ مذہب بھی اس نقل مکانی کا ایک سبب ہے۔ وہ اس کی تائید میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کی ہجرتوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ چند مورخین اسے زمانی دورانیہ سے ربط دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ تقریباً ہر ہزار سال بعد وسیع پیمانے پر نقل مکانی کا عمل ہوتا ہے۔ جن کی تائید میں شہادتیں موجود ہیں۔

نقل مکانی۔ اثرات

مقامی اور آباد کاروں کی باہمی آمیزش نے تاریخ پر بڑے خوش گوار اثرات مرتب کئے۔ تمدن اور معاشرت کو مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔ فن عمارت سازی، عمارتوں میں ستون اور محرابیں، قوسی چھتیں، شمسی تقویم کی ارتقاء اوزان و پیمائش، پہیہ پہیہ گاڑی، حروف ابجد، تحریری رسم الخط، قوانین جہاں بانی۔ ان سب سے بڑھ کر مذہب سے روشناس کرایا۔

Marfat.com

باب دوم :

ہندوستان

ہندوستان میں تہذیب و تمدن کی تاریخی اشتہاد آریاؤں کی مقدس کتابوں سے ملتی ہے۔ رگ وید، یجر وید، اتھروید، سام وید، تشریحات برہما، اپنشد ماسترا، مہا بھارت، رامائن، جتکا کہانیاں اور پالی روایات، پانچ پروانوں وایو، متسایا، وشنو، برہمد اور بھگوتا (ان میں شاہی خاندان کے شجرہ جات ہیں) بنیادی اشتہاد جانے جاتے ہیں۔

بیرونی تاریخی اسناد میں یونانی سیاحوں کے سفرنامے شامل ہیں۔ جو ہندوستان ۴۳۱ ق۔ م - ۴۸۴ ق۔ م میں آنا شروع ہوئے۔ مقدم العہد سکائی لیکس اور ثانی العہد ہیرو ڈوٹس۔ تاریخ کا باوا آدم شامل ہیں۔ ان کے علاوہ کیٹیس، میگستھینز، ایراٹو ستھنس، سیتھمی، ڈیڈوروس، پلوٹارک، سٹربو، کوریوس ایرین کے روزنامچے بھی اس خطے کی تاریخ سے آگاہی بخشتے ہیں۔ ان کے علاوہ چینی سیاح سوماچیان، فاہین، ہیون سانگ کے سفرنامے اور ان سب سے بڑھ کر پانچویں صدی کے مورخ البیرونی کی کتاب جو ۱۰۳۰ء میں تصنیف ہوئی۔ البیرونی سلطان محمود کے دربار سے وابستہ تھا۔ یہ کتاب الہند اس کی بہترین تصنیف ہے۔ اس کا اصول نگارش اور اسلوب واقعہ نویسی ہر دور کے تصنیفی معیار پر پورا اترتا ہے۔

تاریخی واقعات کی استنادی شہادت کا ایک ذریعہ آثار قدیمہ کی باقیات جو اس واقعہ کے متعلق علاقوں میں پائی جاتی ہیں، بھی ہے۔ ماہر آثار قدیمہ نے ان کی تلاش تحقیق اور جستجو سے ان واقعات کی صحت کا درست اندازہ لگایا ہے۔ قدیم ادوار کو ارتقائی لحاظ سے مختلف ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حجری دور، زرعی دور، کانسی دور، لوہا

Marfat.com

دور' حجری دور کا تعین چار لاکھ سے بیس لاکھ سال قدیم ہے۔ جبکہ ادوار کی قدیم ترین شہادت سے اس کی عمر ۱۰ ہزار سال معلوم ہوتی ہے۔ موہن جودڑو اور ہڑپہ کی قدیم حضری تہذیبیں چار ہزار سے پانچ ہزار سال قدیم ہیں۔ یہ حضری تہذیبیں کانسی کے دور کا نقطہ عروج تھا۔ ان کا مقابلہ ان کی ہم عصر مصری سومیری اور ایرانی تہذیبوں سے کیا جا سکتا ہے۔

ہندوستان۔ برصغیر

یہ چھ ہزار سال قدیم ہے۔ اس کی قدامت کا اندازہ اس کی حضری باقیات سے ہوتا ہے۔ لیکن ان پر ایک عجیب و غریب توہم پرستانہ' پراسراریت اور دیو مالائی اثر ہے۔ ہندوستان کی اس پراسراریت کا پردہ پہلی بار تابعین اسلام نے چاک کیا۔ موجودہ تاریخ کا باب باختر بلخ و بدخشاں کے مغربی اور مشرقی آریائی قبائل کے تنازعہ سے آغاز ہوتا ہے۔

۳۵۰۰ ق۔ م تا ۲۵۰۰ ق۔ م' باختر

مشرقی آریا اپنے مرزبوم سے جلاوطن ہوتے ہیں۔ یہ غالباً" تاریخ کی پہلی مذہبی جلاوطنی ہے۔ مغربی آریا اپنے مشرقی بازو سے طاقت ور اور فن و حرب میں ان سے برتر تھے۔ اس لئے مشرقی آریا نے جلاوطنی کو ترجیح دی۔ یہ وہ دور تھا جب دراوڑی حضری تہذیب کے زوال یا انحطاط کا آغاز ہو چکا تھا۔ بارش کی اوسط میں کمی' دریاؤں کے رخ میں تبدیلی اور سیلاب' تجارتی عمل میں جمود اور حربی ترقی میں غیر دلچسپی کے سبب مائل بہ تنزلی تھے۔ یہ کانسی کے دور کا زوال تھا۔ ایسے میں باختر کے مشرقی آریاء اپنے بہتر آلات حرب اور جادہ پیمائی کے عزائم لئے ان پر حملہ آور ہوئے۔ آریائی قبائل راعیانہ جبلت کے مالک تھے۔ مرد جنگی اور حربی وسائل کے سبب برتر تھے۔ عورت مرد سے کمتر درجہ تھی۔ ان کے ہاں معاشرتی تقسیم تھی۔ کھتری' براہمن' ویش لیکن یہ صرف پیشہ وارانہ تقسیم تھی۔ آپس میں شادی بیاہ کیا کرتے تھے۔ آریائی چراگاہوں کی تلاش میں جگہ جگہ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔

آریائی حملہ آوروں کا سلسلہ آمد لگ بھگ ۵۰۰ سال جاری رہا۔ ان حملہ

Marfat.com

آوروں نے دراوڑی حضری تہذیب کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ متمدن دراوڑی نسل آریوں کے غلبہ کے بعد ایک محکوم قوم بن کر زندہ رہی۔ انہیں داسو سے داس یا شور کہا جانے لگا۔ یہ دونوں لفظ دراوڑی نسل کی دو قوموں داسو اور شور کی بگڑی ہوئی شکل ہیں۔

دراوڑی تہذیب' فن تحریر لسانیت کے بارے میں آریاؤں کی مذہبی کتابیں خاموش ہیں۔ لیکن موجودہ شہادت کے مطابق وادی سندھ کی حضری تہذیب (موہن جوداڑو اور ہڑپہ) کے باشندے چھوٹے قد اور بڑے سر والے تھے۔ رنگت کالی' بال گھنگھریالے' ناک چوڑی اور چپٹی تھی' ہونٹ بھرے ہوئے یا لٹکتے ہوئے تھے۔ اسی لئے انہیں "دراوڑ نسل" سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ان کا معاشرتی' تہذیبی اور سماجی رویہ اور رہن سہن کافی ترقی یافتہ تھا۔ تجارت اور زراعت ان کی معیشت کی روح تھیں۔ ہنرمند طبقہ موجود تھا۔ ان کے تجارتی تعلقات اپنی ہم عصر حضری تہذیبوں سے تھا۔ ان کے عقائد کے مطابق شکتی (عورت) پیروش (مرد) کے جنسی ہیجانات کی تکمیل کے لئے کائنات وجود میں آئی ہے۔ یہ افزائش نسل اور افزائش فصل کے عمل کو متبرک جانتے تھے۔ آریائی ویدوں کی شہادت کے مطابق ساڑھے تین ہزار سال قبل یہاں دو نسلیں داسیو اور اسور آباد تھیں۔

آریاؤں نے وقت کے ساتھ زراعت کا پیشہ اپنا لیا۔ دیہات اور شہر بسنے لگے۔ راعیانہ کردار' حضری کردار میں بدلنے لگا۔ ان کی طرز معاشرت مویشی چرانے والے خانہ بدوشوں سے حضری اور زرعی زندگی کے تقاضے پورا کرنے والے افراد میں ڈھل گئی۔ شعوب و قبائل بادشاہت میں بدل گئی۔

آریائی حملہ آوروں نے اپنا نسلی تفاخر برقرار رکھا۔ اپنے ساتھ لائے ہوئے مذہبی افکار کو قدیم باشندوں پر زبردستی مسلط کر دیا۔ آریائی اپنے اجداد کی ارواح اور مرئی مظاہر میں مجسم قوائے فطرت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کے مذہبی پروہتوں نے بڑے کڑے قوانین بنائے۔ تاکہ مقامی اثرات ان میں شامل نہ ہو سکیں۔

تہذیبوں کا اختلاط' مذہبوں کا ملاپ آریاؤں کے کڑے قوانین سے بھی باز نہ رہ سکا۔ آریاؤں نے اپنے مذہبی روایات میں مقامی مذہبی روایات کو شامل ہونے دیا۔ برہما'

Marfat.com

وشنو، شیوا، تخلیق، تحفظ اور تخریب قوت واحدہ کے تین پہلو اور ان میں اصنام پرستی کا رواج فروغ پا گیا۔ مظاہر پرستی سے اصنام پرستی کا سفر ایک جست میں طے ہو گیا۔

اس دور (جو ۱۵۰۰ ق۔ م تا ۶۰۰ ق۔ م) تک پھیلا ہوا ہے۔ میں آریہ نسل کی برہمن جاتی نے معاشی، سیاسی اور مذہبی سیادت و بالا دستی کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کر ڈالا۔ آریائی تہذیب میں حضری تہذیب کے مراکز جنوب سے شمال کی جانب منتقل ہو گئے۔ ٹیکسلا، پشن کلاوتی (چارسدہ) پورشاہ پور (پشاور) بسائے۔ آریاؤں نے اپنا صدر مقام موجودہ دلی سے نزدیک ہستن پور نامی شہر کو بنایا۔ ان کی تہذیب میں ٹیکسلا کو ایک اہم درجہ حاصل تھا۔ اس کو ایک بین الاقوامی تجارتی اور تہذیبی مرکز کی حیثیت ملی۔ یہ ایک جانب مغربی ایشیا، باختر دوسری جانب کشمیر و چین اور تیسری جانب پنجاب، دلی، ہند اور پورب سے منسلک تھا۔

رگ وید، سام وید، یجر وید، اتھر وید، مہا بھارت اسی دور کی داخلی شہادتیں ہیں۔ مہا بھارت کا اہم حصہ "بھگوت گیتا" ہے۔ یہ ایک فرضی مکالمہ ہے ارجن ہیرو اور کرشن بھگوان کے مابین یہ بڑی حد تک ویدانیت کا فلسفہ ہے۔ مہا بھارت کے ساتھ ہی آریائی تہذیب کا پہلا دور ختم ہو جاتا ہے۔ یہ دور ویدوں اور پرانوں کا دور ہے۔ سیاسی اور مذہبی فلسفہ بڑی حد تک ترقی کر چکا تھا۔ براہمن اور راجہ طاقت و سیادت کا مظہر تھے۔ راجہ موروثی ہوتا تھا۔

اپ نشدوں میں ویدی فلسفہ عروج کمال پر ہے۔ آتما (روح) مہا آتما (بزرگ روح) اور پرم آتما (خدا) کا تصور ان کا بنیادی عقیدہ تھا۔ ان کا خیال تھا کہ پرم آتما (خدا) مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس سے اوتاروں کا تصور پیدا ہوا۔

ایران کے ہخامنشی فرمانروا کوروش اعظم (۵۵۹ ـ ۵۳۰ ق۔ م) نے طبل رحلت بجایا۔ بابل و مصر کو پامال کیا۔ مشرق میں پشاور تک کے علاقے کو اپنی فتوحات میں شامل کیا۔ اس کے جانشین دارایوش ۵۲۲ ـ ۴۸۶ ق۔ م نے آریائی علاقے فتح کئے۔ اس طرح سے ایران پہلی بار یہاں کا حکمران بنا جبکہ اس سے پیشتر ایران اور دراوڑی حضری تہذیب میں تجارتی روابط تھے۔ ہخامنشی فرماں روا اور ان کے ایرانی صوبہ داروں نے یہاں کے باشندوں سے روادارانہ سلوک کیا۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں ایرانی فرماں روا

Marfat.com

"دارا یوش" نے سیاسی مصلحتوں کی بناء پر یہاں شمال مغربی علاقہ جات میں یونانی آباد کار بسائے۔ یہ وہی دور تھا جب پوری دنیا میں لوہے کا انقلاب آ چکا تھا۔ تجارتی رابطے اور صنعتی اور پیشہ وارانہ ترقی پھیل رہی تھی۔

دوسری جانب زندگی کی نئی تشریحات کے لئے سماجی اصلاحی تحریک کا سلسلہ پوری دنیا میں پھیل رہا تھا۔ چین میں لاؤزے اور کنفیوشس برصغیر میں گوتم بدھ' مہاویر' ایران میں زرتشت ایشیائے کوچک میں طالیس' لی سی پس' فیثا غورث' انکسا غورث' ہراک لائی ٹس وغیرہ کی تعلیمات عصری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے تحقیق و اجتہاد کی راہیں کھول رہی تھیں۔

سدھارتا گوتم بدھ (۶۴۰ ق۔ م - ۵۶۰ ق۔ م)

یہ اسی دور کا ایک واقعہ ہے۔ جب سدھارتا گوتم بدھ نے ویدانیت کے عقائد و رسوم کے خلاف تحریک چلائی یہ ایک سماجی اور اصلاحی تحریک تھی۔ جس کے سامنے برہمن اور ویدانیت کا طلسم جو آریائی فلسفہ حیات کا ترجمان تھا' نے دم توڑ دیا۔ اس دور میں بدھ کے علاوہ مہاویر نے جین مت کو فروغ دیا جو بعد میں ہندو مذہب کا ایک فرقہ بن کے رہ گیا۔ ان کے ماسوائے اور مصلح کشیاپ' اجی ویکا' سانجیہ' پرسوا' اوکا' اتارا' اجیتا وغیرہ بھی اٹھے۔ ان تمام میں یہ قدر مشترک تھی کہ یہ ویدک عقائد' دیوی دیوتا' رسم و رواج کی صداقت سے انکار کرتے تھے۔ اہنسا کا پرچار کرتے تھے۔ لیکن قبولیت عامہ صرف گوتم بدھ کے بدھ مت کو ملی اس کی تعلیمات سچائی کا راستہ' درمیانی راستہ ہے۔ انتہاؤں سے بچے۔ مناسب کلام' کردار' کسب جہد' دھیان حافظہ' سچ بولنا' خیانت و چوری سے بچنا' ان مناسب کی عملی اشکال تھیں۔ ویدانیت کے پیروکاروں کی زندگی کٹھن زندگی تھی۔ شادی بیاہ' غمی موت' فصل کی بوائی کٹائی سفر و حضر غرض ہر حالت میں رسوم کا ایک انبار تھا۔ جسے پورا کرنے کے لئے براہمن کی سیوا کرنی ضروری تھی۔ بدھ مت نے ان تمام رسوم و رواج سے چھٹکارا دے دیا۔ یہ مذہب بڑی تیزی سے نچلی جاتی میں پھیلا۔ پھر چھوٹے راجوں میں۔ اشوک نے اسے موریا سلطنت کا سرکاری مذہب قرار دیا اور اس کی اشاعت جنوب مشرقی ایشیا تک کی۔

Marfat.com

۳۲۷ ق۔ م میں سکندر مقدونی نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ دریائے جہلم کے کنارے راجہ پورس نے مقابلہ کیا۔ سکندر فتح یاب رہا۔ سکندر نے اپنے سپہ سالار کو ایران اور ہندوستان کا حکمران بنا دیا۔ سلیوکس نامی اس سپہ سالار نے صرف چھ برس بعد ہی یہاں کی حکومت موریہ خاندان کے بانی چندر گپت موریہ کے ہاتھوں کھو دی۔ چندر گپت موریہ نے سلیوکس کی بیٹی سے بیاہ رچالیا۔

۳۲۱ ق۔ م میں پہلی بار شمالی ہندوستان میں ایک متحدہ قومی حکومت کی بنا موریہ خاندان کے بانی چندر گپت نے قائم کی۔ یہ پہلی مرکزی اور ملک گیر حکومت تھی۔ وہ اور اس کا وزیر کوٹلیا ٹیکسلا سے فارغ التحصیل تھے۔ کوٹلیا نے ارتھ شاستر لکھی جو امور جہاں بانی پر ایک عظیم الشان دستاویز ہے۔ اس میں رموز سلطنت کے طرائق ہخامنشی حکمرانوں سے ماخوذ ہیں۔ چندر گپت کے جانشین اشوک اعظم ۲۷۴ ق۔ م ۔ ۲۳۶ ق۔ م نے ہخامنشی فرماں روا کی پیروی میں شاہی فرمان و احکام اور کارناموں کو لاٹوں اور چٹانوں پر کندہ کروایا۔ بدھ مت کے اس عظیم پیروکار کے فرمان منکسر مزاجی کا شاہکار ہیں۔

موریہ خاندان کے زوال کا سبب بھی باختر کے یونانی حکمران بنے۔ انہوں نے ۱۸۰ ق۔ م سے ۱۳۰ ق۔ م تک یہاں حکومت کی۔ قومی اور تہذیبی تعمیر میں ساکاؤں، پارتھیوں، کشنوں نے مقامی باشندوں پر بڑا اثر ڈالا۔ ساکا باختر کے آریوں کی مشرقی شاخ تھے۔ یہ ویدک آریاؤں سے مختلف تہذیب کے مالک تھے۔ پارتھی ایرانی نژاد قبائل تھے جنہوں نے ساکاؤں سے اقتدار چھینا۔ یہ نہایت مہذب لوگ تھے۔ گندھارا آرٹ (۲۵ء ۔ ۷۸ء) تک ان پارتھی ایرانیوں سے منسوب ہے۔

ان کے بعد کشن قوم نے سر اٹھایا۔ یہ چینی نژاد تھے۔ ۱۷۰ ق۔ م میں دریائے آمو کی وادی میں آ بسے وہاں سے باختر تسخیر کیا۔ پھر وادی کابل اور گندھارا کو تسخیر کیا۔ ان کی راج دہانی پشاور بنی جہاں سے وہ دریائے آمو پار کی مفتوحات کو بھی ماتحت رکھ سکتے تھے۔ ان کا فرماں روا کنشک ۱۵۰ء تھا۔ اس خاندان کا خاتمہ ۱۷۴ء میں ہو گیا۔

کنشک خاندان کے زوال کے بعد ایک طویل عرصہ یوں ہی گذرا۔ آخر کار گپت خاندان ایک بار پھر سے ہندوستان میں ایک مرکزی اور متحدہ حکومت قائم کرنے

Marfat.com

میں کامیاب ہو گیا۔ اس خاندان کا عرصہ اقتدار (۳۲۰ء سے ۵۳۲ء) تک محیط ہے۔ انہوں نے بھی موریہ خاندان کے صدر مقام پاٹلی پترا کو اپنا دارالسلطنت بنایا اور اسے ازسرنو تعمیر کروایا۔ اس خاندان کا سب سے بڑا حکمران بکرماجیت (۳۵۷ء تا ۴۱۳ء) مانا جاتا ہے۔ یہ چونکہ بدھ مت کے ردعمل میں نشاط ثانیہ تھی۔ بدھ پیروکاروں کو بڑی سختی سے دبایا گیا۔ دھرم کے نام پر عوام کا استحصال کیا گیا۔ ہندو مت کا فخر' منو کا دھرم شاستر اسی دور کی یادگار ہے۔

اب کی بار ہنوں کی باری تھی۔ ۴۰۷ء میں یہ تاتاری سفید ہن شمالی علاقہ جات پر قابض ہوئے اور بڑھ کر پورے ہندوستان کو مفتوح بنا لیا۔ ان کا صدر مقام سیالکوٹ کے نزدیک تھا۔ یہ (۴۰۷ء سے ۵۵۲ء) تک یہاں کے حکمران رہے۔ ہن سورج دیوتا کے پجاری تھے۔ اس لئے انہیں شیو مہاراج کو اپنانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ ہنوں نے سورج دیوتا کا بڑا معبد (مندر) ملتان میں تعمیر کروایا۔ بدھ مت والوں کے استوپا ویران ہو گئے۔ ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ بدھ یہاں سمٹ کر رہ گئے۔ ہنوں کی مرکزی حکومت کے خاتمے کے بعد یہاں کوئی بڑی اور مضبوط حکومت قائم نہ ہو سکی اور ہندو راجہ اور مہاراجہ یہاں اقتدار کا کھیل کھیلتے رہے۔ مذہب اور اقتدار دونوں عوام کے استحصال کے لئے استعمال ہونے لگے۔ طبقاتی تقسیم شدت سے پھیل گئی تھی۔ شودروں پر عرصہ حیات تنگ ہو چکا تھا۔ اصنام پرستی اپنے عروج پر تھی۔ آریائی دیوتا' دیویوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی تھی۔

ایسے تاریک اور انسانیت سے گرے ہوئے دور میں یہاں تابعین اسلام کے سعید قدموں کا نزول ہوا۔ اس بت کدہ میں اللہ واحدہ لاشریک کی کبریائی اور جلالت کی آواز گونجی۔ تاریکی چھٹنے لگی۔ یہ فجر اسلام تھی۔

ہندوستان مسلمانوں کی آمد

مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ (۱۳ھ تا ۲۳ھ) کے عہد خلافت میں سندھ پر پہلی لشکر کشی کی۔ اس دور کے بحرین کے حاکم عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے عمان کے راستے ساحل ہند کی طرف بحری لشکر روانہ کیا۔ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حکم بن ابی

Marfat.com

العاص نے بھڑونچ اور دیبل کی طرف کامیاب پیش قدمی کی اور کامیاب لوٹ گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت (۲۳ھ تا ۳۵ھ) میں عراق کے حاکم عبداللہ بن عامر نے حکیم بن جبلہ عدوی کو ہندوستان کے حالات سے واقفیت کے لئے بھیجا انہوں نے واپسی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہندوستان کے حالات کچھ اس طرح سے بیان کیے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہندوستان پر لشکر کشی کی اجازت نہ دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ (۳۵ھ تا ۴۰ھ) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۴۱ھ تا ۵۹ھ کے زمانہ خلافت میں سندھ کی سرحد' مکران' قیقان تک اسلامی لشکروں کی آمد کا تذکرہ ملتا ہے۔ باقاعدہ حملہ اور فتح خلیفہ ولید بن عبدالمالک کے عہد خلافت (۸۶ھ تا ۹۶ھ) میں مشہور اسلامی سپہ سالار محمد بن قاسم ثقفی کے زیر قیادت ہوئی۔

سندھ پر حملہ۔ اسباب

سندھ کے اس زمانے کے راجہ داہر نے مکران کے حاکم سعید بن اسلم کے قاتلوں کو اپنے ہاں پناہ دی۔ اس کے چند سالوں بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ جزائر سرانديپ کے راجہ نے جو مسلمانوں سے دوستی کا خواہاں تھا۔ عراق کے مشہور اموی عامل حجاج بن یوسف ثقفی کے لئے چند جہاز روانہ کئے۔ جو تحائف اور ہدایا سے لدے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ حج کی غرض سے جانے والے مسلمان اور عرب تاجروں کے اہل و عیال جو لنکا میں تجارت کے دوران انتقال کر گئے تھے' ان جہازوں میں سوار تھے۔

اتفاقاً" یہ جہاز سندھ کی بندرگاہ دیبل کے نزدیک پہنچ گئے۔ جہاں راجہ داہر کی ایماء پر ان جہازوں کو سندھ کے بحری قذاقوں نے لوٹ لیا۔ مال و اسباب کے ساتھ ہی بچوں اور عورتوں کو یرغمال بنا لیا۔ حجاج بن یوسف عامل عراق نے راجہ داہر کو ایک سرزنشی خط لکھا اور مال و اسباب اور بچوں اور عورتوں کو باعزت عراق واپس کرنے کا مطالبہ کیا۔ راجہ داہر نے حجاج بن یوسف کو جواباً" خط لکھ بھیجا کہ وہ بحری قذاقوں کے معاملے مین کچھ نہیں کر سکتا۔ اس جواب نے حجاج بن یوسف کو برافروختہ کر دیا۔ اس نے راجہ داہر کو سزا دینے کی ٹھانی۔

اس دور میں مسلمانوں کی فتوحات کا ایک سیلاب تھا۔ جو چین سے یورپ

Marfat.com

(اندلس) تک ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ قتیبہ بن مسلم ترکستان و چین' موسیٰ بن نصیر افریقہ طارق بن زیاد اندلس' مسلمہ بن عبدالمالک ایشیاء کوچک کو فتح کر رہے تھے۔ اس دور زریں میں سندھ کی فتح بھی ہوئی۔

سندھ پر لشکر کشی۔ مہمات

عبداللہ اسلمی چھ ہزار کے لشکر کے ساتھ مکران کے راستے سندھ پر حملہ آور ہوا۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اس مہم میں عبداللہ اسلمی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد بدیل بن طہفہ چھ ہزار لشکر کے ساتھ سندھ آئے اسے بھی کامیابی نہ ہوئی۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ آخر حجاج بن یوسف نے اس مہم کے لئے ذاتی دلچسپی سے ایک لشکر ترتیب دیا۔ جس کی قیادت سترہ سالہ اولوالعزم سپہ سالار محمد بن قاسم ثقفی کو سونپی۔ محمد بن قاسم حسب سابق چھ ہزار کے لشکر کے ساتھ مکران کے راستے سندھ کی طرف بڑھا۔ جبکہ دوسرا حصہ بحری جہازوں سے روانہ ہوا۔ اس بحری لشکر کے ساتھ مشہور زمانہ قلعہ شکن منجنیق "عروس" بھی تھی۔ اس کو پانچ سو آدمی بیک وقت کھینچتے تھے۔

محمد بن قاسم مکران سے قنز پور (پنج گور) اور ارمابیل (ارمن بیلہ) کو فتح کرتا ہوا دیبل کی بندرگاہ پر آ پہنچا۔ محمد بن قسم نے دیبل کے قلعہ اور اپنی فوج کے درمیان خندق کھدوائی اور دیبل کے سامنے خیمہ زن ہو گیا۔ اسی دوران بحری لشکر بھی آ پہنچا۔ عروس دیبل کے مرکزی تیرتھ پر سنگ باری کرتی رہی۔ آخر طویل محاصرہ کے بعد دیبل بزور شمشیر فتح کر لیا گیا۔ دیبل کی فتح میں دشمن کا کافی جانی اور مالی نقصان ہوا۔

دیبل کے بعد محمد بن قاسم نے نیرون کوٹ کی طرف پیش قدمی کی۔ حاکم شہر نے صلح کر لی۔ گراں بہا تحائف دیئے اور مہمانداری کی۔ راہ میں آنے والے مقامات کو فتح کرتا ہوا محمد بن قاسم دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا ہوا سربیدس' سیوستان' راسل فتح کرتا ہوا راجدہانی الورجا پہنچا۔ راجہ داہر جنگی ہاتھیوں اور ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ مقابلے پر اترا۔ خون ریز مقابلے کے بعد راجہ داہر نے شکست کھائی اور مقتول ہوا۔ یہ ۱۰ رمضان ۹۳ھ (۲۰ جون ۷۱۲ء) کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے راوڑ' ساوندری' بسمند' بھاٹیا' اور' سکہ پر قبضہ کرتے ہوئے ملتان پہنچے۔ گور سنگھ

Marfat.com

(کورسیہ) نے مقابلے میں شکست کھائی اور قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ مسلمانوں نے محاصرہ ڈال دیا۔ طویل محاصرے اور مقابلے کے بعد اہل شہر نے شکست کھائی۔ ۹۵ھ / ۷۱۴ء میں ملتان فتح ہوا۔ ملتان بدھوں کا مشہور تیرتھ تھا۔ یہاں سونے چاندی کا ہُن برستا تھا۔ ساری دولت مسلمانوں کے ہاتھ لگی۔ مسلمان فاتحین نے اسے وادی الذہب (سونے کی وادی) کا نام دیا۔ ملتان کے بعد ٭یلمان٭ سرشت اور کیرج فتح ہوئے۔

راجہ داہر ایک متعصب برہمن حکمران تھا۔ اس نے بدھ مذہب کے پیروکاروں کے لئے نہایت ظالمانہ قوانین جاری کئے۔ ان کو ہتھیار بند ہونے، ریشمی کپڑے پہننے، گھوڑوں پر زین بندی کرنے کی ممانعت تھی۔ برہنہ پا اور برہنہ سر گھروں سے کتوں کے ساتھ نکلنے کا حکم تھا۔ اس کے برعکس محمد بن قاسم نے پرانا نظام برقرار رکھا۔ مذہبی آزادی اور رواداری کا مظاہرہ کیا۔ ہندو پجاری اور برہمنوں کو مندروں میں پوجاپاٹ کی اجازت دی۔ رعایا میں ان کا پنچایتی نظام برقرار رکھا۔ ان ہی کے عامل مقرر کئے اور صرف جزئیہ لگایا۔ سندھ اور ملتان کی فتوحات میں شدید لڑائیوں کے دوران جو افراد قتل ہوئے ان کے علاوہ کوئی فرد بھی نہیں مارا گیا۔

سلیمان بن عبدالمالک (۹۶ھ تا ۹۹ھ) نے یزید بن ابی کبشہ کو سندھ کا حاکم مقرر کیا اور محمد بن قاسم کو نہ صرف معزول کر دیا بلکہ پا بہ زنجیر عراق بلوا لیا۔ جہاں کے حاکم صالح بن عبدالرحمان نے محمد بن قاسم کو شہر واسط کے جیل خانہ میں محبوس کر دیا اور تشدد سے ہلاک کروا دیا۔ یزید بن ابی کبشہ کو سندھ میں آئے ۱۸ یوم ہوئے تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد حبیب بن مہلب کو حاکم مقرر کیا گیا۔ اس کے دور میں راجوں نے سرکشی اختیار کی اور دوبارہ اپنے علاقوں پر قابض ہو گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور (۹۹ھ تا ۱۰۱ھ) میں ان کی تبلیغ سے بہت سارے راجے مسلمان ہو گئے۔ (۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ) ہشام بن عبدالمالک کے دور میں یہاں کا حاکم جنید بن عبدالرحمان مری تھا۔ اس نے اجین اور مالوہ پر لشکر کشی کی اور سندھ اور ملتان کا معقول بندوبست کیا۔ آخری اموی حاکم منصور بن جمہور کلبی (مروان الحمار کے دور ۱۲۷ھ تا ۱۳۲ھ) نے منصورہ آباد کیا اور سندھ میں نیم خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

عباسی دور میں سفاح عباسی نے عبدالرحمان بن مسلم عبدی کو سندھ کا حاکم بنا کر

Marfat.com

بھیجا۔ منصور نے عبدی کو شکست دی اور اسے قتل کر ڈالا۔ اب موسیٰ بن کعب کو سندھ منصور بن جمہور کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا۔ موسیٰ نے منصور کو شکست دے دی اور سندھ کا انتظام و انصرام خلافت عباسیہ سے منسلک کر دیا۔ ۱۴۵ھ میں موسیٰ بن کعب کی وفات پر سندھ، قبائلی عصبیتوں کے فتنے نے سر اٹھا لیا۔ ابو جعفر منصور (۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ) نے سندھ کا والی عمرو بن حفص کو مقرر کیا لیکن وہ ان قبائلی فتنوں کو ختم نہ کر سکا۔ اس کی ناکامی پر سندھ کی امارت ہشام بن عمر تغلبی کو سونپ دی گئی۔ ہشام نے سندھ پر دوبارہ قبضہ مستحکم کیا۔ اس کا دور ولایت سندھ کا خوش حال دور تھا۔ اس کے دور میں ملتان سے آگے کے علاقے بھی اس کی عملداری میں آ گئے۔ مہدی کے دور (۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ) میں عبدالمالک بن شہاب سمعی نے باربد پر بحری فوج کشی کی۔ کامیاب مہم سے فارغ ہو کر لوٹ رہے تھے کہ بحری طوفان میں گھر گئے۔ کافی جانی نقصان ہوا۔ ہارون کے عہد (۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ) میں سندھ میں دوبارہ یمنی اور مضری قبائل میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ ہارون نے یکے بعد دیگرے کئی حاکم بھیجے لیکن سب ناکام رہے۔ کئی سال کشت و خون کا سلسلہ جاری رہا۔ ۱۸۴ھ میں داؤد بن حاتم مہلبی کو بھیجا گیا۔ مضری یمنیوں کو نکال کر خود منصورہ پر قابض تھے۔ داؤد اور اس کے بھائی مغیرہ نے ان کو شکست دی اور سندھ میں ان کا زور توڑ دیا۔ مامون کے زمانے (عہد ۱۹۸ھ تا ۲۱۸ھ تک) سندھ میں عربوں کا وقار بلند رہا۔ معتصم باللہ کے دور ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ میں عمران بن موسیٰ سندھ کا حاکم تھا۔ اس کے دور میں یہاں کے ایک موروثی خاندان کو دوبارہ ابھرنے کا موقعہ ملا۔ عمر بن عبدالعزیز ہباری نے عمران کا خاتمہ کر دیا۔ عہد متوکل ۲۴۰ھ میں منصورہ پر ہباری خاندان حکمران تھا اور معتضد کے عہد ۲۹۰ھ میں ملتان میں بنو سامہ نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور یوں یہاں حکومت دو حصوں میں بٹ گئی۔ صرف دو صدیوں میں باہمی نااتفاقی اور بدانتظامی کی باد سموم نے اس پودے کو جھلسا دیا۔ جسے تابعین اسلام نے اپنے خون سے سینچا تھا۔

دولت غزنویہ

عربوں کے زوال کے شروع ہونے پر ماوراء النہر، خراسان میں یہاں کے سامانی حکمرانوں نے خود مختار حکومت قائم کر لی یہ سلطنت ۸۷۴ء تا ۹۹۹ء تک قائم رہی۔ ان

Marfat.com

حکمرانوں نے عربی زبان کے بجائے فارسی زبان کو فروغ دیا۔ رودکی (۹۴۰ء) فارسی کا عظیم شاعر انہی کے دربار سے وابستہ تھا۔ سامانی حکمرانوں کے آخری ایام میں ترکی غلاموں کا غلبہ بڑھ گیا۔ ماوراء النہر جو آبادی کے لحاظ سے ایک مکمل ترک شہر تھا۔ ۹۶۲ء میں یہاں الپتگین نامی غلام نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ دولت غزنویہ کا بانی امیر ناصر الدین سبکتگین اس کا غلام اور داماد تھا۔ الپتگین کے انتقال کے بعد سبکتگین غزنی کا حاکم بنا۔

امیر ناصر الدین سبکتگین ۳۶۶ھ کو غزنی کا حاکم بنا۔ اس کے خاندان نے دولت غزنویہ کا قیام عمل میں لایا۔ جو ۳۶۶ھ تا ۵۷۹ھ تک کے عرصہ تک یہاں حکمران رہی۔ امیر سبکتگین نے پشاور و پنجاب کے اس دور کے ہندو شاہیہ راجہ جے پال کے خلاف لشکر کشی کی۔ راجہ جے پال ایک متشدد اور جابر حکمران تھا۔ امیر سبکتگین نے ۳۶۹ھ / ۹۷۹ء میں راجہ جے پال سے کابل اور پشاور کا علاقہ چھین لیا۔ لمغان (جلال آباد) سے دریائے سندھ تک کا تمام علاقہ امیر سبکتگین کی عمل داری میں آ گئے۔ ان لڑائیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ برصغیر کی عسکری کمزوری مسلمانوں پر عیاں ہو گی اور سندھ پار کے علاقے میں ایک طاقت ور اسلامی حکومت قائم ہو گئی جو بعد ازاں برصغیر کے دوسرے حصوں میں پھیل گئی۔ سبکتگین کے عہد کا دوسرا اہم واقعہ افغان قوم کے معرض وجود میں آنے کا ہے۔ افغان پشاور اور غزنی کے درمیانی علاقوں میں متعدد قبائل تھے۔ جو آپس میں متحد نہ تھے۔ سبکتگین نے ان سے دوستانہ مراسم استوار کئے۔ انہیں سلاطین غزنیہ کی افواج میں بھرتی کیا۔ یہ قبائل نہ صرف حلقہ بگوش اسلام ہوئے بلکہ متحد ہو کر افغان قوم کی بنیاد ڈالی۔ سبکتگین نے ان کا تعاون حاصل کرنے کے لئے وہ تمام علاقے جو ان کے زیر تسلط تھے۔ انہیں کے حوالے کر دیئے۔ ۳۸۷ھ / ۹۹۷ء میں امیر سبکتگین والئی غزنی نے بلخ کے نواحی قصبہ ترمذ میں وفات پائی۔ یوں اس بانی دولت غزنویہ کی درخشاں زندگی کا انجام بخیر ہوا۔

امیر سبکتگین کی وفات کے وقت امیر اسماعیل بلخ موجود تھا۔ اس نے اپنی

Marfat.com

حکمرانی کا اعلان کر دیا۔ لیکن تمام امراء دربار اس کے بڑے بھائی اور جانشین سلطان محمود غازی کے طرف دار تھے۔ امیر اسماعیل کو سلطان محمود کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ۳۹۰ھ میں امیر محمود سلطان کا لقب اختیار کر کے تخت نشین ہوا۔ اوہر راجہ جے پال نے غزنی کی یہ حالت دیکھ کر بدعہدی کی اور زر تاوان ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس بدعہدی اور سرکشی کا بدلہ چکانے کے لئے سلطان محمود نے راجہ جے پال پر ۳۹۱ھ / ۱۰۰۱ء میں حملہ کیا اٹک کے مقام پر راجہ جے پال نے شکست کھائی اور خود کشی کر لی۔ انند پال اس کا جانشین بنا۔ ۳۹۴ھ / ۱۰۰۴ء میں محمود غزنوی نے بھاٹیا کے راجہ کو شکست دی۔ اس سے اگلے سال ۳۹۰ ھ میں سلطان محمود نے ملتان کے حاکم ابوالفتح کو اس کی سرکشی اور الحاد پرستی کی سزا دینے کے لئے ملتان پر فوج کشی کا ارادہ کیا۔ ابوالفتح ایک قرامطی تھا۔ اس نے لاہور کے راجہ انند پال سے محمود کے خلاف مدد مانگ لی۔ انند پال محمود کا راستہ روکنے پشاور آیا۔ اب سلطان کے لئے انند پال سے جنگ کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ انند پال شکست کھا کر کشمیر بھاگا۔ اس مہم کے بعد سلطان نے پھر ملتان کا رخ کیا اور ابوالفتح کو کیفر کردار تک پہنچا کے غزنیں لوٹ گیا۔

ہندوؤں کا باطل خیال تھا کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے' وہ سب ان کے دیوتاؤں اور بتوں کی منشاء سے ہوتا ہے۔ اس باطل یقین کو ختم کرنے کے لئے محمود نے ہندوستان پر ۱۷ حملے کئے اور محمود بت شکن کہلایا۔ ۳۹۹ھ / ۱۰۰۸ء میں معرکہ پشاور میں انند پال کو تمام ہندوستان سے راجے' مہاراجوں نے فوج بھیجی۔ اجین' گوالیار' کالنجر' دہلی' اجمیر غرض تمام طول و عرض سے سپاہ آئی۔ عام ہندوؤں کا بھی جوش و خروش دیدنی تھا۔ ہندوؤں نے مزدوری' چرخے کاتنے اور زیور بیچنے سے جو رقم حاصل ہوئی۔ اس سے ہندی سپاہ کو ہتھیار فراہم کئے۔ اس کے باوجود سلطان محمود غزنوی نے ہندی لشکر کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ اب محمود غزنوی کی دھاک بیٹھ گئی۔ ہندو راجے مہاراجے مقابلے سے جان چرانے لگے۔

سلطان محمود غزنوی نے ملتان' لاہور' پشاور' بھاٹیا' نگر کوٹ' کانگڑہ' تھانیسر' کشمیر' قنوج' کالنجر اور سومنات کو فتح کیا۔ سومنات کی فتح سے محمود کو بہت سی دولت ہاتھ

Marfat.com

آئی۔ اس فتح کے موقع پر دربار خلافت بغداد سے خلیفہ وقت قادر باللہ عباسی نے سلطان محمود کو پیغام بھیجا اور مظفر الدولہ ودین اور یمین الملک کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اور خلعت فاخرہ سے نوازا۔ دربار خلافت سے اس ہدیہ نعمت پر غزنی میں سات یوم جشن اور چراغاں کیا گیا۔ محمود غزنوی نے کشور کشائی اور دولت جمع کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کا خزانہ دولت سے معمور تھا۔ اس کے بعد اس کے خاندان میں کوئی اس کی نظیر نہ تھا۔

دولت غزنویہ

عہد	۳۶۶ھ / ۹۷۶ء تا ۵۷۹ھ / ۱۱۸۴ء
امیر ناصرالدین سبکتگین	۳۶۶ھ تا ۳۸۷ھ / ۹۹۷ء
امیر اسماعیل	۳۸۷ھ / ۹۹۷ء تا ۳۸۹ھ / ۹۹۹ء
سلطان محمود غازی	۳۸۹ھ / ۹۹۹ء تا ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء
ابراہیم مسعود	۱۰۳۰ء تا ۱۰۴۰ء
محمد بن محمود	۱۰۴۰ء تا ۱۰۴۱ء
محمود بن محمود	۱۰۴۱ء تا ۱۰۴۲ء
مودود بن مسعود	۱۰۴۲ء تا ۱۰۴۹ء
علی بن مسعود	۱۰۴۹ء تا ۱۰۵۱ء
عزالدولہ عبدالرشید بن محمود	۱۰۵۱ء تا ۱۰۵۲ء
فرخ زاد بن مسعود	۱۰۵۳ء تا ۱۰۵۹ء
ابراہیم بن مسعود	۱۰۵۹ء تا ۱۰۹۹ء
ارسلان شاہ بن مسعود	۱۱۱۰ء تا ۱۱۱۷ء
بہرام شاہ بن مسعود	۱۱۱۷ء تا ۱۱۵۲ء
خسرو شاہ بن بہرام شاہ	۱۱۵۲ء تا ۱۱۶۰ء
ملک شاہ بن خسرو شاہ	۱۱۶۰ء تا ۱۱۸۴ء

Marfat.com

سلاطین غور

مورخین کی تحقیق ہے کہ غور ایرانی نژاد ضحاک کی نسل سے ہیں۔ شاہ فریدوں نے خاندان ضحاک پر غلبہ حاصل کیا تو اس خاندان کے دو فرد سام اور سوری جو بھائی تھے۔ اس کے دربار سے منسلک ہو گئے۔ ان دونوں بھائیوں کی نسل سے غوری سلاطین ہوئے۔ غور۔ قندہار کا نواحی قصبہ ہے۔ قطب الدین حسن بن محمد بن عباس ہندوستان کے غوری حکمرانوں کا جد اعلیٰ ہے۔ اس کے بیٹے سام کے بیٹے عز الدین حسن نے سلطان ابراہیم غزنوی کے دور میں عروج حاصل کیا۔ یہ غزنوی دربار سے منسلک تھا۔ اس نے بادشاہ کے مزاج میں ایسا دخل کیا کہ بادشاہ نے اپنی ایک عزیزہ کی شادی عز الدین حسن غوری سے کر دی۔ مسعود بن ابراہیم نے اسے غور کا حکمران بنا دیا۔

عز الدین حسن کے پانچ نامور بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک قطب الدین محمد سلطان بہرام شاہ غزنوی کا داماد بنا۔ یہ تاریخ میں ملک الجبال کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے غزنوی حکمرانوں کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ کیا۔ یہ ابھی اسباب مہیا ہی کر رہا تھا کہ سلطان بہرام شاہ کو اس کے ارادوں کی خبر ہو گئی۔ اس نے قطب الدین محمود اور سیف الدین سوری دونوں بھائیوں کو غزنی بلوایا۔ بہرام شاہ نے قطب الدین حسن کو قتل کروا دیا۔ اس کا بھائی سیف الدین سوری غزنی سے فرار ہو گیا۔ اور سلطان کا لقب اختیار کیا۔ اس نے غزنی کو فتح بھی کر لیا تھا لیکن بہرام شاہ نے اس پر قابو پا لیا اور اسے بھی قتل کروا دیا۔ یوں غوری اور غزنوی خاندانوں میں دشمنی کی ابتداء ہوئی۔

علاؤ الدین حسین جہاں سوز نے اپنے بھائی بہاؤ الدین سام کے بعد غوری خاندان کی سربراہی سنبھالی تو اس نے اپنے بھائیوں کے قتل کے انتقام کے لئے غزنی پر حملہ کیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ سقوط غزنہ کے بعد جہاں سوز نے سلطان محمود غازی، مسعود اور ابراہیم کے سوائے باقی تمام آل سبکتگین کی قبریں کھدوائیں اور ان کی ہڈیاں تک نذر آتش کر دیں۔ ۵۵۱ھ میں علاؤ الدین حسین جہاں سوز کی جگہ اس کا بیٹا سیف الدین اس کا جانشین بنا۔ لیکن ایک سال اور چند ماہ بعد اس کا اپنے ہی لشکری کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور حکومت کی باگ ڈور اس کے چچا زاد بھائی غیاث الدین محمد بن بہاؤ الدین سام نے سنبھال لی۔ شہاب الدین محمد غوری اس کا چھوٹا بھائی اور سپہ

Marfat.com

سالار تھا۔

شہاب الدین محمد غوری ۵۶۷ھ میں غزنی کا والی بنا۔ ۵۷۲ھ میں شہاب الدین محمد غوری نے ملتان اور اچ پر حملہ کیا اور انہیں فتح کر لیا۔ علی کرماج کو یہاں کا والی مقرر کیا۔ ۵۷۹ھ میں اس نے دولت غزنویہ کی آخری نشانی خسرو ملک سے لاہور بھی چھین لیا۔ اب اس نے دہلی کی فتح کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے گرد فوج جمع کی اور ۵۸۷ھ / ۱۱۹۱ء میں اس نے بھٹنڈہ فتح کیا۔ دہلی کے راجے پرتھوی راج نے دہلی سے نکل کر شہاب الدین کا مقابلہ ترائن (پانی پت) کے میدان میں کیا۔ یہ تھانیسر سے ۲۱ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شہاب الدین محمد غوری نے شکست کھائی اور بمشکل جان بچائی۔ شیر غور جاتے جاتے پرتھوی راج کو دوبارہ مقابلہ کا عندیہ دے گیا۔ دو سال دن رات سکون کی نیند نہ سویا۔ ۱۱۹۳ء / ۵۸۹ھ میں دوبارہ ترائن ہی کے میدان میں متحدہ ہندو راجپوت سپاہ کو شکست فاش دی اور اپنی شکست کا بدلہ چکایا۔ اب راجپوت راجوں کی مدافعت دم توڑ گئی۔ اجمیر' قنوج' اودھ' بہار' بنگالہ اس کے نائبین قطب الدین ایبک والی لاہور و دہلی تاج الدین یلدوز والی غزنی و ہرات' ناصر الدین قباچہ والی ملتان و سندھ بختیار خلجی والی اودھ و بنگالہ و بہار نے پوری ہندوستان میں غوری سلطنت کا سکہ رائج کر دیا۔ یہ مسلمان حکمرانوں کا پہلا موقع تھا کہ انہوں نے پورے ہندوستان کو فتح کیا۔ اس مفتوحہ سلطنت کا کاروبار حکومت قطب الدین ایبک کے سپرد تھا۔

۵۹۹ھ میں سلطان غیاث الدین محمود کی وفات کے بعد سلطان شہاب الدین محمد غوری خاندان کا حکمران بنا۔ ۶۰۲ھ / ۱۱۰۶ء میں سلطان شہاب الدین محمد غوری کو دوبارہ ہندوستان آنا پڑا۔ پوٹھوہار کے علاقے میں کھوکھروں نے ایک قیامت بپا کی ہوئی تھی۔ شمالی پنجاب کا علاقہ ان سے محفوظ و مامون نہ تھا۔ سلطان شہاب الدین محمد غوری کھوکھروں کی سرکوبی کر کے واپس غور لوٹ رہا تھا کہ دریائے جہلم کے کنارے دھمیک نامی مقام پر کھوکھروں کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ یہ ملت مسلمہ کا بطل عظیم تھا۔ اس کی شہادت ایک عظیم ملی المیہ تھا۔ یہ ۲ شعبان ۶۰۲ھ کا واقعہ ہے۔

سلطان شہاب الدین محمد غوری شریعت اور احکام اسلامیہ کا پابند تھا۔ اسے امام فخر الدین رازی سے بہت عقیدت تھی۔ علماء اور اولیاء کی صحبت میں بیٹھنے کو اپنے لئے

Marfat.com

باعث فخر جانتا تھا۔ ۳۵ سال تک جہاں رانی و جہاں بانی کی۔ یادگار صرف ایک لڑکی تھی۔ اولاد نرینہ نہ ہونے کے سبب سلطان اپنے لئے غلام خریدتا۔ ان کی تعلیم و تربیت کرتا۔ دینی اور دنیاوی علوم سے آراستہ کرتا اور اپنی سلطنت میں مختلف ذمہ داریاں سونپ دیتا۔ اس سلسلہ میں اس کے چالیس غلام یکتائے روزگار' ماہر حرب و نظم و نسق تھے۔ انہیں ترکان چہل گانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

خاندان غلاماں ۱۲۰۶ء تا ۱۲۹۰ء

قطب الدین ایبک

قطب الدین ایبک ہندوستان کا پہلا خود مختار حکمران ہے لیکن اصل حکومت اس کے داماد سلطان شمس الدین التمش نے پائیدار کی۔ اس لئے مورخ اسے بانی اور موسس کہتے ہیں۔ قطب الدین ایبک نسلاً" ایک ترک غلام تھا۔ اس کا ایک ہاتھ شل تھا۔ اس لئے یہ ایبک کہلایا۔ جب اسے نیشاپور لایا گیا تو یہاں ایک قاضی القضاۃ فخر الدین عبدالعزیز کوفی نے جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے' خرید لیا۔ اور اپنی اولاد کی طرح تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔

قطب الدین ایبک قرآن' حدیث' فقہ اور ادب کی تعلیم سے آراستہ تھا۔ سلطان شہاب الدین غوری کے پاس آیا تو یہ جوہر اور بھی تراشا گیا۔ سپاہ گری اور جہاں بانی کے تمام اصول و رموز سے آراستہ ہو کر شہاب الدین غوری کا چہیتا غلام بن گیا۔ ۱۱۹۲ء میں لاہور کی فتح کے بعد قطب الدین ایبک کو لاہور میں نائب السلطنت مقرر کر دیا۔ قطب الدین ایبک نے دہلی بھی فتح کر لی۔ سلطان شہاب الدین غوری کی شہادت کے بعد ۱۲۰۶ء میں قطب الدین دہلی میں تخت نشین ہوا۔ بعد میں اس نے تاج الدین یلدوز سے لاہور بھی چھین لیا۔ ۱۲۱۰ء میں لاہور میں پولو کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر جان بحق ہو گیا۔ لاہور میں ہی تدفین ہوئی۔

ایبک کے اخلاق و عادات عمدہ تھے۔ بڑا شہہ سوار' بہادر' عقل مند' فیاض' سخی' بزرگانہ خصائل کا مالک' درست کار اور راست باز انسان تھا۔

اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا آرام شاہ حکمران بنا۔ یہ ایک کمزور حکمران تھا۔

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش

التمش کو مورخین ہندوستان میں خود مختار اسلامی حکومت کا اولین موسس اور بانی کہتے ہیں۔ یہ بھی ایک ترک غلام تھے۔ یہ ترکان فرختائی خاندان سے تھا۔ اسے اس کے بڑے بھائیوں نے ایک سوداگر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جو اسے بخارا لے گیا۔ جہاں اسے صدر جہاں بخاری کے ایک عزیز نے خرید لیا۔ اس نے بچپن صدر جہاں بخاری کے ہاں گذارا! اور وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ پھر اسے حاجی جمال الدین چست قبا نے اچھی قیمت دے کر خرید لیا۔ چست قبا اسے غزنی لے آیا۔ وہاں کے سلطان معز الدین سام غوری نے خریدنا چاہا۔ بات نہ بنی تو سلطان نے حکم دے دیا کہ غزنی میں اس کا کوئی خریدار نہ بنے۔ چست قبا وہاں سال بھر رہا۔ مگر کوئی خریدار نہ بنا۔ وہ واپس بخارا چلا گیا۔ ۵۹۱ھ میں واپس آیا تو قطب الدین ایبک غزنی میں تھا۔ اس نے سلطان معز الدین سام سے خریدنے کی اجازت مانگی تو سلطان نے اپنا حکم یاد دلا دیا اور چست قبا سے کہا کہ دہلی لے جا کر اسے سلطان قطب الدین ایبک کے ہاتھ فروخت کر دے۔ سلطان قطب الدین ایبک نے اسے خرید لیا۔ گوالیار کی فتح پر اسے وہاں کا حاکم مقرر کیا اور کچھ عرصہ بعد بدایوں کی فتح پر وہاں کی حاکمیت بھی اسے عطا کی۔ سلطان معز الدین سام کی سفارش پر اسے امیر الامراء بنا دیا اور اپنی دامادی میں لے لیا۔ سلطان قطب الدین ایبک کی وفات پر اس کا بیٹا دہلی کا سلطان بنا۔ آرام شاہ ایک نا اہل حکمران تھا۔ امراء دربار نے باہم مشاورت کے بعد التمش کو جو اس وقت بدایوں کا حاکم تھا پیغام بھیجا کہ دہلی کا تخت آپ کا منتظر ہے۔ التمش دہلی آیا۔ اور یہاں کا حکمران بن گیا۔ آرام شاہ نے مزاحمت کی لیکن شکست کھائی۔ ۱۲۱۰ء میں التمش دہلی کا سلطان بنا۔ التمش نہایت مدبر، بیدار مغز، بہترین سیاست دان اور بہادر سلطان تھا۔ ان اوصاف کے ساتھ وہ ایک دین دار اور عبادت گزار انسان تھا۔ سلطان بادشاہ ہونے کے باوجود فرائض کا تارک نہ تھا۔ نماز پابندی وقت سے ادا کرتا تھا۔ انصاف اور احتیاط کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ سلطان کے کمال تصوف، درویشی کے ثبوت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ م ۶۱۷ھ / ۶۰۳ھ اور فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ م ۶۶۸ھ انہیں انسان کامل سمجھتے تھے۔ خواجہ قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ ملتان سے دہلی آئے تو سلطان نے خود ان کا استقبال کیا۔ اسی طرح خواجہ

Marfat.com

معین الدین چشتی اجمیر سے دہلی آئے تو سلطان نے ان کا استقبال کیا۔ ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو خواجہ قطب الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو خواجہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی وصیت پڑھی : "میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی زنا نہ کیا ہو اور عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ ترک نہ کی ہو۔" مجمع میں کوئی بھی بزرگ ایسا نہ تھا جو اس وصیت پر پورا اترتا۔ آخر سلطان شمس الدین التمش خود آگے بڑھا اور کہا کہ میں اپنی نمازوں کی تشہیر و نمائش پسند نہیں کرتا۔ لیکن خواجہ کی وصیت کی تعمیل بہرحال ضروری ہے۔ یہ سلطان شمس الدین التمش کی پاکیزہ زندگی طہارت نفس اور ورع و تقویٰ کی گواہی ہے۔

ناصر الدین قباچہ

یہ ترکی النسل غلام تھے اسے غیاث الدین معز بن بہاؤ الدین سام نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کی خدمت میں دے دیا۔ شہاب الدین غوری کی صحبت میں رہ کر یہ امور سلطنت اور کشور کشائی کا تجربہ حاصل کر چکا تھا۔ شہاب الدین محمد غوری نے اچ کی فتح کے بعد اسے یہاں کا حاکم مقرر کیا۔ اسنے سندھ کے سومرکان قبیلہ کو تباہ کر ڈالا اور سندھ اور ملتان پر مشتمل ایک نیم خود مختار حکومت قائم کر لی۔ جس کا صدر مقام "اچ" تھا۔

ناصر الدین قباچہ کے عقد میں یکے بعد دیگرے سلطان قطب الدین ایبک کی دو بیٹیاں آئیں۔ سلطان تاج الدین یلدوز نے خوارزم شاہ سے شکست کے بعد قباچہ پر لشکر کشی کی لیکن فتح یاب نہ ہوا۔ یہ شہاب الدین محمد غوری اور سلطان قطب الدین ایبک کا مکمل وفادار رہا۔ لیکن سلطان ایبک کے انتقال کے بعد ۶۰۷ھ / ۱۲۱۱ء میں اس نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اپنی حکومت کی توسیع کے لئے اس نے لاہور پر بھی حملہ کیا لیکن شکست کھائی۔

۶۱۱ھ میں سلطان جلال الدین بن محمد خوارزم شاہ نے چنگیز خان اعظم تاتار سے شکست کھائی۔ پسپائی اور فرار کے بعد سلطان جلال الدین خوارزم شاہ غزنی کے اطراف میں افواج اکٹھی کرتا رہا۔ آخر وہ لاہور پر حملہ آور ہوا۔ اس کے سپہ سالار اوزبک باشی

Marfat.com

نے قباچہ کو شکست دی۔ قباچہ نے ملتان میں قلعہ بند ہونا پسند کیا گھکھڑ راجہ کارسنکر نے جلال الدین خوارزم شاہ کو اپنی بیٹی بیاہ دی اور اسے قباچہ کے خلاف بھڑکایا۔ اسی اثناء میں چنگیز خان نے جلال الدین خوارزم شاہ کی سرکوبی کے لئے چغتائی خان کو ہندوستان روانہ کر دیا۔ جلال الدین خوارزم شاہ نے یہ سمجھا کہ چغتائی قباچہ کی سازباز سے اس کے خلاف آ رہا ہے۔ اس نے بڑھ کر ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں ناصرالدین قباچہ نے محصور ہو کر خوارزم شاہی افواج کا مقابلہ ڈٹ کر کیا۔ چغتائی خان بھی قریب آتا جا رہا تھا۔ جلال الدین نے ملتان کا محاصرہ اٹھا لیا اور اچ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اچ جا کر اسے فتح کر لیا اور آگ لگا دی۔ یہاں سے وہ سندھ اور مکران فتح کرتا عراق کی جانب نکل گیا۔ چغتائی خان تعاقب میں ملتان آیا اور چالیس یوم ملتان کا محاصرہ کئے رہا۔ آخرکار وہ محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا۔

۶۲۲ھ / ۱۲۲۸ء میں سلطان شمس الدین التمش نے قباچہ کے خلاف لشکر کشی کی اور اچ کا محاصرہ کر لیا۔ قباچہ فرار ہو گیا۔ التمش نے اپنے وزیر نظام الملک بن ابوسعید جنیدی (مصنف جامع الحکایت) کو قباچہ کو گرفتار کرنے کے لئے اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ یہ بڑھ کر بھکر میں قلعہ بند ہو گیا۔ جہاں سے فرار ہوتے وقت یہ دریائے سندھ کی سیلابی لہروں کا شکار ہو گیا۔ یوں اس کا ۲۲ سالہ دور حکومت اختتام پذیر ہوا۔ ملتان دوبارہ سے دربار دہلی سے وابستہ ہو گیا۔

ناصرالدین قباچہ ایک زیرک' بیدار مغز اور بہادر حکمران تھا۔ اصول جہاں بانی اور کشور کشائی میں وہ سلطان شمس الدین غوری اور قطب الدین ایبک کا پروردہ تھا۔ انتظامی امور اور سلطنت کا استحکام اس کے دور کی اہم خصوصیت ہے۔ قباچہ کے عہد میں وسط ایشیائی ریاستیں تاتاری یلغار کے سامنے بے بس تھیں۔ سمرقند' بخارا' ماوراء النہر' نیشاپور' بلخ' غزنی غرض جتنی بھی اس دور کی مدنی اور حضری ترقی یافتہ تہذیبیں تھیں' کھوپڑیوں کے میناروں' آگ اور تباہی کے چنگیز خانی شاہکار تھے۔ یہ انحطاط اور افراتفری کا دور تھا۔ شمال کی جانب سے پنجاب اور کابل کا درمیانی علاقہ گکھڑوں کے لئے میدان کارزار تھا۔ اس انتشار اور خوف و ہراس کے دور میں سمرقند بخارا کے تہذیبی مراکز سے علماء فضلاء اور اولیاء ہنرمند' دستکار' محنت کش' حربی سپاہ نے

Marfat.com

ہندوستان کا رخ کیا۔ دہلی جانے کے لئے ملتان اور اچ سے گذرنا لازمی پڑتا تھا۔ ان میں سے اکثر اہل علم' اہل فن و ہنر دربار قباچہ کی فیاضی' سرپرستی اور قدر دانی کی بدولت یہیں ٹھہر جاتے تھے۔ ایسے یکتائے روزگار' یگانہ' فن ہستی کے اجتماع نے قباچہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ ناصر الدین قباچہ کا وزیر عین الملک بھی ادب' ہنر و فن کا مربی تھا۔ اس کی دلچسپی بھی اچ اور ملتان میں تعمیرات اور تخلیقات کا موجب بنی۔

قباچہ نے خانقاہیں' مدرسے اور سرائے جابجا قائم کیں۔ قباچہ کے قائم کردہ مدارس میں سے "مدرسہ فیروزیہ" کی اپنی ہی سج دھج اور شان تھی۔ قباچہ ہی کی زیر سرپرستی سب سے پہلے سندھ کی تاریخ "چچ نامہ" معرض وجود میں آئی۔ اسی کے دربار سے منسلک سید بدر الدین عوفی نے فارسی شعراء کا تذکرہ "لباب الالباب" تحریر کیا۔ قاضی منہاج الدین نے طبقات ناصری تالیف کی۔

سلطان شہاب الدین محمد غوری کے نائب السلطنت قطب الدین ایبک ۱۱۹۳ء سے لے کر مغل حکمران ظہیر الدین محمد بابر کی ہندوستان آمد ۱۵۲۶ء تک کا ۳۳۳ سالہ دور حکومت میں پانچ خاندان سلطنت دہلی پر حکمران بنے۔

خاندان غلاماں (۱۱۹۱ء تا ۱۲۸۷ء)

قطب الدین ایبک	۱۲۰۶ء تا ۱۲۱۰ء
شمس الدین التمش	۱۲۱۱ء / ۶۰۷ھ تا ۱۲۳۶ء / ۶۳۳ھ
رکن الدین فیروز شاہ	۶۳۳ھ تا ۶۳۴ھ
رضیہ سلطانہ	۶۳۴ھ تا ۶۳۷ھ
معز الدین بہرام شاہ	۶۳۷ھ تا ۶۳۹ھ
علاؤ الدین مسعود بن	۶۳۹ھ تا ۶۴۴ھ
رکن الدین فیروز شاہ	
ناصر الدین محمود بن التمش	۶۴۴ھ تا ۶۶۴ھ
غیاث الدین بلبن	۱۲۶۶ء تا ۱۲۸۷ھ
معز الدین کیقباد	

Marfat.com

خاندان خلجی (۶۸۸ھ / ۱۲۹۰ء تا ۱۳۲۰ء)

جلال الدین فیروز شاہ	۶۸۸ھ تا ۶۹۵ھ
علاؤ الدین خلجی	۶۹۵ھ / تا ۷۱۶ھ
شہاب الدین خلجی	۷۱۶ھ
قطب الدین مبارک شاہ خلجی	۷۱۷ھ / ۱۳۱۷ء تا ۷۲۰ھ / ۱۳۲۰ء

خاندان تغلق (۱۳۲۰ء تا ۱۴۳۱ء)

غیاث الدین تغلق شاہ	۷۲۰ھ / ۱۳۲۰ء تا ۷۲۵ھ / ۱۳۲۵ء
محمد شاہ تغلق	۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ء تا ۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء
فیروز شاہ تغلق	۷۵۲ھ / ۱۳۵۱ء تا ۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ء
غیاث الدین تغلق	۷۹۰ھ / ۳۱۸۸ء ـ ۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء
ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز خان	۷۹۱ھ / ۱۳۸۹ء تا ۷۹۲ھ / ۱۳۹۰ء
ناصر الدین محمد بن فیروز شاہ	۷۹۲ھ / ۱۳۹۰ء تا ۷۹۶ھ / ۱۳۹۴ء
سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ	۷۹۶ھ / ۱۳۹۴ء
ناصر الدین محمد بن ناصر الدین محمد شاہ	۷۹۶ھ / ۱۳۹۴ء تا ۸۱۵ھ / ۱۴۱۳ء

خاندان سادات (۱۴۱۴ء تا ۱۴۵۱ء)

سید خضر خان	۸۲۴ھ
مبارک شاہ معز الدین ابوالفتح	۸۲۴ھ تا ۸۳۷ھ
محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان	۸۳۷ ـ ۸۴۹
علاؤ الدین بن محمد شاہ	۸۴۹ھ ـ ۸۵۳ھ

خاندان لودھی (۱۴۵۱ء تا ۱۵۲۶ء)

بہلول لودھی	۸۵۵ھ / ۱۴۵۱ء تا ۱۴۸۹ء / ۸۹۴ھ
سکندر لودھی	۸۹۴ھ / ۱۴۸۹ء تا ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء
ابراہیم لودھی	۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء تا ۹۳۱ھ / ۱۵۲۶ء

Marfat.com

باب سوم :

واقعات عالم ـــ توقیتی جائزہ

Marfat.com

Marfat.com

عہد	انبیاء	مشرق قریب کی قدیم تہذیبیں	چین	ایران	ہندوستان
۵۰۰۰۰ق م تقریباً	پیدائش حضرت آدمؑ				
۴۰۰۰ق م تقریباً	طوفان نوح				
۳۵۰۰ق م		سمیری تہذیب کا عروج			
۳۰۰۰ق م		اہرام مصر کی تعمیر کا آغاز			
۲۸۵۰ق م			چین کے سنہرے دور کا آغاز		
۲۵۰۰ق م			(مدت ۷۰۰ سال)	۲۴۴۰ق م۔ کیومرث	
		۲۴۳۵ق م نینوا کی تعمیر		بن ارفخشند بن سام	
۲۴۰۰ق م		آریہ قوم کی		بن نوح نے قدیم	
		ہندوستان اور یورپ		ایران کی حکومت	
۲۳۰۰ق م		کو مراجعت		کا آغاز کیا اس	

Marfat.com

۲۲۰۰ق م	حضرت ابراہیمؑ (۲۱۶۰-۱۹۸۵ق م)		سلسلے کے دس حکمران گزرے۔ ان کی عمریں بہت لمبی ہوتی تھیں۔ اسی لئے تقریباً" ڈھائی ہزار سال حکمران رہے۔ انکے مقابل ہند کے بھی چند حکمران کافی مشہور گزرے ہیں۔ ہم نے چند ایک کا ذکر ان کے ہم عصر ایرانی
۲۱۰۰ق م	حضرت اسماعیلؑ ۲۰۷۴ق م-۱۹۳۷ق م	خانہ کعبہ کی تعمیر	
	حضرت اسحاقؑ ۲۰۶۰ق م-۱۸۸۰ق م		
۲۰۰۰ق م	حضرت لوطؑ		
	حضرت یعقوبؑ ۲۰۰۰ق م-۱۸۵۷ق م		

Marfat.com

	حضرت یوسفؑ			حکمرانوں کے ساتھ کیا	
	۱۹۲۷ق م-۱۸۱۷ق م			ہے-یہ بھی طویل العمر	
				تھے-قدیم ایرانی حکمران	
۱۸۰۰ق م			۱۷۶۰ق م-چین میں	کیومرث	
		۱۷۵۰ق م- آریاؤں	شنگ خاندان کی	ہوشنگ	
		کامصر پر حملہ	حکومت جو	طمورث	کشن
۱۷۰۰ق م	حضرت ایوبؑ		۱۱۲۲ق م تک	جمشید	
۱۶۰۰ق م	حضرت شعیبؑ		جاری رہی-	ضحاک	
				فریدوں	مہاراج
	حضرت ہارونؑ			منوچہر	کیشوراج
	۱۵۲۳-۱۴۰۰ق م			نوروز	
۱۵۰۰ق م	حضرت موسیٰؑ				
	۱۵۲۰-۱۴۰۰ق م	۱۴۴۰ق م- حضرت موسیٰؑ		زو	

Marfat.com

١٤٠٠ق م	حضرت یوشعؑ	نے بنو اسرائیل کو	
١١٠٠ق م	حضرت شموئیلؑ	مصر سے نکال لیا	گرشاسپ
	حضرت داؤدؑ	اور فرعون رعمیس	یہ حکومت ۵٦٠
	١٠٣٤-٩٦٤ق م	ثانی مع اپنی قوم	ق م تک جاری رہی
		کے غرقاب ہوا	
		١٠١٢ق م - بیت	
		المقدس کی تعمیر	
١٠٠٠ق م	حضرت سلیمانؑ		
	٩٩٢-٩٢٤ق م		
٩٠٠ق م	حضرت الیاسؑ		
٨٠٠ق م	حضرت یونسؑ	یونانیوں نے بحیرہ	
		روم کے خطہ میں	
٧٠٠ق م		کالونیاں بنائیں - ٦٥٠ق م	

Marfat.com

		یونانیوں نے مصر میں			
		کالونی بنائی	زرتشت		
		۶۱۲ق م۔ نینوا کا سقوط	۶۲۸-۵۵۱ق م		
۶۰۰ق م	حضرت حزقیلؑ		کنفیوشس	۵۶۰ق م۔ قدیم	مہاویر
	حضرت عزیرؑ		۵۵۱-۴۷۸ق م	ایران کی پہلی	۵۹۷-۵۲۷ق م
				سلطنت کا خاتمہ	گوتم بدھ
				۵۵۹ق م ہخامشی سلطنت	۵۶۳-۴۸۳ق م
				کوروش دوم	
				موسس ٹھہرے	
۵۰۰ق م		۴۶۰ق م سقراط اور			
		۴۲۷ق م۔ افلاطون کی			
		پیدائش			
۴۰۰ق م		۳۹۹ق م۔ سقراط نے			
		بطور سزا زہر کا			کوتلیہ چانکیہ

Marfat.com

۳۰۰ق م

پیالہ پی لیا

۳۵۶ق م۔ سکندر اعظم
کی پیدائش

۳۲۶ق م۔ سکندر اعظم
کا ہندوستان پر حملہ

۱۳ جون ۳۲۳ق م
سکندر کی وفات

۳۲۲ق م۔ ارسطو کی وفات

۲۰۰ق م

۳۲۶ق م۔ دارا کی
ہخامشی سلطنت کا
خاتمہ۔ ۳۲۱ق م۔ ایران
میں یونانی حکومت
کا قیام۔ یونانی
۱۸۷ق م تک حکمران ہے

پارتھی حکمران
۱۷۱۔۲۴۴ق م

۳۲۵ق م۔ راجہ پورس
اور سکندر کی جنگ
۳۲۱ق م۔ چندر گپت موریہ
ہندوستان میں موریہ
سلطنت کی بنیاد
رکھتا ہے
اشوک اعظم
۲۷۳ق م۔ ۲۳۲ق م

Marfat.com

۱۰۰ق م	حضرت زکریاؑ			
پیدائش مسیح	حضرت یحییٰؑ	۵۸۔۴۴ق م		
	اق م۔۳۰ء	جولیس سیزر رومی		
۱۰۰ء	حضرت عیسیٰؑ	۶۴۔۶۸ء۔نیرو		
	شروع سن عیسوی۔۳۳ء	شہنشاہ روم		
۲۰۰ء				۱۲۰ء۔کشن حکمران
۳۰۰ء			۲۲۴ء ساسانی حکمران	
۴۰۰ء				۳۲۰ء گپت خاندان
۵۰۰ء		۴۸۴۔۴۹۰ء۔سفید ہن ہند اور فارس پر حملہ آور ہوتے ہیں		
۶۰۰ء	حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۵۷۱ء۔۶۳۲ء			

Marfat.com

۷۰۰ء

اسلامی خلافت

۶۳۲ء۔۶۶۱ء

خلاف راشدہ

۶۶۱ء۔۷۵۰ء خلافت

بنو امیہ

۶۳۰ء۔ حضرت محمد ﷺ

کے دعوت اسلام پر

مبنی خطوط مختلف

حکمرانوں کے نام اور

خسرو پرویز کی

تکذیب (نعوذ باللہ)

۶۵۱ء۔ ایران میں مسلم

حکومت کا قیام

Marfat.com

۸۰۰ء	۷۱۱ء۔ مسلمانوں کی بیشتر ممالک پر فوج کشی ۷۵۰۔۱۲۵۸ء خلافت بنو عباس	۷۱۱ء۔ اسپین میں مسلم حکومت کا قیام		۷۱۲ء سندھ میں مسلم حکومت کا قیام
۹۰۰ء			ایران میں سامانی حکومت کا قیام	
۱۰۰۰ء		۹۰۹۔۱۱۷۱ء۔ مصر میں فاطمی حکومت کا قیام ۹۷۲ء قاہرہ میں جامعہ الازہر کا قیام	۹۹۹۔۱۰۴۳ء غزنوی عہد حکومت	۹۹۷ء۔ محمود غزنوی کے حملوں کا آغاز ۹۹۹۔۱۰۳۰ء غزنوی عہد

Marfat.com

۱۱۰۰ء
۱۲۰۰ء
۱۳۰۰ء
۱۴۰۰ء
۱۶۰۰ء

۱۰۹۶ء۔ پہلی صلیبی جنگ

۱۲۴۵-۶ء منگولوں کا مسلم سلطنت پر حملہ

۱۲۹۹-۱۳۲۲ء خلافت عثمانیہ

یورپ کی نشاط ثانیہ

۱۰۳۷-۱۱۵۷ء سلجوقی حکمران

۱۲۶۰-۱۳۵۷ء ایلخانی حکومت

۱۳۵۹-۱۴۴۹ء منگول (مغل) ۱۵۰۰ء

۱۵۰۲-۱۶۶۷ء صفوی

۱۲۰۶-۱۲۸۶ء خاندان غلاماں

۱۲۹۰-۱۳۲۰ء خلجی حکمران

۱۵۲۶-۱۸۵۷ء مغل

۱۵۴۰-۱۵۵۰ء سوری

Marfat.com

۱۸۰۰ء

۱۷۳۶ـ۱۷۴۷ء

نادر شاہ

۱۷۵۰ـ۱۷۹۴ء

اژند

۱۷۸۹ء انقلاب فرانس

۱۷۹۴ـ۱۹۲۴ء

قاچار

۱۹۰۰ء

۱۸۵۷ـ۱۹۴۷ء

برطانوی نو آبادی

۲۰۰۰ء

۱۹۲۴ـ۱۹۷۹ء

پہلوی خاندان

۱۹۴۷ء

تقسیم ہندوستان اور

قیام پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم :

ملتان

ملتان۔ نام۔ وجہ تسمیہ

ملتان اپنی قدامت اور تاریخی و جغرافیائی اہمیت کے اعتبار سے برصغیر کے اہم شہروں میں گنا جاتا تھا۔ مورخین کی تحقیق کے مطابق پیدائش مسیح سے صدیوں قبل بھی یہ شہر علاقے کا صدر مقام اور تہذیب و تمدن کا گہوارا تھا۔ آریائی عہد میں اس نے کئی نام پائے۔ کشیب پور، ہنس پور، سنبھا پور اور ملاستھان۔ دراوڑی حضری تہذیب میں ملتان کے بارے میں معلومات نہیں ملتیں۔

کشیب پور

ویدوں میں پایا جانے والا قدیم ترین نام ہے۔ ویدوں کے مطابق ملتان میں متھرا (سورج دیوتا) کا مندر تھا۔ جہاں سورج دیوتا کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ ۲۵۰۰ ق۔ م میں یہاں ہرنیہ کشیب نامی ہندو راجا تھا۔ یہ ایک خود سر اور خدائی کا دعوی کرنے والا راجہ تھا۔ اس نے متھرا دیوتا کے مندر میں پوجا بند کروا دی اور اپنا مندر بنوا کے خود کی پوجا شروع کروا دی اور اس شہر کو کشیب پور کا نام دیا۔ یہ بادشاہ جتنا خود سر اور خدائی کا دعوی دار تھا۔ اتنا ہی اس کا بیٹا موحد اور ایک ان دیکھے کائنات کے خالق کا ماننے والا تھا۔ اس کا یہ بیٹا ''بھگت پرہلاد'' کے نام سے مشہور ہے۔

پرہلاد بچپن ہی سے اپنے راجا باپ ہرنیہ کشیب کے دعویٰ خدائی کے بارے میں تذبذب کا شکار رہا۔ اپنی تعلیم کے ایام میں جبکہ وہ لڑکپن کی حدود سے جوانی میں قدم

Marfat.com

رکھ رہا تھا۔ اس کا گذر کمہاروں کی بستی سے ہوا۔ کمہار پکی ہوئی بھٹی سے برتن نکال رہے تھے۔ اس نے اپنی عمر کے تقاضے کے مطابق کمہاروں کا یہ فعل بڑے غور سے دیکھا۔ اس کے یہ منظر دیکھنے کے دوران میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا۔ اس واقعہ نے اس کی زندگی کا رخ بدل ڈالا۔ "پرہلاد" یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ کمہاروں کی پکی ہوئی بھٹی کے درمیان میں سے ایک بلی اور اس کے نوزائیدہ بچے زندہ برآمد ہوئے۔ آگ نے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ اس سے اس کا یقین اور بھی پختہ ہو گیا کہ ایک ان دیکھا خالق اس کائنات کے امور کا نگہبان ہے۔ پرہلاد نے اپنے استاد گرو سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور ان دیکھے خدا کی ہستی کے بارے میں سوالات پوچھے۔ گرو اسے ٹال گیا۔ پرہلاد کا تجسس اور بھی سوا ہو گیا۔ راجہ ہرنیہ کشیپ سے آمنا سامنا ہوا تو یہی سوال اس سے بھی کیا کہ آپ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ خدا تو وہ ہے جس نے بلی اور اس کے بچوں کو آگ کی بھٹی میں بھی زندہ رکھا۔ راجا ہرنیہ کشیپ کی خود ساختہ بڑائی اور خدائی نے اسے برداشت نہ کیا۔ اس نے زہر دلوایا لیکن زہر نے اس پر کوئی اثر نہ کیا۔ اسے اونچے مقام سے پھنکوایا گیا لیکن کسی غیر مرئی قوت نے اسے یہاں بھی بچا لیا۔ اس پر راجہ ہرنیہ کشیپ کی بہن رانی ہولکا نے، جسے یہ دعوی تھا کہ اگنی (آگ) دیوی کی وہ اپنی پوجا سے تسخیر کر چکی ہے، پرہلاد کو اگنی دیوی سے جلوانا چاہا لیکن آگ اس کا بال بھی بیکا نہ کر سکی بلکہ رانی ہولکا خود آگ میں جل کر خاک ہو گئی۔

یہ بات اب راجا ہرنیہ کشیپ کے لئے ناقابل برداشت تھی کہ اس کی خدائی کا منکر یوں پھرتا رہے۔ اس نے پرہلاد کو محل میں بلوا کر پوچھا کہ وہ اس کی خدائی اور برتری کو کیوں نہیں تسلیم کرتا؟ پرہلاد نے جواباً" اسے کہا کہ وہ ایک خدائے برتر کا ماننے والا ہے۔ جس نے کائنات کو بنایا۔ وہی اس کا خدا ہے۔ اس بات نے راجا ہرنیہ کشیپ کو آگ بگولا کر ڈالا۔ اس نے کہا تیرا خدا کہاں ہے۔ پرہلاد نے جواب دیا کہ ہر جگہ موجود ہے۔ راجا نے تاج کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں بھی ہے۔ پرہلاد نے کہا کہ ہاں اس نے غصہ سے تلوار نکال لی اور تاج کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ پھر کہا کہ اس ستون میں بھی ہے۔ پرہلاد نے کہا۔ ہاں۔ اس پر اس نے تلوار کو ستون پر مارتے ہوئے کہا کہ اپنے خدا، اپنے مالک سے التجا کر کہ وہ تجھے اس تلوار سے مرنے سے بچا لے۔

Marfat.com

عین اسی لمحے وشنو (خدا) ستون میں سے نرسنگھ (شیر) کے اوتار (روپ) میں نمودار ہوا۔ اور ظالم اور خدائی کے دعوی دار راجا ہرنیہ کشیب کو موت کے گھاٹ اتار ڈالا۔ یوں اپنے سچے عاشق "پرہلاد بھگت" کی جان بچالی۔ ہندو "ہولی کا تہوار" اسی خوشی کی یاد میں مناتے ہیں کہ نرسنگھ کو آگ نے نہیں جلایا۔ ویدوں کے مطابق نرسنگھ وشنو کا چوتھا اوتار ہے۔ اوتار۔ ہندوؤں کے مطابق وشنو کا کسی دوسری شکل یا جسم میں داخل ہو کے مخلوق کی اصلاح کے لئے دنیا میں آنے کو کہتے ہیں۔ اب تک وشنو کے نو اوتار آ چکے ہیں۔ دسویں اوتار کا ابھی آنا باقی ہے۔ بھگت پرہلاد نے راجا ہرنیہ کشیب کے بنوائے ہوئے مندر کی جگہ وشنو کی عبادت کے لئے مندر بنوایا۔ جسے پرہلاد کا مندر کہا جاتا تھا۔

سنبھا پور۔ سنبہ پور

پرہلاد کے پوتے "بانا" کے عہد میں اس کے ایک مخالف سنبھا نے اسے شکست دی اور اس شہر کا نام سنبھا پور رکھ ڈالا اس نے دوبارہ سے یہاں متھرا (سورج) دیوتا کی پوجا کا رواج شروع کر دیا۔

ملاستھان۔ مول استھان

اس نام کے بارے میں روایت ہے کہ مول یا ملا سورج کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں سورج کا مندر یا مولستھان تھا۔ اسی لئے اسے ملا ستھان کہا جانے لگا جو امتداد زمانہ کے ہاتھوں بگڑ کر ملتان بن گیا۔ اسی نام ملا ستھان کے بارے میں یہ روایت بھی ہے کہ سکندر اعظم کے برصغیر پر حملہ ' ۳۲۷ق۔ م کے زمانے میں مول استھان بمعنی سورج مندر کہا کرتے تھے۔ جو بگڑ کر مولتان یا ملتان بن گیا۔ ہنس پور کا نام بھی قدم تاریخوں میں ملتان کے لئے ہے۔ (۲۷ ق۔ م) بدھ مت کے عروج کے دور میں یہاں بدھ راہبوں کا بہت بڑا اسٹوپا تھا۔ جہاں پر "بدھا" مہاتما گوتم بدھ کا بہت بڑا مجسمہ تھا۔ عربوں نے ملتان کو وادی الذہب (سونے کی وادی) کا نام دیا۔

Marfat.com

ملتان۔ ادوار

ملتان نے اپنی قدامت اور تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے کئی ادوار دیکھے۔ غالب امکان یہی ہے کہ ہڑپہ اور موہن جو داڑو کی دراوڑی حضری تہذیب کے دور میں بھی یہ شہر آباد تھا۔ ان کے بعد شمال سے آنے والے آریائی خانہ بدوشوں نے اسے فتح کیا۔ آریائی عہد جو ۲۰۰۰ ق۔ م سے ۴۰۰ق۔ م تک پھیلا ہوا ہے۔ پھر ایرانی، مصری، بابلی، تاتاری حملہ آوروں نے اسے پامال کیا۔ ۳۲۷ق۔ م میں یونانی اسکندر اعظم کی سرکردگی میں یہاں کے فاتح ٹھہرے۔ ۳۲۵ق۔ م میں یہاں دوبارہ سے ہندو چندر گپت خاندان نے حکومت سنبھالی۔ اشوک اعظم ۲۷۲ق۔ م میں یہاں کا حاکم بنا۔ بدھ مت اختیار کر لیا اور اس مذہب کی اشاعت کا زبردست کام کیا۔ ۱۶۵ ق۔ م میں یہاں باختری حکمران تھے۔ یہ نسلاً یونانی تھے۔ ان کے بعد ساکاؤں، پارتھیوں اور کشن خاندانوں نے یہاں پر حکمرانی کی۔

ان کے بعد ایک بار دوبارہ ہندو مت کا احیاء ہوا۔ اب کی بار گپت خاندان نے اقتدار سنبھالا ان کا عہد ۳۲۰ء سے ۵۳۲ عیسوی تک محیط ہے۔ اس خاندان کا عظیم حکمران بکرما جیت (۳۷۵ء ۔ ۴۱۳ء) ہے۔ ان کے بعد تاتاری (سفید ہن) یہاں قابض ہو گئے۔ ان تاتاری سفید ہنوں نے ۴۰۷ء سے ۵۵۲ء کے عرصہ کے درمیان میں ملتان میں سورج دیوتا کا معبد (مندر) تعمیر کروایا۔ ان ہنوں کے بعد یہاں کوئی مرکزی حکومت نہ تھی۔

۷۱۲ء / ۹۴ھ میں عرب یہاں محمد بن قاسم کی قیادت میں داخل ہوئے۔ ان کے مقابل چچ خاندان کا راجہ داہر تھا۔ جس نے شکست کھائی۔ یوں یہاں عربوں (مسلمانوں) کا عہد حکومت شروع ہوا۔ ۲۴۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز کی زیر قیادت ہباری خاندان نے منصورہ سندھ میں خلافت عباسیہ بعہد متوکل باللہ سے علیحدگی کا اعلان کر دیا اور اس سے صرف نصف صدی بعد بنو سامہ نے ملتان پر قابض ہو کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ ان کے بعد بنو منبہ یہاں حکمران تھے۔ ۳۷۳ھ میں یہاں پر قرامطی حکمران تھے۔ جنہوں نے جلم بن شیبان (۳۷۳۔ ۳۷۶ھ) شیخ حمید (۳۷۶ ۔ ۳۸۰ھ) شیخ نصر (۳۸۰ ۔ ۳۹۲ھ) اور شیخ ابوالفتح داؤد بن نصر (۳۹۲ ۔ ۴۰۱ھ) یہاں حکومت کی۔ یہ خاندان غزنوی خاندان کا باج گزار تھا۔ ۳۹۵ھ میں محمود غزنوی نے ابوالفتح داؤد بن نصر

Marfat.com

کی بدعہدی پر ملتان پر حملہ کیا۔ یوں ملتان غزنوی خاندان کا مفتوحہ بن گیا۔ ۳۹۵ھ تا ۵۷۹ھ تک یہ غزنوی خاندان کی ماتحتی میں رہا۔ ان کے بعد دولت غوری' خاندان غلاماں' خاندان خلجی' خاندان تغلق' خاندان سادات' خاندان لودھی کا تین سو تینتیس سالہ دور' پھر مغل' سکھ' انگریز یہاں قابض رہے۔

آبادی

اقوام کی جادہ پیمائی اور نسلوں کا اختلاط یہاں ہوتا رہا۔ دراوڑ' آرین' ایرانی' یونانی' تاتاری' باختری' کشن' سائیکا' پارتھی' عرب' ترک' افغان یہاں آئے۔ قدیم باشندے اور آنے والے یہاں آباد رہے۔

مذہب

مظاہر پرستی' سورج دیوتا کی پرستش' آریائی وید' پران' اپ نشد' بدھ' جین' اسلام' قرامطی (باطنی) مذاہب نے ملتان میں راہ پائی اور اپنے اثرات چھوڑے۔

معاشرت

زمانہ اور معاشرت کے اعتبار سے یہاں دھوتی' کرتا' شلوار' قمیض' پاجامہ' عبا' قبا' ٹوپی' پگڑی اور عمامہ کا استعمال عام رہا۔ عورتوں میں پردہ کا رواج اور کھلے عام پھرنے کا رواج بھی عام رہا ہے۔

معیشت

زراعت' باغبانی' صنعت و حرفت یہاں عام رہی ہے۔ کاشی کاری' مٹی کے برتن' دھات کے برتن' لکڑی کے ظروف اور کھلونے' چمڑہ کے بنے ہوئے پارچہ جات اور جوتے' کپاس سے بنے ہوئے کھیس' چادریں یہاں کا خاص تحفہ رہیں۔

Marfat.com

ملتان۔ جغرافیہ

محل وقوع

ملتان ۷۱ درجہ طول بلد اور ۳۱ درجہ عرض بلد پر واقع ہے۔

حدود اربعہ

ملتان کے مشرق میں ضلع خانیوال اور لودھراں کا ضلع، مغرب میں مظفر گڑھ کا ضلع، شمال میں خانیوال ضلع اور جنوب میں بہاولپور ضلع ہے۔ ملتان اور بہاول پور کے درمیان دریائے ستلج اور ملتان اور مظفر گڑھ کے درمیان دریائے چناب ہے۔ ملتان ایک اونچے ٹیلے پر آباد شہر ہے۔ شہر پناہ میں داخلے کے چھ دروازے ہیں۔ جو بالترتیب یوں ہیں مشرق کی جانب دولت گیٹ اور قلعہ کہنہ جنوب و مشرقی جانب دہلی گیٹ جنوب میں حرم گیٹ اور پاک گیٹ جبکہ شمال میں لاہوری گیٹ اور خضری گیٹ واقع ہیں۔ خضری گیٹ قلعہ میں داخلے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ آبادی میں اضافے کے ساتھ ملتان کا موجودہ شہر خاصہ وسیع ہو گیا ہے۔

Marfat.com

حاکمین ملتان

ملتان کے حکمرانوں کی فہرست۔ مختلف ادوار میں ملتان کی حیثیت صوبے کی سی رہی۔ ملتان اور اہل ملتان کی سرشت میں آزادی لکھی ہوئی تھی۔ کمزور مرکز کی صورت میں ملتان آزاد ہو جاتا جبکہ مضبوط مرکز میں ایک صوبہ' برٹش انڈیا میں اسے کمشنری بنا دیا گیا اور اس کی یہ حیثیت اب تک برقرار ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

عہد	حکمران	حاکم اعلیٰ	مرکز
۳۲۴ق م	جنرل فلپ	سکندر اعظم	یونانی
۳۲۴ق م	جنرل یوڈامس	"	"
قبل از اسلام تا ۱۱ھ	راجہ بھرا	رائے ساہی	اروڑ (سندھ) کی رائے حکومت
۱۱ھ - ۴۲ھ	ٹھاکر	چچ بن سلائج	برہمن حکومت
۹۵ھ	راجہ کورسیہ (گورسنگھ) بن چندر		"
۹۵ھ - تیسری صدی ہجری	داؤد بن نصر بن ولید عمانی اور اس کی اولاد	محمد بن قاسم	خلافت بنو امیہ
تیسری صدی ہجری - ۳۷۳ھ	ابوا للباب منبہ بن اسد قریشی سامی	بنو منبہ	خلافت بنو عباس
۳۷۳ھ - ۳۸۰ھ	جلم بن شیبان	اسماعیلی	مصری فاطمی خلافت
۳۸۰ھ - ۳۸۷ھ	شیخ حمید	"	"
۳۸۷ھ - ۳۹۲ھ	شیخ نصر بن شیخ حمید	"	"
۳۹۲ھ - ۳۹۸ھ	شیخ ابوالفتوح داؤد بن نصر بن حمید	"	"
۳۹۸ھ	سکھ پال بنام نواسہ شاہ	سلطان محمود غزنوی	غزنوی حکومت
۳۹۸ھ - ۴۰۱ھ	شیخ ابوالفتوح داؤد (بار دوم)	"	"

Marfat.com

۴۳۲ھ	محمد مجدود	سلطان محمود	غزنوی حکومت
۴۳۲ھ	ابونصر بن محمد	سلطان مودود	"
۴۴۰ھ	ابوالقاسم محمود بن مودود	"	"
۴۴۱ھ	سلطان علی بن مسعود	خود مختیار	"
۴۸۱ھ	طغاتگین	مسعود بن ابراہیم	"
۵۰۸ھ	محمد باہلیم	ارسلان شاہ بن مسعود شاہ	"
	حسین بن ابراہیم	بہرام شاہ	"
۵۴۷ھ۔۵۵۵ھ	خسرو شاہ	خود مختیار	"
۵۵۵ھ۔۵۷۱ھ	خسرو ملک	خود مختیار	"
۵۷۱ھ۔۵۸۲ھ	علی کرماخ	شہاب الدین غوری	غوری سلطنت
۵۸۲ھ۔۶۰۱ھ	امیر داد حسن	"	"
۶۰۲ھ۔۶۲۵ھ	ناصر الدین قباچہ	قطب الدین ایبک	خاندان غلاماں
۶۲۵ھ۔۶۳۰ھ	نظام الملک	التمش	"
۶۳۰ھ	نور الدین محمود	"	"
۶۳۳ھ	ملک عزالدین کبیر خان ایاز	"	"
۶۳۴ھ	ملک اختیار الدین قراقاش	رضیہ سلطانہ	"
۶۳۷ھ۔۶۳۹ھ	ملک عزالدین کبیر خان ایاز (بار دوم)	بہرام شاہ	"

Marfat.com

۶۳۹ھ	تاج الدین	علاؤ الدین مسعود	"
	ابوبکر ایاز		"
۶۴۳ھ	حسن قرلاغ		"
۶۴۳ھ	ملک عزت الدین	علاؤ الدین مسعود	"
	بلبن کشلو خان		"
۶۴۴ھ	ملک سیار	ناصر الدین محمود بن التمش	"
۶۴۴ھ	سلطان سنجر		"
۶۴۷ھ	ناصر الدین محمد بن حسن قرلاغ		"
۶۴۹ھ	اختیار الدین کریز		"
۶۴۹ھ-۶۵۱ھ	ملک شیر خان		"
۶۵۱ھ-۶۵۹ھ	ملک عزت الدین بلبن کشلو خان (بار دوم)		"
۶۵۹ھ-۶۶۴ھ	شیر خان (بار دوم)		"
۶۶۴ھ-۶۸۲ھ	سلطان محمد خان شہید	بلبن	"
۶۸۲ھ-۶۸۸ھ	کیخسرو بن خان شہید	معز الدین کیقباد	"
۶۸۹ھ-۶۹۵ھ	ارکلی خان	جلال الدین خلجی	خلجی سلطنت
۶۹۶ھ	ملک ہرنمار	علاؤ الدین	"
	الب خان	"	"
۶۹۸ھ	نصرت خان	"	"

Marfat.com

۶۹۸ھ - ۷۰۳ھ	تاج الملک کافوری	علاؤالدین	خلجی
۷۰۳ھ - ۷۱۳ھ	ملک غازی تغلق	"	"
۷۱۳ھ - ۷۲۰ھ	ملک مغلطی	خسرو خان	"
۷۲۰ھ	بہرام ایبہ کشلو خان	ملک غازی تغلق	"
۷۲۰ھ - ۷۲۳ھ	ملک عین الملک ملتانی	ملک غازی تغلق ملقب سلطان غیاث الدین	تغلق سلطنت
۷۲۳ھ - ۷۲۷ھ	ملک تاج الدین	سلطان غیاث الدین	"
۷۲۷ھ	بہرام ایبہ کشلو خان (بار دوم)	محمد شاہ تغلق	"
۷۲۷ھ - ۷۴۴ھ	قوام الملک مقبول	"	"
۷۴۴ھ	شاہو لودھی	باغی	"
۷۴۴ھ - ۷۵۳ھ	عماد الملک	محمد شاہ تغلق	"
۷۵۳ھ - ۷۶۰ھ	ملک یمین الملک ملتانی	فیروز شاہ	"
۷۶۰ھ - ۷۷۵ھ	ملک مردان دولت نصیر خان	"	"
۷۷۵ھ	ملک شیخ بن ملک مردان دولت	"	"
۷۷۵ھ - ۷۷۸ھ	ملک سلیمان لے پالک ملک مردان دولت	"	"
۷۷۸ھ - ۷۹۸ھ	خضر خان بن ملک سلیمان	ناصر الدین تغلق	"
۷۹۸ھ - ۸۰۰ھ	سارنگ خان	"	"

Marfat.com

۸۰۰ھ-۸۰۱ھ	میرزا پیر محمد	تیمور	مغل
۸۰۱ھ-۸۱۷ھ	خضر خان بن ملک سلیمان (بار دوم)		″
۸۱۷ھ-۸۲۷ھ	علاؤ الملک لے پالک ملک سلیمان بن ملک سلیمان	خضر خان	سادات
۸۲۷ھ-۸۳۰ھ	ملک محمود حسن	″	″
۸۳۰ھ-۸۳۲ھ	ملک نادرہ	سلطان مبارک شاہ	″
۸۳۲ھ-۸۳۸ھ	عماد الملک محمود حسن (بار دوم)	″	″
۸۳۸ھ-۸۴۹ھ	خان خاناں	سلطان محمد شاہ	″
۸۴۹ھ-۸۶۵ھ	شیخ یوسف چشتی	سلطان بہلول لودھی	لودھی
۸۶۵ھ-۸۷۴ھ	قطب الدین لنگاہ رائے سہرہ	خود مختیار	لنگاہ
۸۷۴ھ-۹۰۶ھ	حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ	سلطان بہلول لودھی	لودھی
۹۰۶ھ	فیروز شاہ بن حسین لنگاہ		″
۹۰۶ھ	حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ (بار دوم)		″
۹۰۶ھ-۹۳۱ھ	محمود شاہ لنگاہ بن فیروز شاہ		″
۹۳۱ھ-۹۳۳ھ	حسین شاہ ثانی محمود شاہ		″

Marfat.com

۹۳۳ھ	خواجہ شمس الدین	حسین ارغون	ارغون حکمران (سندھ)
۹۳۳ھ - ۹۳۴ھ	لنگر خان	حسین ارغون	〃
۹۳۴ھ	میرزا کامران	بابر	مغل
۹۶۲ھ	محمد قلی خان	ہمایوں	〃
۹۶۳ھ - ۹۶۷ھ	بہادر خان محمد سعید شعبانی	اکبر	〃
۹۶۷ھ - ۹۷۱ھ	محمد قاسم خان	〃	〃
۹۷۱ھ - ۹۸۵ھ	محمد قلی خان (بار دوم)	〃	〃
۹۸۵ھ - ۹۳۳ھ	سید حامد بخاری	〃	〃
۹۹۳ھ - ۹۹۷ھ	صادق محمد خان ہراوی	〃	〃
۹۹۷ھ - ۹۹۹ھ	محب علی خان	〃	〃
۹۹۹ھ - ۱۰۰۰ھ	مرزا عبدالرحیم خان خاناں	〃	〃
۱۰۰۰ھ - ۱۰۰۲ھ	خواجہ شمس الدین	〃	〃
۱۰۰۲ھ - ۱۰۰۴ھ	رستم مرزا صفوی	〃	〃
۱۰۰۴ھ - ۱۰۰۵ھ	خواجہ مقیم	〃	〃
۱۰۰۵ھ - ۱۰۱۰ھ	خان اعظم مرزا عزیز کوکہ	اکبر	〃
۱۰۱۰ھ - ۱۰۱۴ھ	سعید خان	〃	〃
۱۰۱۴ھ - ۱۰۱۹ھ	طغش بیگ	جہانگیر	〃

Marfat.com

	تاج خان		
۱۰۱۹ھ ۔ ۱۰۲۰ھ	بہادر خان ازبک	″	مغل
۱۰۲۰ھ ۔ ۱۰۳۰ھ	باقر خان	″	″
	نجم ثانی		
۱۰۳۰ھ ۔ ۱۰۳۷ھ	خان جہاں لودھی	″	″
۱۰۳۷ھ ۔ ۱۰۳۹ھ	امیر خان ابوالباقی	شاہ جہاں	″
۱۰۳۹ھ	احمد بیگ خان	″	″
۱۰۴۰ھ ۔ ۱۰۴۱ھ	نجابت خان	″	″
	بن شاہ رخ مرزا		
۱۰۴۱ھ ۔ ۱۰۴۷ھ	قلیچ خان	″	″
۱۰۴۸ھ ۔ ۱۰۴۹ھ	یوسف محمد خان	″	″
۱۰۴۹ھ ۔ ۱۰۵۱ھ	نجابت خان	″	″
	(بار دوم)		
۱۰۵۱ھ	قلیچ خان	″	″
	(بار دوم)		
۱۰۵۱ھ ۔ ۱۰۵۲ھ	سعید خان	شاہ جہاں	″
	بہادر ظفر جنگ		
۱۰۵۲ھ ۔ ۱۰۵۶ھ	شہزادہ مراد بخش	″	″
۱۰۵۶ھ ۔ ۱۰۵۸ھ	سعید خان بہادر	″	″
	ظفر جنگ (بار دوم)		
۱۰۵۸ھ ۔ ۱۰۵۹ھ	شہزادہ اورنگ زیب	″	″
فروری ۔ دسمبر ۱۰۵۹ھ	سید موسیٰ جیلانی	″	″
۱۰۵۹ھ ۔ ۱۰۶۲ھ	شہزادہ اورنگ	″	″
	زیب (بار دوم)		

Marfat.com

۱۰۶۲ھ	میر مراد مازندرانی	"	"
۱۰۶۲ھ - ۱۰۶۳ھ	شیخ موسیٰ جیلانی (بار دوم)	دارا شکوہ کی جاگیر	مغل
۱۰۶۳ھ - ۱۰۶۶ھ	سید عبدالرزاق جیلانی	"	"
۱۰۶۶ھ	محمد علی خان	"	"
۱۰۶۶ھ - ۱۰۶۷ھ	سید عبدالرزاق جیلانی (بار دوم)	"	"
۱۰۶۷ھ - ۱۰۶۹ھ	شیخ موسیٰ جیلانی (بار سوم)	"	"
۱۰۶۹ھ - ۱۰۷۰ھ	لشکر خان جان نثار	اورنگ زیب	"
۱۰۷۰ھ - ۱۰۷۴ھ	تربیت خان	اورنگ زیب	"
۱۰۷۷ھ - ۱۰۷۸ھ	سیف خان	"	"
۱۰۷۸ھ - ۱۰۷۹ھ	طاہر خان	"	"
۱۰۷۹ھ - ۱۰۸۰ھ	لشکر خان جان نثار (بار دوم)	"	"
۱۰۸۱ھ - ۱۰۸۲ھ	مبارز خان میر گل	"	"
۱۰۸۲ھ - ۱۰۸۵ھ	قلیچ خان خواجہ عابد	"	"
۱۰۸۵ھ - ۱۰۸۸ھ	دلیر خان	"	"
۱۰۸۸ھ - ۱۰۸۹ھ	شہزادہ محمد اعظم	"	"
۱۰۸۹ھ - ۱۰۹۱ھ	شہزادہ محمد اکبر	"	"
۱۰۹۸ھ	میر اسحاق	"	"

Marfat.com

۱۱۰۶ھ – ۱۱۲۴ھ	شہزادہ معزالدین	″	مغل
۱۱۲۴ھ – ۱۱۲۵ھ	علی مراد کوکلتاش	اعظم شاہ و دیگر مغل	″
۱۱۲۵ھ	قطب الملک	″	″
۱۱۳۳ھ	محمد امین خان	اعظم شاہ و دیگر مغل	″
۱۰۳۳ھ – ۱۰۳۶ھ	شیر افغان خان بہادر	″	″
۱۱۳۶ھ	باقر خان	″	″
۱۱۳۶ھ	سید حسن خان	″	″
۱۱۳۸ھ	شیر افغان خان بہادر (بار دوم)	″	″
۱۱۳۹ھ – ۱۱۵۰ھ	عبد الصمد خان	″	″
۱۱۵۰ھ – ۱۱۵۱ھ	زکریا خان	″	″
۱۱۵۱ھ	حیات اللہ خان	″	″
۱۱۵۱ھ – ۱۱۵۸ھ	زاہد خان سدوزئی	حیات اللہ خان	″
۱۱۵۸ھ – ۱۱۶۱ھ	″	قمر الدین	″
۱۱۶۱ھ	شاہنواز خان	″	″
۱۱۶۱ھ	میر منو	″	″
۱۱۶۲ھ	شاہنواز خان (بار دوم)	″	″
۱۱۶۲ھ	شاکر خان	احمد شاہ درانی	درانی
۱۱۶۲ھ	میر معین الملک	″	″

Marfat.com

	میر منو (بار دوم)		
۱۱۶۵ھ ۔ ۱۱۷۱ھ	علی محمد خان	″	″
	کھگیانی سدوزئی	″	″
۱۱۷۱ھ	رام جی	رگوناتھ	مرہٹہ
	اور شام جی		
۱۱۷۱ھ ۔ ۱۱۷۷ھ	علی محمد خان	احمد شاہ	درانی
	کھگیانی (بار دوم)		
۱۱۷۷ھ	شجاع خان	″	″
	سدوزئی		
۱۱۷۷ھ ۔ ۱۱۸۱ھ	علی محمد خان	″	″
	کھگیانی (بار دوم)		
۱۱۸۱ھ ۔ ۱۱۸۶ھ	شجاع خان	″	″
	سدوزئی		
۱۱۸۶ھ	حاجی شریف	تیمور شاہ	″
	سدوزئی		
۱۱۸۶ھ	حاجی شریف بیگ	″	″
۱۱۸۶ھ ۔ ۱۱۹۶ھ	دیوان سنگھ	جھنڈا سنگھ	سکھ
	پچھو والیہ		
۱۱۹۶ھ ۔ ۱۲۳۳ھ	مظفر خان	تیمور شاہ	درانی
۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ ۔ ۱۸۱۹ء	سکھ دیال		″
	سنگھ کھتری		
۱۸۱۹ء ۔ ۱۸۲۱	شام سنگھ		سکھ
	پشاوریہ		
″	بھائی بدن ہزاری		″

Marfat.com

	مہتہ مل	"
	شکارپوریہ	
	جمعدار باج سنگھ	"
۱۸۲۱ء۔۱۸۴۴ء	دیوان ساون مل	"
۱۸۴۴ء۔۱۸۴۹ء	مول راج	"

برطانوی عہد

۱۹۰۱۔۷۔۱۰ تا ۱۹۰۲۔۱۰۔۱۸	لیفٹیننٹ کرنل ہنری پرسی
۱۹۹۲۔۱۰۔۱۸ تا ۱۹۰۳۔۱۰۔۲	ایل ڈبلیو کنگ سی ایس آئی
۱۹۰۳۔۱۰۔۲ تا ۱۹۰۴۔۱۰۔۱۳	ویلیم رود فلپ ہنری
۱۹۰۴۔۱۰۔۱۳ تا ۱۹۰۶۔۱۔۱۸	لیفٹیننٹ کرنل ہنری پرسی
۱۹۰۶۔۱۔۱۸ تا ۱۹۰۷۔۱۰۔۲۶	مسٹر ہربرٹ جان مائنرڈ آئی سی ایس
۱۹۰۷۔۱۰۔۲۸ تا ۱۹۰۹۔۲۔۱۵	مسٹر مائیکل ولیم فیٹون آئی سی ایس
۱۹۰۹۔۲۔۱۵ تا ۱۹۱۱۔۱۰۔۲۱	مسٹر ہربرٹ جان مائنرڈ آئی سی ایس
۱۹۱۱۔۲۔۱۵ تا ۱۹۱۵۔۳۔۳	مسٹر چارلس جوزف ہلنیس آئی سی ایس
۱۹۱۵۔۳۔۳ تا ۱۹۱۸۔۸۔۱۵	لیفٹیننٹ کرنل پونی تھامسن
۱۹۱۸۔۸۔۱۵ تا ۱۹۲۲۔۴۔۲۶	مسٹر ایل ڈی بوتھم
۱۹۲۲۔۴۔۲۶ تا ۱۹۲۵۔۲۔۱۳	اصغر علی
۱۹۲۵۔۲۔۱۵ تا ۱۹۲۶۔۴۔۱	مسٹر فرالینی میلی بروتھ
۱۹۲۶۔۴۔۲ تا ۱۹۲۸۔۶۔۱۵	اصغر علی
۱۹۲۸۔۶۔۱۶ تا ۱۹۳۰۔۸۔۳۱	مسٹر ڈنیسٹ کونولی آئی سی ایس
۱۹۳۰۔۸۔۳۱ تا ۱۹۳۱۔۹۔۱۲	مسٹر برانڈ ہنری ڈوبنس آئی سی ایس
۱۹۳۱۔۹۔۱۲ تا ۱۹۳۲۔۵۔۴	مسٹر ایڈورڈ آئی سی ایس
۱۹۳۲۔۵۔۵ تا ۱۹۳۳۔۷۔۹	مسٹر ایف ایل برائنس ایم ایس۔ آئی سی ایس

Marfat.com

۱۹۳۳-۷-۱۰ تا ۱۹۳۴-۱-۲۱	مسٹر اے۔ اے مائیکل ایم ایس۔ آئی سی ایس
۱۹۳۴-۱-۲۱ تا ۱۹۳۵-۱-۶	مسٹر جے ڈی جینسی آئی سی ایس
۱۹۳۵-۱-۸ تا ۱۹۳۷-۹-۱۴	مسٹر سی۔ سی۔ گاربیٹ آئی سی ایس
۱۹۳۷-۹-۱۵ تا ۱۹۳۸-۳-۱۲	مسٹر پریس مار سیڈون آئی سی ایس
۱۹۳۸-۳-۱۲ تا ۱۹۳۹-۲-۲۰	مسٹر رام چندرا آئی سی ایس
۱۹۳۹-۲-۲۱ تا ۱۹۴۱-۱۱-۱۱	مسٹر وی سی سیلو بیرے آئی سی ایس
۱۹۴۱-۱۱-۱۱ تا ۱۹۴۲-۸-۲	مسٹر سی کنگ
۱۹۴۲-۸-۳ تا ۱۹۴۶-۱-۲۴	مسٹر ایم ڈی ہیوٹ آئی سی ایس

پاکستان

۱۹۴۶-۲-۲۴ تا ۴۹-۲-۱۷	مسٹر ایم اے حسینی
۱۹۴۹-۲-۲۰ تا ۱۹۵۲-۱۰-۱	مسٹر آئی یو خان آئی سی ایس
۱۹۵۲-۱۰-۴ تا ۱۹۵۳-۴-۲۵	مسٹر ایم زیڈ خان سی ایس پی
۱۹۵۳-۴-۲۵ تا ۱۹۵۴-۱۲-۸	ماجین حسن سی ایس پی
۱۹۵۴-۲-۱۸ تا ۱۹۵۵-۲-۲۵	مسٹر ایم زیڈ خان سی ایس سی
۱۹۵۵-۲-۲۵ تا ۱۹۵۶-۲-۲۸	مسٹر ظفر الحسن سی ایس پی
۱۹۵۶-۲-۲۹ تا ۱۹۵۷-۵-۱۳	مسٹر ایم زیڈ خان سی ایس پی
۵۷-۵-۱۴ تا ۱۹۵۷-۷-۲۰	مسٹر اے کے ملک سی ایس پی
۱۹۵۷-۷-۲۱ تا ۱۹۶۰-۸-۲	مسٹر کے شاہ زمان سی ایس پی
۱۹۶۰-۸-۸ تا ۱۹۶۰-۱۱-۱۹	مسٹر کے شاہ زمان سی ایس پی
۱۹۶۰-۱۱-۱۹ تا ۱۹۶۲-۱۰-۱	مسٹر بی اے قریشی سی ایس پی
۱۹۶۲-۱۰-۱ تا ۱۹۶۶-۳-۲۴	مسٹر رفعت پاشا سی ایس پی
۱۹۶۶-۳-۲۴ تا ۱۹۶۸-۴-۱۱	مسٹر حامد رضا سی ایس پی
۱۹۶۸-۴-۱۱ تا ۱۹۶۹-۵-۱	مسٹر ایس ایم عثمان سی ایس پی

Marfat.com

مسٹر محمد قاسم رضوی سی ایس پی	۱۹۶۹-۵-۱ تا ۱۹۷۱-۵-۲۰
مسٹر اسد علی شاہ سی ایس پی	۱۹۷۱-۵-۲۰ تا ۱۹۷۲-۶-۳
مسٹر محمد محسن سی ایس پی	۱۹۷۲-۶-۳ تا ۱۹۷۴-۳-۲۸
مسٹر محمد صدیق چودھری	۱۹۷۴-۳-۲۸ تا ۱۹۷۴-۸-۲۸
مسٹر ایم فیض رسول	۱۹۷۴-۸-۲۸ تا ۱۹۷۷-۴-۱۱
مسٹر اختر سعید	۱۹۷۷-۴-۱۱ تا ۱۹۷۷-۸-۱۷
مسٹر غلام مرتضیٰ پراچہ	۱۹۷۷-۸-۱۷ تا ۱۹۷۹-۵-۱۹
لیفٹیننٹ کرنل ایم نصیر احمد خان	۱۹۷۹-۵-۱۹ تا ۱۹۸۰-۱۲-۶
مسٹر حسن رضا پاشا	۱۹۸۰-۱۲-۶ تا ۱۹۸۳-۹-۱۲
مسٹر فرید الدین احمد	۱۹۸۳-۹-۱۲ تا ۱۹۸۶-۶-۵
مسٹر سید سرفراز حسین	۱۹۸۶-۶-۵ تا ۱۹۸۸-۵-۱۶
مسٹر سید فضل حسین شاہ	۱۹۸۸-۵-۱۶ تا ۱۹۸۹-۱-۶
مسٹر چوہدری عبدالوحید	۱۹۸۹-۱-۸ تا ۱۹۹۰-۴-۴
مسٹر طارق فاروق	۱۹۹۰-۴-۴ تا ۱۹۹۱-۵-۱۶
مسٹر سلیم اختر رانا	۱۹۹۱-۵-۱۷ تا ۱۹۹۳-۵-۱۸
مسٹر محمد ضیاء الرحمٰن	۱۹۹۳-۵-۱۹ تا ۱۹۹۳-۷-۳۱
مسٹر فیصل تحسین میمن	۱۹۹۳-۸-۱ تا ۱۹۹۵-۱۱-۶
مسٹر محمد عامر رضا خان	۱۹۹۵-۱۱-۲۳ تا نومبر ۱۹۹۷
مسٹر سید شفیق بخاری	نومبر ۱۹۹۷ تا حال

Marfat.com

Marfat.com

فصل دوم :

احوال و آثار

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم :

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

جنگ بدر ۱۷ رمضان ۲ھ / ۱۳ / ۱۶ مارچ ۶۲۴ء

ابوالعاص (ملقب بہ لقیط) بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بن مناف، مشرکین مکہ کے ساتھ جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابل آئے۔ انہیں عبداللہ بن جبیر بن نعمان رضی اللہ عنہ نے زمرہ اساریٰ میں قید کر لیا۔ ابوالعاص جناب رسول خدا سرور عالم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ ان کی شادی کمسنی میں ہی ہو گئی تھی۔ ابوالعاص ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ قید کی خبر مکہ پہنچی تو اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کو رہائی کے لئے فدیہ بھیجا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو اپنے خسرال میں مکہ ہی میں تھیں اپنے دیور عمرو بن ربیع کے ہاتھ اپنے جہیز میں ملا ہوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا عقیق یمنی کا ہار بطور فدیہ مدینہ بھیجا۔ حضرت محمد ﷺ اس ہار کو دیکھ کر مغموم و محزون ہوئے اور رقت طاری ہو گئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد تازہ ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو زینب رضی اللہ عنہا کے قیدی کو رہا کر دو۔ اور اس کا ہار بھی واپس کر دو۔ ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل بسرو چشم ہوئی۔

لیکن چونکہ سب قیدیوں سے فدیہ وصول کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ اخلاق و انصاف

Marfat.com

اور شان نبوت کے خلاف ہوتا کہ ابوالعاص بغیر کسی فدیہ کے رہا کئے جاتے اس لئے ابوالعاص کا فدیہ یہ قرار پایا کہ وہ مکہ پہنچ کر حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیں۔

زوجین کے باہمی تعلقات' ارتباط اور شریفانہ طرز عمل مثالی تھا۔ حضور اکرم ﷺ ان کی قرابت کو اچھا خیال فرماتے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لانے کے لئے ابوالعاص کے ہمراہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارث کو روانہ کیا اور ہدایت فرمائی کہ وہ بطن یاجج میں ٹھہرے رہیں۔ جب زینب رضی اللہ عنہا وہاں آ جائیں تو ان کے اپنے ہمراہ لے کر مدینہ چلے آنا۔ چنانچہ ابوالعاص نے مکہ پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ بن ربیع کے ساتھ مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سامان سفر کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں تو قریش کی ایک جماعت ان کے تجسس میں نکلی۔ مقام ذی طویٰ میں قریش کی اس جماعت نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور کنانہ بن ربیع کو جا لیا۔ اس جماعت میں ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بھی تھا۔ یہ ہبار بن اسود' حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد کے چچا زاد بھائی کے بیٹے تھے۔ اس رشتہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد تھے۔ ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد اور ایک دوسرے شخص نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر حملہ کر دیا۔ اونٹ بھڑک اٹھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اونٹ کے ہودج سے گر گئیں۔ وہ حاملہ تھیں۔ ان کا اس چوٹ سے جو شدید تھی' حمل ساقط ہو گیا۔ اسی سبب سے ان کا انتقال ۸ھ میں ہوا۔ آپ ﷺ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد نقل ہے:

"وہ میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔"

فتح مکہ' ۸ ہجری' ۲۰ رمضان / ۱۱/ ۱۴ جنوری ۳۰

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

صلح حدیبیہ ۶ھ کی بناء پر قبائل عرب میں بنو خزاعہ آنحضرت ﷺ کے حلیف ہو گئے تھے اور ان کے حریف بنو بکر نے قریش سے حمایت کا معاہدہ کر لیا تھا۔ بنو بکر نے

Marfat.com

مدت سے ٹھہرے ہوئے انتقام کے لئے اسے مناسب وقت جانا۔ دفعتاً" وہ خزاعہ پر حملہ آور ہوئے اور روسائے قریش نے اعلانیہ ان کی مدد کی۔ خزاعہ حرم میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ حرم کا احترام بھی پامال کیا گیا عین حدود حرم میں خزاعہ کا خون بہایا گیا۔ آنحضرت ﷺ، محمد رسول اللہ سے بنو خزاعہ اپنے قدیم حلف پر اعانت کا طلب گار ہوا۔ عمرو بن سالم ان کا پیش رو تھا۔ رحمت اللعالمین ﷺ کو سخت رنج ہوا۔ تاہم قریش کے پاس قاصد بھیجا گیا اور تین شرطیں پیش کی گئیں کہ ان میں سے کوئی ایک منظور کی جائے۔ ۱) مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے۔ ۲) قریش، بنوبکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔ ۳) اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ قرطہ بن عمر نے قریش کی زبان سے کہا: صرف تیسری شرط منظور ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مکہ کی تیاریاں کیں، اتحادی قبائل کے پاس قاصد بھیجے کہ تیار ہو کر آئیں۔ احتیاط کی گئی کہ اہل مکہ کو خبر نہ ہو پائے۔

۱۰ رمضان ۸ھ مکہ معظمہ کی جانب کوچ ہوا۔ عظمت و شان سے آراستہ دس ہزار فوجیں ہم رکاب تھیں۔ قبائل عرب راہ میں آ کر ملتے جاتے تھے۔ مرالظہران جو مکہ سے ایک منزل سے دوری کا مقام ہے۔ لشکر نے پڑاؤ ڈالا۔ فوجیں دور دور تک پھیل گئیں۔ تمام فوج نے الگ الگ آگ روشن کی جس سے تمام صحرا وادی ایمن بن گیا۔ قریش نے تحقیق کے لئے ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کو بھیجا۔ خیمہ نبوی ﷺ کی دربانی پر متعین دستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو دیکھ کر بارگاہ رسالت میں آ کر عرض کی کہ کفر کے استیصال کا وقت آ گیا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جان بخشی کی درخواست گذاری۔ عفو نبوی ﷺ سے جواب آیا "خوف کا مقام نہیں" لشکر اسلام مکہ کی جانب بڑھا۔ افواج الٰہی کا جلال ابوسفیان نے دیکھا۔ دریا میں تلاطم کی طرح موجیں جوش مارتی ہوئی بڑھیں۔ تکبیر کے نعرے، غفار، جہنیہ، ہذیم، سلیم، انصار اپنے اپنے پرچموں تلے ساز و سامان اور ہتھیاروں سے سجے گذرے۔

اعلان کر دیا گیا۔ آج کعبہ کی عظمت کا دن ہے۔ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا یا ابوسفیان کے ہاں پناہ لے گا یا دروازہ بند کرے گا یا خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا، اس

Marfat.com

کو امن دیا جائے گا۔ تاہم قریش کے ایک گروہ جن میں چار مرد اور دو عورتیں تھیں اپنے سابقہ جرائم کے عوض واجب القصاص تھے۔ ان چار میں ۱) ابن خطل صرف قتل ہوا۔ باقی کو امان مل گئی۔ ابن خطل پہلے مسلمان تھا۔ اس نے اپنے غلام کو صرف اس لئے قتل کر دیا تھا کہ اس نے وقت پر کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ یہ قتل کے بعد مکہ بھاگ آیا تھا۔ ۲) عکرمہ بن ابی جہل یہ بارہا جنگ کر چکا تھا۔ بنو خزاعہ کی تباہی کا یہی سبب تھا اور یہ راتوں میں بھیس بدل کر بنو بکر کی طرف سے لڑتا تھا۔ ۳) عبداللہ بن ابی سرح یہ دعویٰ دار تھا کہ وحی تو میرے پاس آتی ہے۔ جیسا میں محمد ﷺ کو لکھواتا ہوں وہ مجھ سے سن کر لکھواتے ہیں۔ ۴) ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا ماموں زاد تھا اور جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے مکہ سے مدینہ ہجرت کا قصد کیا اور وہ اونٹ کے ہودج میں بیٹھیں تو ہبار بن اسود بن مطلب اور ایک دوسرے شخص نے ہودج پر نیزہ مارا اور ہودج گرا دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں اور پتھر پر گرنے سے چوٹ آ گئی اور حمل ساقط ہو گیا اور بالآخر اسی صدمہ سے وفات پائی۔

فتح مکہ ۸ھ میں "ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد" نے عفو نبوی ﷺ سے امان پائی اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ انہیں کی اولاد میں حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین ذکریا ملتانی ہوئے۔

۲۷ / رمضان ۵۶۶ھ کوٹ کروڑ --- ملتان شیخ محمد غوث وجیہہ الدین الاسدی القرشی قاضی شہر سحر کا وقت صبح کی روشنی' رات کی تاریکی کو مات دے رہی تھی۔ ایسے میں ایک اور فجر کا طلوع ہوا۔ قاضی شیخ محمد غوث وجیہہ الدین کے آنگن میں ایک دمکتا ستارہ' سورج سے بھی تابندہ روشن ہوا۔ اماں بی بی فاطمہ کے چہرے سے سکون ہویدا تھا۔ "بچہ نیک سیرت و صورت اور بلند مرتب ہو" نیک بی بی نے دل میں بارگاہ عزوجل سے دعا مانگی۔ قبولیت کا لمحہ اور وہ بھی ۲۷ ویں شب سے نمودار ہونے والے دن کا وقت' بارگاہ عزوجل سے دعا کی قبولیت ہوئی۔ یہ نونہال' آج زمانہ اسے شیخ الاسلام بہاؤ الدین و بہاؤ الحق زکریا ملتانی کہتا ہے۔

Marfat.com

نسب

جناب حضرت بہاؤ الدین زکریا بن
شیخ محمد غوث وجیہہ الدین بن
شیخ ابوبکر بن
شیخ جلال الدین بن
شیخ علی قاضی بن
شمس الدین محمد بن
حسین بن
عبداللہ بن
حسین بن
مطرف بن
خزیمہ بن
حازم بن
المطرف بن
عبدالرحیم بن
عبدالرحمان بن
ہبار بن
اسود بن
مطلب بن
اسد بن
عبدالعزیٰ بن
قصی بن
کلاب بن

Marfat.com

مرہ بن

کعب بن

لوی بن غالب بن فہر (یا قریش)

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی بی بی فاطمہ تھا۔ نام سے نسبت بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ زہرہ و بتول تھی اور ان ہی کی اولاد میں سے تھیں۔ ان کے والد صاحب اور حضرت بہاؤ الدین زکریا کے نانا مولانا حسام الدین ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مولانا حسام الدین ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے نابغہ روزگار عالم اور عابد تھے۔ ان کی زہد و ورع کا ایک عالم متعرف تھا۔

حصول علم

مروج اور معروف طریقے پر ابتدائی تعلیم گھر سے شروع کی۔ دینی اور علمی ماحول میں بچپن ہی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ میں ایک لگن شوق اور طلب پیدا ہو گئی تھی۔ اپنی عمر کے دیگر بچوں کے برخلاف آپ کا کھیل کود میں دھیان مطلقاً نہ تھا۔ بلکہ علم اور مطالعہ کا شوق رگ جاں میں طلب اور جستجو بن کے بدرجہ اتم موجود تھا۔ باادب، سنجیدہ اطوار کا یہ بچہ سات برس کی عمر میں مکتب میں آیا تو استادوں کی نگاہ کا مرکز و محور ٹھہرا۔ حفظ قرآن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد گرامی جناب حضرت نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان سے انہیں نے قرات سبعہ سیکھی۔ آپ کی خوش الحانی اور قرات سبعہ میں طاق ہونا ان کے استاد کے لئے فخر ٹھہرا۔ عمر کے بارہویں سال میں جب آپ ابھی طالب علم ہی تھے۔ والد صاحب حضرت محمد غوث وجیہہ الدین قاضی کروڑ کا سایہ عاطفیت آپ سے چھن گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سرپرست آپ کے چچا احمد غوث بنے جو آپ کے والد کی جگہ قاضی شہر بھی بنے۔ آپ کے چچا احمد غوث، شیخ جمال الدین سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔ جو حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن (اجودھن) کے والد گرامی تھے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیم کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ دستوری کتب میں مہارت اور عبور حاصل کرنے کے بعد مزید علم کے حصول کے لئے

Marfat.com

اس وقت کے تعلیمی مراکز جن کا شہرہ دور دور تھا کا رخ کیا۔ سب سے پہلے خراسان گئے۔ وہاں سے بہرہ مند ہونے کے بعد بخارا کا رخ کیا۔ وہاں کے تمام استادان علم و ہنر کے سامنے زانوئے ادب تلمذ کیا اور بحر علم سے اپنے حصے کا علم حاصل کیا یہاں سے تشنگی دور ہوئی تو اور تواضع' فروتنی' انکساری طبیعت میں در آئی اہل بخارا آپ کو "بہاؤ الحق فرشتہ" کہنے لگے۔ عرصہ سات سال تک یہاں کے منبع فیض سے فیض و سعادت حاصل کیا۔ اب طبیعت میں سیاحت کا ارادہ باندھا۔ سب سے پہلے فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ حج سے فراغت پائی اور مدینہ الرسول تشریف لائے۔ روضہ اقدس کی زیارت کی۔ حضور پر نور صلعم کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور شہر رسول میں مہمان ہو گئے' فقہ' ادب' صرف و نحو' علم الاکلام' فلسفہ' منطق کے علم میں طاق و مشاق تھے۔ اب علم الحدیث کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شیخ کمال الدین یمنی کے حلقہ درس میں حاضری دی۔

حضرت مولانا شیخ کمال الدین یمنی اپنے عہد کے نامور محدث مفسر اور عالم تھے۔ مدینہ الرسول میں عالم ترپن ۵۳ برس تک علم الحدیث کا درس دیا۔ ایک عالم نے ان سے حدیث کی سماعت کی۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پانچ برس تک ان سے علم الحدیث کا درس لیا۔ حدیث میں حضرت کمال الدین یمنی سے سند پائی شہر رسول سے رخصت کا وقت آیا۔ سرزمین انبیاء الصلوۃ والسلام کے مزارات پر ہدیہ عقیدت گزارا۔ اس کے بعد اپنے عہد کے باکمال شہر ادب بغداد کا رخ کیا۔

بغداد ۱۳۲ھ / ۷۵۰ء تا ۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء

یہ ایک عظیم اور تاریخ کا افسانوی شہر خلیفہ منصور عباسی نے تعمیر کروایا۔ یہ ایک بین الاقوامی شہر تھا۔ یہ علم و فن کا گہوارہ تھا۔ مسلم ثقافت کا عظیم مرکز اور پانچ صدیوں تک مسلم دنیا کا دارالخلافہ رہا۔ یہ حنفی اور حنبلی فقہ کا گھر تھا۔ یہاں عباسی خلفاء نے ایک بے مثل علمی ادارہ بیت الحکمت قائم کیا۔ جہاں بڑے بڑے عالموں اور سائنس دانوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ یہاں عربی' فارسی' سریانی' یونانی' قبطی اور ہندی کتب کا

Marfat.com

بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ یہاں "النظامیہ" اور "المستنصریہ" جیسی اعلیٰ پائے کی جامعات قائم تھیں۔ بغداد کی سرزمین نے کتنے ہی ایسے گوہائے آبدار کو جنم دیا اور پروان چڑھایا جن کی چمک سے اسلامی تاریخ روشن و منور ہے۔ ان میں حنفی فرقہ کے جید امام حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پرشکوہ شخصیت بھی ہے۔ امام موسیٰ کاظم، حضرت جنید بغدادی، حضرت معروف کرخی، اسی بغداد میں آرام فرما رہے ہیں۔ جامعہ نظامیہ میں شیخ الجامعیہ کی گراں قدر ذمہ داری امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، امام طبری رحمۃ اللہ علیہ، ابن الخطیب، تبریزی رحمۃ اللہ علیہ، ابوالحسن فصیحی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد رہی۔ بغداد شہر مردم خیز ہے جہاں علم و آگاہی کے عرفان ہوئے۔

حضرت بہاؤ الحق والدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی اوائل ساتویں صدی ہجری میں علم و عرفان کے سرچشموں خراسان، بخارا، حجاز مکہ و مدینہ سے اپنی تشنگی دور کرنے اور سیر و سیاحت سے فراغت کے بعد بغداد وارد ہوئے۔ شام، اردن، دمشق، بیت المقدس سے سیر و سیاحت نے ان کے دل میں نئے عزائم و ولولے جگا رکھے تھے۔ جامعہ النظامیہ سے امام اسعد متوفی (۵۲۷ھ) اور ابوالحسن فصیحی النحوی متوفی (۵۱۶ھ) سے تلمذ علم حاصل کرنے والے اپنے دور کے فقہ و حدیث کے ماہر شیخ ابوالنجیب ابوالقاہر سہروردی (۴۹۰ھ - ۵۸۷ھ) کے مدرسہ میں علم و فضل کے نکھار کے لئے تشریف لے گئے۔ ابوالنجیب سہروردی نے اپنے چچا وجیہہ الدین ابو حفص عمر سہروردی اور امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ کے بھائی احمد غزالی سے عرفان و معرفت حاصل کی ہوئی تھی۔ ان کی اقامتی درسگاہ میں صدر مدرس کی شہہ نشینی ان کے خلیفہ اور برادر زاد ابو عمر شہاب الدین سہروردی کے ذمہ تھی۔ مسند رشد و ہدایت پر ایک باکمال، صاحب دل، حقانی و ربانی نفوس قدسیہ رونق افروز تھی۔ شیخ الشیوخ ابو عمر شہاب الدین سہروردی نے آنے والے طالب حق کو شناخت کر لیا۔ علم نے علم کا عرفان پایا۔ بڑھ کر گلے لگایا۔ یوں محسوس ہوا جیسے شیخ الشیوخ پہلے ہی سے ہندی سیاح کے منتظر تھے۔

شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ دل میں طلب، لگن اور جستجو کا ایک بے کراں سمندر

Marfat.com

لئے ہوئے تھے۔ علم و عرفان کی پیاس بڑی تیزی سے بجھنا شروع ہوئی۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ان نفوس قدسیہ میں سے تھے جن کی ذات خیر و افادہ کے لئے مخصوص ہو۔ جن سے انسانیت میں خیر و برکت کے سرچشمے پھوٹتے ہیں۔ دنوں میں سالوں کی منزلیں طے کر لیں۔ ان کا زہد و ورع ان کا علم و فضل' ان کا تقویٰ اور احسان شیخ الشیوخ کو ایسا بھایا کہ پہلے سے موجود طالبان عرفان و علم کے لئے باعث حیرت بن گیا۔ شیخ الشیوخ نے ان کی حیرانی رفع فرما دی۔ حضرت بہاؤ الحق والدین ہر امتحان میں پورے اترے۔ سند فضیلت و دستار علیت لئے جب بغداد سے ہونے لگے تو حضرت شیخ الشیوخ ابو عمر شہاب الدین سہروردی کے سفر و حضر کے رفیق و خادم شیخ جلال الدین تبریزی نے بھی ساتھ دینے کا عندیہ دیا۔ مرشد سے اجازت پا کے دونوں مرید رخصت ہوئے۔ نیشا پور میں حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فرید الدین عطار کی صحبت اختیار کرنے کو ترجیح دی۔ حضرت بہاؤ الدین تنہا ملتان لوٹ آئے۔

حضرت بہاؤ الحق والدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی

سلسلہ بیعت

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد شیخ الشیوخ حضرت ابو عمر شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سہروردیہ کے موسس ہیں۔ سلسلہ سہروردیہ کی نسبت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی (۲۹۸ھ) سے ہے۔ حضرت شیخ الشیوخ ابو عمر شہاب الدین سہروردی چار سلسلہ ہائے بیعت سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہیں۔ یہ سلاسل یوں ہیں:

(۱) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۰ھ)
حبیب العجمی (۱۵۶ھ)
خواجہ داؤد طائی (۱۶۲ھ)
معروف کرخی (۲۵۵ھ)

Marfat.com

سری سقطی (۲۵۴ھ)
جنید بغدادی (۲۹۸ھ)
خواجہ ممشاد علو دینوری (۲۹۸ھ)
خواجہ احمد دینوری (۳۶۷ھ)
ابو عبداللہ خفیف (۳۳۱ھ)
وجیہہ الدین طرطوسی (۵۲۳ھ)
ابوالنجیب سہروردی (۵۸۷ھ)

(۲) جنید بغدادی (۲۹۸ھ)
شبلی (۳۳۴ھ)
عبدالواحد تمیمی (۴۲۵ھ)
ابوالفرح طرطوسی (۴۴۷ھ)
ابوالحسن علی بن محمد قرشی (۴۸۴ھ)
ابوسعید مبارک بن علی مخزومی (۵۰۸ھ)
عبدالقادر جیلانی (۵۶۱ھ)

(۳) جنید بغدادی (۲۹۸ھ)
ابوعلی رودباری (۳۳۳ھ)
ابوعلی مصری (۳۴۲ھ)
ابوعثمان مغربی (۳۷۴ھ)
ابوالحسن خرقانی (۴۴۵ھ)
ابوالقاسم گرگانی (۴۵۰ھ)
ابوبکر نساج (۴۸۷ھ)
احمد غزالی (۵۱۷ھ)
ابوالنجیب سہروردی (۵۶۳ھ)

(۴) جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۲۹۸ھ)
خواجہ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ (۲۹۸ھ)
خواجہ احمد دینوری رحمۃ اللہ علیہ (۳۶۷ھ)
شیخ معمر نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ (۵۲۳ھ)
شیخ ابو حفص قاضی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۳ھ)

Marfat.com

حضرت بہاؤ الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ ملتان آمد

نیشاپور میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بازیابی اور حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہونے کے بعد حضرت بہاؤ الدین کا ملتان ورود ہوا۔ یہ دور خاندان غلاماں کے بانی قطب الدین ایبک کے پروردہ اور داماد ناصر الدین قباچہ کا دور تھا۔ قباچہ کا دور حکومت بائیس طویل سالوں ۶۰۳ تا ۶۲۵ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ قباچہ صاحب علم و فن اور مشائخ کا قدر دان تھا۔ قباچہ خود بھی علم و فن کا سرپرست تھا اور اس کا وزیر بھی۔

ملتان آمد پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مرتبے اور مقام کا شہرہ عام ہوا۔ آپ کی آمد کو علماء فضلاء نے خوش آمدید کہا۔ علمی مجالس اور مباحثوں کا رواج عام ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا ایک زمانہ متعرف اور قدر دان ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی اشاعت کے لئے تبلیغی اور دعوتی سلسلہ شروع کیا۔ یہ ایک ایسا کام تھا۔ جسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے صبر و حوصلہ استقامت اور پامردی سے کام لے کر حضرت نے ملتان کو مرکز اسلامیہ بنا دیا۔ دور دور سے آپ کے علم و فضل کا شہرہ سن کر طالبان حق نے ملتان کا رخت سفر باندھا۔ آپ نے علوم دینیہ کی اشاعت کے لئے یہاں پر ایک اقامتی جامعہ "مدرسہ البہائیہ" کی بنا رکھی۔ علم القرآن، علم الحدیث، فقہ، فتاویٰ، فلسفہ، علم الکلام غرض تمام مروجہ علوم کے استاد اور شاگرد اس جامعہ میں اقامت پزیر ہوئے۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا صدر جامعہ تھے۔ ان کے علمی مرتبے کے سامنے سارے چراغ ماند پڑ گئے تھے۔ اس درس گاہ سے فارغ السند علماء نے اپنے اپنے علاقوں میں دین شریعہ کی تعلیم شروع کی تو اعلیٰ تعلیم کے لئے آنے والوں کا دباؤ ملتان پر اور بڑھ گیا۔ نتیجہ یہ نکلا دور دور سے آنے والے طلباء کے لئے ان کے ہم وطن اور ہم زبان استادوں کا بندوبست کرنا پڑا۔ یہ ایک بڑے حوصلے کا کام تھا۔ اس کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی جانفشانی اور محنت سے ایسے استادوں کو یہاں اکٹھا کر لیا۔ دعوت دین کا کام وسیع ہو گیا۔ جاوا، سماٹرا، فلپائن، چین، بنگال، سراندیپ، مالدیپ کے طالبان حق نے ملتان قیام کیا اور روحانی فیوض و برکات حاصل کیں۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

ان علاقوں کا رجحان دیکھ کر یہاں سے دعوت حق و دین کے لئے مبلغین اور داعی تیار کیئے۔

پرجوش نوجوان' جہاں دیدہ بزرگ' علاقوں کے رسم و رواج' زبان و ثقافت سے کماحقہ واقف' ان داعیان حق کو سوداگری کے لئے ان علاقوں میں روانہ کیا جاتا۔ اخلاق و عادات میں پاکیزہ' یہ داعی سراپا قول و فعل سے اسلامی عبادات و ریاضت سے عبارت اور مسجع' داعی جہاں بھی جاتے غیر مسلموں کو اپنا گرویدہ بنا ڈالتے۔ انہیں حضرت بہاؤ الدین کی ہدایت تھی کہ ۱) سامان جائز اور کم نفع پر فروخت کریں۔ ۲) ناقص اشیاء نہ فروخت کریں۔ فروخت کرنے کی ضرورت ہو تو نقص بتا کر فروخت کریں۔ ۳) لین دین میں خالصتاً" اسلامی قدروں کی پابندی کریں۔ ۴) خریداروں سے خوش مزاجی اور خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ ۵) اعتماد میں لئے بغیر دعوت اسلام نہ دیں۔ ۶) احسن طریقے سے دین اسلام کی تبلیغ کریں۔ دعوت دین کا یہ ایک موثر نظام تھا۔ حضرت بہاؤ الدین خود اس کام کی نگرانی فرماتے تھے۔ آپ سے فیض یاب ہونے والے احباب نے جگہ جگہ' بستی بستی' قریہ قریہ ایسے ہی مدارس قائم کئے' حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کو شہہ نشینی حاصل تھی۔ ملتان' سندھ' بنگال' پنجاب' بلوچستان سارے علاقوں میں یہ نظام درس قائم ہو گیا۔ حضرت بہاؤ الدین کے تربیت یافتہ افراد موتی کی لڑی کی طرح اس نظام میں پرو دیئے گئے تھے۔

قطب الدین ایبک (۶۰۷ھ / ۱۲۱۰ء) کی وفات حسرت ناک کے بعد صوبہ داروں نے مرکز سے آزادی کا اعلان کر دیا۔ ان ہی میں قطب الدین ایبک کا داماد ناصر الدین قباچہ والی سندھ و ملتان بھی تھا۔ یہ ۶۰۲ھ میں یہاں کا حاکم بنا تھا۔ اس نے اچ کو اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ ۶۰۷ھ میں اس نے ایبک کی وفات کے ساتھ ہی خود مختاری کا اعلان کر دیا اور بڑھ کر لاہور پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اپنے نام کے ساتھ سلطان کا اضافہ کر لیا۔ دہلی کے حکمرانوں کی اپنی غفلت اور مصلحت سے قباچہ نے اپنا اقتدار اور بھی مضبوط کر لیا۔ ۱۲۱۰ء / ۶۰۷ھ سے ۶۱۵ھ کا دور قباچہ کے لئے سنہری دور تھا۔ قباچہ نے دہلی سے آزاد ملتان اور اوچ پر مشتمل الگ سلطنت قائم کر لی تھی۔ اس دور میں

Marfat.com

سلطان دہلی شمس الدین التمش دکن اور لکھنوتی کی جانب متوجہ تھا۔ ۶۱۳ھ میں قباچہ نے سلطان شمس الدین التمش سے لاہور کے قریب شکست کھائی۔ یہ وہ دور تھا۔ جب سرزمین تاتار میں ایک فتنہ جنم لے چکا تھا۔ اس قہر سامان سیلاب کا بند ۶۱۶ھ میں خوارزم شاہ کے سلطان علاؤ الدین خوارزم شاہ نے توڑ دیا۔ اگلے دو برسوں میں یہ سیلاب پورے ترکستان کو بہا کے لے گیا۔ وحشی تاتاری جہاں بھی فتح پاتے۔ شہروں کو لوٹ مار کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالتے تھے۔ اور فتح کی یاد میں انسانی کھوپڑیوں کے مینار بلند کر دیتے تھے۔ علاؤ الدین خوارزم شاہ کا بیٹا جلال الدین خوارزم شاہ شکست کھا کر ہندوستان کی جانب فرار ہو کے آگیا۔ جلال الدین سندہ اور لاہور کے انواح میں افواج اکٹھی کرتا رہا۔ شمس الدین التمش اور ناصر الدین قباچہ دونوں نے پہلی بار خطرہ کو اپنے سروں پر منڈلاتے دیکھا۔ ۶۱۹ھ میں منگولوں نے جلال الدین خوارزم شاہ کے تعاقب میں ترتی توخوشیں کی زیر قیادت ہندوستان کا رخ کیا۔ منگولوں کا یہ حصہ چغتائی خان کی افواج میں سے تھا۔ یہ دور ایک پر آشوب دور تھا۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ' حضرت بختیار الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے میزبان تھے۔ جو نیشا پور سے ملتان آئے ہوئے تھے۔ حضرت بہاؤ الدین اپنے محترم مہمانوں کی عزت و احترام اور خاطر مدارت میں مصروف تھے کہ منگولوں کا ٹڈی دل قلعہ ملتان کے دروازوں کے سامنے آ براجمان ہوا۔ قباچہ قلعہ بند ہو کر رہ گیا۔ آخر کار حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آ کر روحانی مدد کا طلب گار ہوا۔

مغلوں کا محاصرہ جاری ہوئے کامل چالیس روز ہو گئے تھے۔ جب قباچہ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی۔ حضرت بختیار الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ نے قباچہ کو ایک تیر دیا کہ صبح سویرے مغلوں کی فوج کی جانب تیر کشی کی جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ مغل دوپہر تک افراتفری میں فرار ہو گئے۔ ۶۲۳ھ میں جلال الدین خوارم شاہ نے اچ کو لوٹ لیا۔ اور اسے نذر آتش کر دیا اور خود دریائے سندھ کے ساتھ سندھ کی جانب چلا گیا جہاں سے مکران کے راستے عراق چلا گیا۔

Marfat.com

تاتاری غارت گروں کی یلغار اور جلال الدین خوارزم شاہ کی پسپائی کے بعد ناصر الدین قباچہ اپنے ہم زلف اور قطب الدین ایبک کے جانشین سلطان دہلی شمس الدین التمش جو اپنے زہد و ورع، دین اسلام کی پاس داری اور شریعت مطہرہ کی پابندی کے باعث عام و خاص میں ہر دلعزیز تھا، کے خلاف سازش اور ریشہ دوانیوں کے جال بچھانے لگا۔ قباچہ چونکہ ایبک کا داماد تھا اس لئے وہ تخت دہلی پر اپنے استحقاق کو فائق جانتا تھا۔ اور حکمرانی کا دعوی دار تھا۔

ملتان کے اہل حق کو قباچہ کی ان ریشہ دوانیوں کا بڑا صدمہ پہنچا۔ ان اہل حق کے نمائندگان میں سے قاضی شہر مولانا شرف الدین اور حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے اپنے طور پر یہ بہتر سمجھا کہ دین حق کی بہتری کے لئے سلطان شمس الدین التمش کو ناصر الدین قباچہ کی سازش اور معاندانہ رویہ سے آگاہ کریں۔ الغرض قاضی شہر مولانا شرف الدین اصفہانی اور حضرت والا بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کی خدمت میں خطوط تحریر فرمائے۔ والی ملتان قباچہ نے اپنے جاسوسوں کے ذریعے وہ خطوط پا لئے۔ خطوط پڑھتے ہی وہ آگ بگولا ہو گیا۔ دربار سے ہرکارے دوڑائے۔ قاضی شہر شرف الدین اصفہانی اور حضرت بہاؤ الدین قباچہ کے روبرو پیش کئے گئے۔ قاضی صاحب خط پا کے حیران اور خاموش رہ گئے۔ قباچہ نے قاضی کا سر قلم کرنے کا حکم دیا۔ جلاد نے آگے بڑھ کر فوراً سر کاٹ ڈالا۔ اب قباچہ حضرت بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوا اور ان کا خط انہیں تھما دیا گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اعلانیہ حق سے انکار نہ کیا اور جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے سے ذرا بھی نہ گھبرائے اور فرمایا: "بے شک یہ خط میرا ہی ہے لیکن اسے میں نے حق تعالیٰ کے حکم سے لکھا ہے اور جو کچھ لکھا ہے سچ اور درست لکھا ہے۔" قباچہ اتنا صریح سچ سن کر تاب نہ لا سکا اور معذرت کا طلب گار ہوا۔ دربار سے رخصت کرنے خود ساتھ چل کے آیا اور اعزاز و اکرام سے بھی نوازا۔ یہ واقعہ ۶۲۳ ہجری میں پیش آیا۔ لیکن اس واقعہ نے قباچہ کا دامن اور بھی داغ دار کر دیا۔ قاضی شرف الدین اصفہانی کا ناحق قتل رنگ لایا۔ شمس الدین التمش نے اپنے وزیر نظام الملک جنیدی کو قباچہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اب شکست قباچہ کا مقدر ٹھہری

Marfat.com

پہلے ملتان پھر اچ ہاتھ سے نکلا۔ فرار ہوتے ہوئے بھکر (سندھ) میں دریائے سندھ میں کشتی کی غرقابی سے قباچہ ۶۲۵ھ میں ڈوب کر مر گیا۔

۲۵ شعبان ۶۳۳ھ / ۲۹ اپریل ۱۲۳۶ء میں سلطان دہلی شمس الدین التمش کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد دہلی کے تخت پر برائے نام اور کمزور حکمران بیٹھے۔ جو امراء سلطنت کے ہاتھوں میں کٹ پتلیاں ثابت ہوئے۔ اس دور میں ملتان پر نیم خودمختار حکمران ملک عزالدین کبیر خان ایاز اور اس کے بیٹے تاج الدین ابوبکر ایاز نے حکومت کی۔ ان کے دور میں غزنی اور کرمان کے حاکم ملک سیف الدین قرلاغ نے ملتان پر حملہ کیا۔ لیکن شکست کھا کر پسپا ہوا۔ یہ واقعہ ۶۳۹ھ میں پیش آیا۔

رجب ۶۴۴ھ / ۱۲۴۶ء میں والی ہرات ملک شمس الدین قرات نے ایک منگول سپہ سالار صالح نوئین منگوتہ کے ساتھ سازباز کر کے ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ بلبن عز الدین کاشلو خان اچ تھا۔ جبکہ ملک سیار ملتان کا حاکم تھا۔ صالح نوئین منگوتہ نے شہر پناہ کے گرد محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ اتنا شدید تھا کہ شہر میں قحط پڑ گیا۔ ملک سیار' حضرت بہاؤ الدین سے مدد کا طلب گار ہوا۔ آپ نے حاکم کے کارندوں کو غلہ دیا۔ شہریوں میں خوف و ہراس تھا۔ ہلاکت و افلاس کا خوف سرپر منڈلا رہا تھا۔ حاکم شہر ملک سیار اس سے نبرد آزما نہ ہو سکا۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چل کے آیا۔ محاصرہ کا چودھواں روز تھا۔ جب آپ نے ملک شمس الدین قرات کو بات چیت کے لئے بلوایا۔ صالح نوئین منگوتہ نے دس ہزار دینار سرخ کا مطالبہ کیا۔

حضرت بہاؤ الدین نے وہ تاوان اپنی جیب خاص سے ادا کیا۔ جس کے عوض منگوتہ محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا۔ ابھی اس ہلاکت خیز بلا سے جان چھٹی ہی تھی کہ بلبن عز الدین آ دھمکا۔ جس کی سرکوبی کے لئے ناصر الدین محمود کو الغ خان غیاث الدین بلبن کی معیت میں آنا پڑا۔ ۶۵۷ھ میں ملک سیف الدین قرلاغ دوبارہ حملہ آور ہوا۔ ملتان کے حاکم نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ سیف قرلاغ مارا گیا۔ اس کے بیٹے نے اس کی موت کو خفیہ رکھا اور یوں ملتان نے ناصر الدین قرلاغ کے سامنے سپر ڈال دی۔ لیکن یہ قبضہ زیادہ دیر نہ رہا۔ ملک نصرت الدین شیر خان نے ملتان دوبارہ فتح کر لیا۔

Marfat.com

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے احباب کے لئے کامل نمونہ تھے۔ فرائض اور شریعت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے۔ حق اور سچ پر ہمیشہ زور دیتے۔ تقدیر پر ہمیشہ شاکر رہتے۔ ذکر الٰہی سے زبان مبارک ہمیشہ تر رہتی۔ قلب و زبان حمد باری سے کبھی نہ اکتایا۔ دین اور دنیا دونوں میں ارفع مقام پایا۔ دولت و ثروت کی فراوانی تھی۔ سخاوت و فیاضی بھی عروج پر تھی جب بھی عامیان یا خواص پر کڑی گھڑی آئی۔ خود سپر ہوئے بڑھ کر مدد کی۔ اجتماعی اور ذاتی کاموں میں ہر ایک کی یاوری کی۔ ان کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے "اللہ کا یہ احسان اپنے بندوں پر رہتا ہے کبھی بھی پکارنے والے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹایا"

ملتان میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑ گیا۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاں سے غلے کی بڑی مقدار والئی ملتان کی خدمت میں پیش کر دی۔ والی ملتان کے کارندوں نے غلے میں نقرئی ٹنکے کے سات کوزے بھی پائے۔ والی ملتان نے انہیں آپ کی خدمت میں واپس بھیج دیا۔ آپ نے لوٹا دیا کہ دی ہوئی چیز ہدیہ ہے۔ اسے لوٹانا مسلمان مرد کا شیوہ نہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لنگر میں طرح طرح کے کھانے پکتے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ مہمانوں، مسافروں اور دین کے طلب گاروں کے ساتھ مل کر کھاتے۔ کھانے میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پورا کرنے والے کو دوست رکھتے تھے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے خانوادہ علمی سے متعلق رہے تھے۔ جنہوں نے ہمیشہ حکومتی منصب داری نبھائی مگر دیانت و صداقت ان کا جوہر ہمیشہ رہا۔ اس منصب پر رہ کر حکمرانوں کی دین و دنیا اور عاقبت سنوارنے کا کام کیا۔ انہیں ہمیشہ غلط کاموں پر تنبیہہ اور نیکی کی تلقین کی۔ اسی لئے ان کا خانوادہ ممتاز و سرفراز رہا۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق اپنے رہن سہن، بود و باش، سماجی اور معاشی زندگی کو بسر کیا۔ لباس و خوراک میں حد درجہ قناعت پسند تھے۔ صاف اور اجلے کپڑے پہنتے، کھانا بھی اچھا اور من بھاتا کھاتے۔ خود سے زیادہ اوروں پر خرچ کرتے۔ اسراف سے کام نہ لیتے۔ قناعت اور میانہ روی اختیار رکھی۔

Marfat.com

فیاض بے انتہا تھے۔ دنیا سے رغبت نہ تھی۔

ان کے استغناء کا واقعہ کتب میں مذکور ہے: ایک بار حاضرین مجلس سے علمی بحث ہو رہی تھی۔ کچھ حاجت مند بھی تھے۔ خادم سے توشہ خانے سے سرخ دیناروں کا صندوقچہ منگوایا۔ خادم کافی دیر بعد خالی ہاتھ لوٹ آیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اشرفیوں سے بھرا صندوقچہ کہیں گم ہو گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر تردد کے فرمایا: الحمد اللہ خادم لوٹ گیا۔ آپ حاضرین سے محو گفتگو رہے۔ آپ کے چہرے پر کوئی ملال دیکھنے میں نہ آیا۔ حاجت مند موجود تھے۔ کچھ ہی دیر گذرنے پائی تھی کہ خادم نے صندوقچہ مل جانے کی خوش خبری سنائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الحمد اللہ حاضرین مجلس نے استفسار فرمایا کہ حضرت متاع گم ہونے پر بھی آپ نے الحمد اللہ فرمایا اور مل جانے پر بھی الحمد اللہ فرمایا۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا مالک الملک کی دین ہے۔ اس کے عدم اور وجود دنوں پر رنج یا خوشی کا کیا معنی۔ اصل معاملہ تو نادر مطلق کی رضا پر راضی رہنا ہے۔ ہر کام اللہ کی قدرت سے ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ کی حمد و ثناء لازمی ہے۔ آپ نے وہ تمام سرخ دینار حاجت مندوں میں تقسیم فرما دیئے۔ سچ ہے جو دنیا سے مستغنی ہے۔ دنیا اس کے پاس چلی آتی ہے۔ اور ان کا جود و سخا اور بھی سوا ہو جاتا ہے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ۔ مہمان نوازی

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں حلم و بردباری، تواضع و فروتنی بہت تھی۔ انکساری اور نیاز مندی میں اپنی مثال آپ تھے۔ دوسروں کا اپنے لئے تعظیماً کھڑا ہونا پسند نہ کیا کرتے تھے۔ خود آنے والے مہمان کی تعظیم میں دروازے پر جا کر استقبال فرماتے۔ ساتھ بٹھاتے، تعظیم و توقیر سے پیش آتے، خاطر و مدارت خود کرتے اور پھر رخصت کرنے دور تک ساتھ جایا کرتے تھے۔ ۶۱۶ھ میں علاؤ الدین خوارزم شاہ کے تاتاری فتنہ گروں سے ہارنے کے بعد وسط ایشیائی ریاستوں میں عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ علم و ہنر کے باکمال لوگ وسط ایشیا کی ترک ریاستوں سے ہندوستان کا رخ کر رہے تھے۔ خیبر کا درہ تاتاری حملہ آوروں اور گکھڑوں کی مہم جوئی کی وجہ سے

Marfat.com

محفوظ نہ تھا۔ اس لئے درہ سخی سرور کی طرف سے آنے کا واحد راستہ تھا۔ اسی لئے دہلی جانے والوں کو ملتان سے گذرنا پڑتا تھا۔

اس پر آشوب دور میں خراسان سے خواجہ بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر ہندوستان آئے۔ ان کے ہمراہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ بھی نیشاپور سے ساتھ ہو لئے۔ ملتان تشریف لائے تو حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بصد اصرار انہیں اپنے پاس مہمان ٹھہرایا۔ عزت و توقیر خاطر و مدارت میں کوئی کسر نہ رکھی۔ یہ دور افراتفری کا دور تھا۔ ملتان تاتاری حملہ آوروں کی یلغار میں تھا۔ اس کے باوجود حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مہمانوں کی بہت تعظیم کی۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے جب قباچہ نے ملتان ٹھہرنے کی درخواست کی تو آپ نے حضرت بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کو آگے کر دیا کہ ملتان ان کا مسکن ہے اور ہم ان کے مہمان ہیں یہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت اور عزت تھی۔ اسی طرح سے حضرت فرید الدین گنج شکر ملتان میں حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مہمان ٹھہرتے تھے۔

عہدہ شیخ الاسلام کی تفویض۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی آمد کا واقعہ کتب میں مذکور ہے۔ آپ نے حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف لگائے گئے بہتان کا فیصلہ کیا تھا۔ جلال الدین تبریزی، خواجہ بختیار کاکی کے ساتھ دہلی وارد ہوئے۔ سلطان شمس الدین کی ان کے ساتھ عقیدت شیخ الاسلام مولانا جمال الدین بسطامی (بعض کتب میں نجم الدین صغریٰ) کو نہ بھائی۔ اس نے ایک طوائف گوہر سے الزام لگوایا۔ تحقیق پر یہ غلط ثابت ہوا۔ سلطان نے شیخ الاسلام کا عہدہ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو سونپ دیا۔ آپ کے انکار پر یہ عہدہ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ آیا۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ۔ ازدواجی زندگی

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو عقد مسنونہ فرمائے۔ ایک اہلیہ محترمہ کا نام شہر بانو اور دوسری کا نام رشیدہ بانو تھا۔ رشید بانو۔ مخدوم رشید کی ہمشیرہ تھیں۔ ان دونوں حرموں سے حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سات صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں متولد

Marfat.com

ہوئیں۔ صاحب زادگان ۱) شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ یہ آپ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند پر بیٹھے اور شیخ الاسلام کا منصب بھی انہیں نے پایا ۲) شیخ قطب الدین ۳) شمس الدین ۴) شہاب الدین ۵) شیخ علاء الدین یحییٰ ۶) شیخ برہان الدین قمر ۷) شیخ ضیاء الدین حامد آپ کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی حضرت شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کے عقد میں تھیں۔ دوسری صاحب زادی سلطان حمید الدین حاکم کے عقد میں تھیں۔ سلطان حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ علیہ مکران کے سابق حکمران تھے۔ اور ایک علم کا بحر بے کنار تھے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور ان کے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے بیعت یافتہ حضرات میں درج ذیل نام شامل ہیں ۱) شیخ سعدی خلجی (ملتان) ۲) سید نور الدین مبارک شاہ (دہلی) ۳) قاضی حمید الدین ناگوری (ناگور) ۶۴۱ھ میں انتقال ہوا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۴ھ) کے جوار میں مدفن ہیں۔ ۴) شیخ ضیاء الدین رومی ۵) شیخ جلال الدین تبریزی ۶۴۲ھ بنگالہ میں انتقال ہوا۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ۔ کرامات

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ شریعت مطہرہ کے پابند تھے۔ ان سے کرامات کا اظہار ثابت ہے۔ لیکن وہ خود کرامات کو اخفا رکھتے تھے۔ اس لئے ان کرامات کا ذکر نہیں کیا گیا۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ۔ مریدین

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار مریدین تھے۔ ان میں سے قابل ذکر درج ذیل ہیں۔ ۱) شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے بڑے صاحب زادے اور جانشین مسند ارادت و خلافت ۲) سید جلال الدین بخاری بزرگ رحمۃ اللہ علیہ ۳) حضرت حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت کے محبوب مرید تھے۔ ۴) سید عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ۔ معروف بہ شہباز لال قلندر ۵) شیخ

Marfat.com

امیر حسینی رحمۃ اللہ علیہ ۶) شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ ۷) خواجہ کمال الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ ۸) سید عبدالقدوس قلندر موصلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی' غوث العالمین

۷ صفر المظفر ۶۶۱ھ یوم وصال ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون وصل الحبیب الی الحبیب غسل شیخ عمر حموی رحمۃ اللہ علیہ نے دینے کی سعادت حاصل کی۔ جناب حضرت صدر الدین محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ پڑھایا۔

سن وفات پر چند اختلافات درج ذیل ہیں یوم وفات پر سب کی رائے ایک ہی ہے یعنی ۷ صفر المظفر یوم پنج شنبہ ۱) تذکرائے اولیائے ہند کے مصنف نے ۶۶۱ھ تحریر کیا ہے ۲) راحت القلوب میں سن وفات ۶۵۶ ھ ہے۔ ۳) تاریخ فرشتہ میں سن وفات ۶۶۶ھ ہے۔ مراۃ الاسرار میں سن وفات ۶۶۵ھ ہے۔ جبکہ قطب الاقطاب رکن الدین عالم' ابوالفتح کی سن ولادت ۶۴۹ھ' ۹ رمضان المبارک یقینی ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۱ برس بعد انتقال ہوا۔ اسلئے سن ۶۶۱ھ زیادہ قرین قیاس ہے۔ (مولف)

حضرت غوث العالمین بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار چنگیز خان کے حملوں سے بھاگے ہوئے ترکی اور ایرانی معماروں نے استوار و تعمیر کیا۔ یہ عمارت سہ منزلہ ہے۔ پہلی منزل جس میں قبر واقع ہے۔ چوکور ہے۔ اس کی دیواریں ڈھلوان ہیں۔ دوسری منزل ہشت پہلو طبل کی مانند ہے۔ ہر سمت میں ایک کھڑکی لگی ہوئی ہے۔ تیسری منزل گنبد کی نقش و نگار سے بالکل خالی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی۔ تصنیفات

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "اخبار الاخیار" میں حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے وصایا درج کی ہیں :

"بندہ پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صدق و اخلاص کے ساتھ کرے۔ اور یہ اس طرح ہو کہ عبادات و اذکار میں غیر کی نفی کرے۔ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

تصور کو مٹائے۔ اور یہ حالت اس وقت درست ہو گی جب اپنے احوال کو درست کرے اور اقوال و افعال میں نفس کا محاسبہ کرے۔ بلا ضرورت کوئی بات نہ کہے اور نہ کام کرے۔ ہر قول و فعل سے پہلے اللہ کے حضور التجا کرے اور اس سے اعمال خیر کے لئے مدد مانگے۔

تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ ذکر ہی سے طالب محب تک پہنچتا ہے۔ محبت ایسی آگ ہے جو تمام میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: بندہ کو چاہئے کہ "ماسوائے اللہ تعالیٰ کے ہر شے کو دل سے دور کرے اور خدا کے ذکر سے مانوس ہو اور اگر اس کو ذکر حق سے انس نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی بو بھی نہ پا سکے گا۔"

"بدن کی سلامتی کم کھانے' روح کی سلامتی ترک گناہ پر ہے اور دین کی سلامتی حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجنے پر ہے"

پروفیسر محمد شفیع نے ان سے ایک کتاب "الاوراد" فارسی نقل کی ہے۔ یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کی ملکیت ہے۔ ڈاکٹر شمیم محمود زیدی نے ان سے ایک کتاب "خلاصۃ العارفین" منسوب کی ہے۔ یہ فارسی میں ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

حضرت بہاؤ الحق والدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

توقیت

CHRONOLOGY

توقیت

مختلف تذکروں میں تاریخی تضاد گوناگوں ہیں۔

الف۔ ایسی تاریخیں ہیں جو روایتی ایام سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

ب۔ ایسی تاریخی نظیریں ہیں، جن کی تاریخی کتب سے تکذیب ہوتی ہے۔

ج ۔ واقعات کی ترتیب زمانی میں مورخین کے اختلاف موجود ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

۲۷ رمضان

۵۶۶ھ۔ کوٹ کروڑ۔ پیدائش

۵۷۳ھ۔ " مدرسہ میں داخلہ

۵۷۸ھ۔ " والد صاحب کا انتقال

۵۷۸ھ۔ " چچا احمد غوث نے تولیت میں لیا

۵۷۹ھ۔ ملتان ملتان سلسلہ تعلیم کے لئے

۵۸۱ھ۔ خراسان مزید علوم و فنون حاصل کرنے کے لئے

۵۸۳ھ۔ بخارا سات سال قیام رہا۔ بہاء الحق فرشتہ سے شہرت پائی۔

۵۹۰ھ۔ سیاحت تمام معلوم علمی مراکز پر گئے۔

۵۹۲ھ۔ مکہ معظمہ فریضہ حج ادا کیا۔

۵۹۲ھ۔ مدینہ منورہ روضہ رسول کی زیارت کی۔

۵۹۳ھ۔ مدینہ منورہ مولانا شیخ کمال الدین یمنی سے علم حدیث کی سند پائی۔ ۷ سال قیام رہا۔

۶۰۰ھ۔ سیاحت کی غرض سے بیت المقدس، شام، اردن، سرزمین انبیاء علیہ الصلوۃ گئے۔

۶۰۲ھ۔ بغداد مدرسہ نظامیہ حصول علم کے لئے آئے۔

۶۰۳ھ۔ بغداد شیخ ابو عمر شہاب الدین سہروردی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔

۶۰۹ھ۔ بغداد شیخ سے دستار فضیلت پائی اور واپسی کا سفر جلال الدین تبریزی کی معیت میں شروع کیا۔

۶۰۹ھ۔ نیشاپور فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات، شیخ جلال الدین تبریزی نے ساتھ چھوڑ کر، فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔

۶۱۱ھ۔ ملتان مستقل سکونت اختیار کی۔

Marfat.com

۶۱۳ھ۔ لاہور	والی ملتان قباچہ نے سلطان دہلی شمس الدین التمش کی فوجوں سے شکست کھائی۔ اور سامان جنگ میدان میں چھوڑ کر بھاگ آیا۔
۶۱۵ھ۔ ملتان۔	حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان میں ایک اقامتی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ یہ "مدرسہ البہایہ" سے موسوم ہوا۔ یہ قباچہ حاکم وقت کے مدرسہ فیروزیہ کے مقابلہ کا مدرسہ تھا۔ جہاں دور دراز سے تشنگان علم آئے اور علم و عرفان حاصل کیا۔
۶۱۸ھ۔ ملتان۔	خوارزم شاہ' جلال الدین ملتان کے نواح میں افواج اکٹھا کرتا رہا۔ وہ چنگیز خانی تاتاریوں سے شکست کھا کر یہاں مفرور تھا۔
۶۱۹ھ۔ ملتان۔	چغتائی خان کا سپہ سالار ترپی تو خوشین جلال الدین خوارزم شاہ کے تعاقب میں آیا۔ ۴۰ یوم ملتان کا محاصرہ کیے رکھا۔
"	شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان تھے۔
۶۲۱ھ۔ "	بڑے صاحب زادے اور خلیفہ حضرت صدر الدین محمد عارف متولد ہوئے۔
۶۲۳ھ۔ ملتان۔	قباچہ کے دربار میں بہاؤ الدین کی طلبی اور قاضی شرف الدین اصفہانی کا قتل
۶۲۴ھ۔ اچ۔	جلال الدین خوارزم شاہ نے اچ کو لوٹا اور اسے نذر آتش کر دیا۔
۶۲۵ھ	۲۲ جمادی الاول / ۳۰ مئی ۱۲۲۸ء قباچہ دریائے سندھ میں غرقاب ہوا۔
۶۲۵ھ۔ دہلی۔	حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی آمد۔ شیخ الاسلام کا عہدہ تفویض ہوا۔
۶۳۳ھ۔ اجمیر۔	۴ رجب ۶۳۳ھ معین الدین چشتی کا انتقال ہوا۔
۶۳۳ھ۔ دہلی۔	۲۰ شعبان ۶۳۳ھ سلطان دلی شمس الدین التمش کا انتقال ہوا۔

Marfat.com

۶۳۴ھ۔ دہلی۔	خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔
۶۳۹ھ۔ ملتان۔	ملک سیف الدین حسن قرلاغ کا حملہ اور پسپائی۔
۶۴۱ھ۔ ناگور۔	قاضی حمید الدین کا انتقال
۶۴۲ھ۔ بنگالہ۔	شیخ جلال الدین تبریزی کا انتقال
۶۴۴ھ۔ ملتان۔	صالح نوئین منگوتہ کی زیر قیادت منگولوں کا ملتان کا محاصرہ۔ قحط پڑا۔ حضرت نے ۱۰ ہزار دینار تاوان دیا۔ ملک سیار حاکم وقت تھا۔
۶۴۷ھ۔ ملتان۔	ملک ناصر الدین قرلاغ نے ملتان کشلو عز الدین بلبن بزرگ سے چھین لیا۔
۶۴۸ھ۔ ملتان۔	ملک نصرت شیر خان نے ملتان واپس لے لیا۔
۶۴۹ھ۔ ملتان۔	۹ رمضان المبارک، قطب الاقطاب رکن الدین عالم ابوالفتح، حضرت بہاؤ الدین کے پوتے متولد ہوئے۔
۶۵۵ھ۔ ملتان۔	منگولوں نے ملتان پر حملہ کیا۔ گرمی سے گھبرا کر جنگ کئے بغیر لوٹ گئے۔
۶۵۶ھ۔ بغداد۔	سقوط بغداد۔
	مستعصم باللہ خلیفہ وقت کا قتل
۶۶۱ھ۔ ملتان۔	۷ صفر المظفر
	حضرت بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کا یوم وصال ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم:

حضرت صدر الدین محمد عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صدر الدین محمد عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاجزادے اور مسند ارشاد کے وارث اور جانشین، حضرت صدر الدین محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ ۶۲۱ھ میں ولادت ہوئی۔ والدہ گرامی کا نام نامی رشیدہ بانو تھا۔ یہ حضرت شیخ احمد غوث کی صاجزادی تھیں۔ جو حضرت بہاؤ الدین زکریا کے چچا تھے۔ حضرت صدر الدین عارف کا ۲۵ سال کی عمر میں سلطان فرغانہ کی شہزادی "بی بی راستی" سے نکاح ہوا۔ بی بی راستی بھی ایک دین دار اور صاحب عمل و کردار خاتون تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے نکاح کے بعد ان کا نصیبہ جاگ اٹھا اور یہ بی بی قطب الاقطاب حضرت رکن الدین عالم، ابوالفتح کی والدہ بنیں۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام صاحب زادوں کی تعلیم و تربیت پر بڑے نامور اساتذہ مقرر کر رکھے تھے۔ خود بھی توجہ دی اس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کے تمام صاحب زادے صاحب علم و فن تھے لیکن صدر الدین محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ ان تمام میں یکتائے روزگار صاحب نصیب و ادب تھے۔ اس لئے بڑے ہونے پر حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے "مدرسہ البہائیہ" کا انتظام ان کے سپرد کر دیا تھا۔ حضرت عارف رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل تھے۔ مروجہ علوم میں یکتا تھے۔ قرآن پاک کے عالم اور قرآن کے زندہ معجزہ کے مفسر تھے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا ۷ صفر ۶۶۱ھ میں دار فانی سے دار باقی انتقال

Marfat.com

ہوا۔ حضرت صدر الدین محمد عارف اس مسند ارشاد پر براجمان ہوئے۔ جن پر حضرت بہاؤ الدین زکریا کم و بیش نصب صدی برابر فائز رہے۔ دربار دہلی سے شیخ الاسلام کا عہدہ بھی آپ کو تفویض ہوا۔ یوں یہ منصب بھی خاندانی ٹھہرا۔ حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً" اسی معمول پر زندگی بسر کی۔ جن پر حضرت بہاؤ الدین زکریا عمل پیرا رہے۔ فرائض' نماز' درس و تدریس' ذکرو اذکار اور دنیاوی مشاغل کے لئے تمام دن کے اوقات کار تھے۔ صرف و نحو' منطق' فلسفہ' علم الحدیث' علم الفقہ' ادب' تاریخ اور فنون قریباً" تمام علوم پر یکساں دسترس اور مہارت تھی۔ انہیں یہ بھی ملکہ تھا کہ وہ مبتدی اور منتہی کو بلا کسی امتیاز کے تعلیم دے سکتے تھے۔ ان کا کارنامہ ان کی تصنیف "تعریف جدولی" ہے۔

خاندان غلاماں سے زمام کار حکومت چھن چکی تھی اور ان کی جگہ خاندان خلجی نے لے لی تھی۔ ملتان کا صوبے دار' ان کے آستانے پر حاضری دیا کرتا تھا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پند و نصائح سے مستفید ہوتا تھا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ملتان کا دربار ان کو اپنا حریف سمجھنے لگا۔ خصوصاً" سلطان غیاث الدین بلبن کا ولی عہد سلطان محمد' جبکہ اس کے پیشرو شیر خان جو رفاہ عامہ کے کاموں کی وجہ سے ملتان کے خواص و عام میں بہت مقبول تھا۔ شروع میں سلطان محمد کے تعلقات "مدرسہ ابہایہ" سے خوش گوار تھے۔ لیکن بعد کے حالات اتنے خراب ہو گئے کہ ۶۸۳ھ میں یہ شہزادہ محمد د بار پر چڑھ دوڑا۔

ابھی شہزادہ محمد اور حضرت عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان یہ چپقلش چل رہی تھی کہ مغل تیموری لشکر نے ملتان پر دھاوا بول دیا۔ شہزادہ محمد مغل سپاہ سے مقابلے میں شہید ہو گیا۔ یہ یکم ذی الحج ۶۸۳ھ / ۱۲۸۵ء کا واقعہ ہے۔ بادشاہ غیاث الدین بلبن کو محمد شہزادہ سے بہت پیار تھا۔ اس نے اس کا غم بھی بہت کیا۔ آخر یہی صدمہ جان لیوا ثابت ہوا۔ شہزادہ محمد شہید کے بعد اس کا بیٹا کیخسرو ملتان کا والی مقرر ہوا۔

Marfat.com

۲۳ ذی الحج

شیخ صدر الدین محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۲۳ ذی الحج ۷۰۹ کو ہوا۔ یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً اے نفس مطمئنہ، تو لوٹ اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ حضرت صدر الدین محمد عارف کی تاریخ وصال میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ مراۃ الاسرار اور سفینۃ الاولیاء میں ۶۸۴ھ جبکہ فرشتہ نے ۷۷۶ھ (جو کہ قابل قبول ہی نہیں ہے۔) تذکرہ ملتان میں ۷۰۹ھ درج ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ہفتم :

حضرت قطب الاقطاب شاہ رکن عالم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ۔
(عنکبوت ٦٩)

اور جو ہماری راہ میں جدوجہد کریں گے۔ ہم ضرور اس پر اپنی راہیں کھولیں گے اور اللہ تعالیٰ خوبی کے طالبوں کے ساتھ ہے۔

کامیاب اور فلاح پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے بتلائے ہوئے راستے کو اپنایا۔ ارادہ کی آزمائش میں پورا اترے۔ فوز و سعادت کی راہیں کھلنے لگتی ہیں۔ ایک دروازہ بند ہوتا ہے تو دوسرا کھل جاتا ہے۔ ایک زمین پناہ دینے سے انکار کرتی تو دوسری بڑھ کر خیر مقدم کرتی ہے اور آغوش وا کر دیتی ہے۔

حضرت غوث العالمین بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی کے بڑے صاحب زادے اور جانشین حضرت صدر الدین محمد عارف باللہ کو رحیم و کریم خدا نے یہ شرف عطا کیا کہ آپ اس مولود مسعود کے والد گرامی بنے جو اس خطہ میں اسلام کا ایک پرجوش اور مخلص محافظ بن کے تاج ولادیت زیب سر کرنے والا تھا۔ حضرت قطب الاقطاب بروز جمعہ ۹ رمضان المبارک ۶۴۹ھ دنیا میں تشریف لائے۔ محترم دادا غوث العالمین نے رکن الدین نام تجویز کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سلطان جمال الدین شاہ فرغانہ کی صاحب زادی تھیں۔ نام گرامی بی بی راستی ہے۔ نیکی اور تقویٰ کے لحاظ سے یہ بی بی اسم بامسمی تھیں۔ حافظہ قرآن الفرقان تھیں۔ طہارت کا اس قدر خیال رکھتی تھیں کہ وضو کئے بغیر اپنے بچے کو دودھ

Marfat.com

نہ پلاتی تھیں۔ لوری دینے کی ضرورت محسوس ہوتی تو قرآن پاک کی آیات تلاوت فرماتیں۔ اس نیک بی بی کا مزار اب بھی بی بی پاک دامن کہلاتا ہے۔

تعلیم و تربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی گئی۔ حضرت غوث بہاؤ الدین نے خود اپنی نگرانی اور توجہ سے ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا۔ یہ اسی توجہ کا فیض تھا کہ آپ کی ذات سے بالکل نو عمری ہی میں روحانیت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ آپ غیر معمولی ذہین و متین تھے۔ جو بھی آپ کو دیکھتا دل ادب و احترام کے جذبات سے بھر جاتا۔ حسن سیرت کے ساتھ خدا نے حسن صورت بھی بے مثال عطا فرمایا تھا۔ تعلیم کا آغاز اپنے دادا محترم حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ ''البہائیہ'' میں کیا۔ آپ نے پہلے قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر مروجہ دینی و دنیاوی علوم حاصل کئے۔

آپ کے بچپن کا ایک واقعہ آپ کی عظمت کی طرف ایک غیبی اشارہ قرار دیا جاتا ہے۔ آپ کی عمر چار سال تھی کہ ایک دن دادا حضرت بہاؤ الدین زکریا کی دستار اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔ آپ کے والد خواجہ صدر الدین محمد عارف باللہ نے اسے ایک طرح کی گستاخی تصور فرمایا اور آپ کو تنبیہہ کی۔ دادا جان اس بات سے خوش ہوئے اور فرمایا۔ انشاء اللہ یہ ہمارا صحیح جانشین ہو گا۔ اور پھر وہ دستار اس تاکید کے ساتھ صندوق میں محفوظ کروا دی کہ جب یہ سن شعور کو پہنچ جائے تو اسے عطا کی جائے۔

آپ کی عمر ۱۲ برس تھی کہ دادا صاحب کا وصال ہو گیا۔ اور آپ کے والد مسند نشین ہوئے۔ اب آپ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریاں انہوں نے پوری کیں۔ اور آپ کی روحانی شخصیت روز بروز نکھرتی چلی گئی۔ لڑکپن اور جوانی میں ہی لوگ آپ کو صاحب کشف و کرامت ماننے لگے تھے اور یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ خدا آپ کی دعا قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ لوگ کثیر تعداد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور دعا کرواتے تھے

Marfat.com

مسند نشینی ۲۳ ذی الحج ۷۰۹ھ یا ۶۸۴ھ

حضرت صدر الدین محمد عارف باللہ اس عالم فانی سے عازم عالم جاودانی ہوئے اور حضرت رکن الدین اس روحانی گدی کے وارث قرار پائے۔ دستار بندی اور گدی نشینی کے موقع پر بادشاہ دہلی کی طرف سے شیخ الاسلام کا منصب بھی قبول کرنے کی دعوت دی گئی جو آپ نے قبول فرمالی۔

حضرت نے متعدد بار بادشاہ وقت کی دعوت پر دہلی کا سفر اختیار کیا اور ہربار کثیر رقمیں آپ کی خدمت میں پیش کی گئیں لیکن ان میں سے ایک حبہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہ کیا۔ طریقہ یہ رہا کہ ادھر بادشاہ کے کارندوں نے نذر پیش کی اور ادھر آپ نے مستحقین میں تقسیم کروا دی۔ جب بادشاہ دہلی کی طرف سے ملاقات کی دعوت ملتی تو آپ شہر میں منادی کرا دیتے تھے کہ جو شخص کسی مقصد کے لئے درخواست دینے کا ارادہ رکھتا ہو اپنی درخواست ہم تک پہنچا دے۔ ایسی تمام درخواستیں بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی۔ اس اعلان کے بعد ایک بڑا صندوق باہر رکھوا دیا جاتا۔ لوگ جوق در جوق آتے تھے اور اپنی عرضداشتیں اس صندوق میں ڈالتے جاتے تھے۔ یہ سلسلہ سفر کے دوران بھی جاری رہتا تھا۔ دہلی پہنچ کر جب آپ بادشاہ سے ملاقات کرتے تھے تو یہ صندوق بھی ساتھ رکھا جاتا تھا۔ آپ ایک ایک عرض پڑھتے تھے اور بادشاہ ان پر احکامات لکھواتا تھا۔ یوں ہزاروں داد طلب بندگان خدا کی داد رسی ہو جاتی تھی۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا گیا۔ جس سے آپ کی ذات گرامی پر لوگوں کا اعتماد کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک بار قیام دہلی کے دنوں میں آپ پالکی میں سوار ہو کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے تو لوگوں نے خیال کیا کہ بادشاہ سے ملنے جا رہے ہیں اور اپنی درخواستیں پالکی میں ڈالنی شروع کر دیں۔ یہ سلسلہ اس وقت رکا' جب خادموں نے آگاہ کیا کہ آپ بادشاہ سے نہیں حضرت خواجہ صاحب سے ملنے جا رہے ہیں۔

سلطان غیاث الدین تغلق کے مشیروں نے اسے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کا اثر کم کرنے کے لئے حضرت رکن الدین کو استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت رکن الدین جب دہلی تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے ایسے محبت سے ملے جیسے ایک جان دو قالب ہوں۔ بادشاہ اور مشیران کے ارادوں پر اوس پڑ گئی۔

ایسا ہی واقعہ ۷۱۷ھ میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے تخت دہلی پر بیٹھنے پر پیش آیا۔ یہ بادشاہ بھی حضرت نظام الدین کی مقبولیت اور عوام میں اثر رسوخ سے خائف تھا۔ اور عوام کی عقیدتوں کا رخ موڑنے کے لئے حضرت رکن الدین کو دہلی بلوایا۔ حضرت نظام الدین کو آمد کا معلوم ہوا تو آپ دہلی سے ایک منزل دور پیشوائی کے لئے تشریف لے گئے۔ دونوں بزرگوں میں بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ بڑے تپاک سے ملے اور پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی درگاہ لوٹ آئے۔ دوسرے دن بادشاہ نے شہر سے نکل کر حضرت کا استقبال کیا۔ دوران گفتگو یہ بات پوچھی "حضرت! سب سے پہلے آپ کی ملاقات کس سے ہوئی؟ یہ سن کر حضرت نے جواب دیا۔ اس شخص سے جو دہلی میں سب سے بہتر ہے چونکہ بادشاہ سب سے پہلے ملا تھا اس لئے گمان گذرا کہ حضرت مجھے سب سے بہتر کہہ رہے ہیں۔ درخواست کی۔ ذرا بلند آواز میں اس شخص کا نام بتا دیجئے۔ آپ نے بلا تامل فرمایا۔ وہ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں دہلی میں اس وقت ان سے بہتر کوئی آدمی نہیں۔ بادشاہ نے حیران ہو کر کہا "ابھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ سب سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے پہلے ہم سے ملاقاتی ہوا؟ آپ نے فرمایا "سب سے پہلے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملے تھے" میں نے انہیں کے بارے میں کہا تھا "ظاہر ہے کہ آپ کو بادشاہ کی ذہنی کیفیت کا اندازہ تھا لیکن آپ نے اس کی متوقع ناراضگی کی ذرا پرواہ نہیں کی۔

آپ کی بے خوفی اور حق گوئی ایک اور واقعہ سے بھی متشرح ہے۔ ملتان کے حاکم کشلو خان نے سلطان محمد تغلق کے خلاف علم بغاوت بلند کر دی۔ سلطان محمد تغلق نے کشلو خان پر قابو پا لیا۔ اور قتل عام کا حکم دے دیا اور ملتان کے باشندوں پر گویا خدا کا قہر ٹوٹ پڑا۔ ہر طرف خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ لوگوں نے قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہو کر فریاد کی۔ آپ گوشہ نشینی فرما چکے تھے لیکن شہریوں کی مصیبت سے آگاہ ہو کر اسی وقت سلطان کے پاس تشریف لے گئے اور نہایت جرات سے اسے یہ بات سمجھائی کہ اس طرح خلق خدا کا خون بہانا کسی طرح بھی روا نہیں اور اگرچہ وہ بہت زیادہ مشتعل تھا اور اپنے طور پر فیصلہ کئے ہوئے تھا کہ جو شخص اس بارے میں سفارشی بن کر آئے گا اسے زندہ نہ چھوڑے گا۔ لیکن آپ کی بات نہ ٹال سکا۔ تلوار نیام میں ڈال کر قتل عام بند کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور امیر خسرو کا انتقال ۷۲۵ھ میں ہوا۔ دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ حضرت قطب الاقطاب نے پڑھائی۔ اس کے بعد سندھ کا مختصر تبلیغی دورہ کیا اور پھر ملتان تشریف لا کر گوشہ نشین ہو گئے۔ آخری دس برس اسی طرح سے بسر ہوئے کہ خاص مریدوں اور ہم عصر بزرگوں سے ملاقات فرماتے تھے۔ اور تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کے کاموں پر بھی کسی نہ کسی حد تک توجہ صرف فرماتے تھے لیکن زیادہ تر وقت ذکر اذکار اور خدا کی یاد میں بسر ہوتا تھا۔ وفات سے تین ماہ پہلے اس طرح خلوت نشین ہو گئے کہ صرف مولانا ظہیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو حجرے میں داخل ہونے کی اجازت تھی۔

۷ جمادی الاول ۷۳۵ھ کے دن عصر کے وقت مولانا ظہیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تجہیز و تکفین کے اہتمام کا حکم دیا۔ اس وقت صحت معمول کے مطابق نظر آتی تھی۔ مولانا نے بہت ادب سے ایسے اہتمام کو غیر ضروری بتایا لیکن آپ نے مکرر تاکید کی۔ اسی حالت میں مغرب کی نماز ادا کی۔ فرض نماز کے بعد اوابین کی نفلیں ادا کر رہے تھے کہ نماز کی حالت میں ہی خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت پر آپ کا مقبرہ حضرت غوث بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پائینتی بنایا گیا لیکن تدفین کے کچھ عرصے بعد آپ کے صاحبزادے نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ تم لوگوں نے قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کو ہماری پائینتی دفن کر دیا ہے اس سے ہمیں تکلیف پہنچ رہی ہے۔ ان کی میت کا صندوق نکال کر کسی موزوں جگہ دفن کرو! حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ کی اس ہدایت

Marfat.com

پر عمل کرنا ضروری تھا۔ اتفاقاً" انہیں ایام میں سلطان فیروز شاہ تغلق وارد ملتان ہوا۔ اس سے خواب کا ذکر کیا گیا۔ تو اس نے اس عظیم الشان مقبرے میں دفن کرنے کی اجازت دے دی۔ جو سلطان غیاث الدین تغلق نے اپنے لئے نہایت اہتمام سے بنوایا تھا۔ لیکن زمانے کے حالات کے باعث اس کی میت اس مقبرے میں دفن نہ کی جا سکی تھی۔

آپ کی میت کو اس سے پہلے بھی اس مقبرے میں منتقل کرنے کے بارے میں غور کیا گیا تھا۔ لیکن اس خیال سے یہ تجویز رد کر دی گئی تھی کہ شاہی عمارات کی تعمیر میں خرچ ہونے والی رقوم کے بارے میں جائز و ناجائز ہونے کے بارے میں یقین سے فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ فیروز شاہ تغلق نے یقین دلایا کہ خود سلطان غیاث الدین تغلق نے یہ احتیاط ملحوظ رکھی تھی کہ اس کے مقبرے پر صرف اس کی خاص جاگیر کی آمدن خرچ ہو۔ چنانچہ آپ کی تدفین اس مقبرے میں کی گئی۔ شان و شکوہ اور طرز تعمیر کے لحاظ سے یہ مقبرہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس کا شمار برصغیر کی قابل ذکر عمارتوں میں کیا جاتا ہے۔

حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی عظمت اور مقبول بارگاہ ہونے کا ایک ثبوت آپ کا یہ مقبرہ بھی ہے۔ ایک باجبروت بادشاہ نے اس اعتماد کے ساتھ یہ مقبرہ تعمیر کروایا تھا کہ اس کا عظیم گنبد اور دلکش محرابیں لوگوں کے دلوں میں اس کی یاد تازہ کرتی رہیں گی۔ لیکن یہ ایک درویش کے نصیب میں لکھا تھا کہ اس کا مدفن یہ پرشکوہ مقبرہ بنے۔ اب یہ مقبرہ قطب الاقطاب سے منسوب ہے۔ صرف تاریخ کے اوراق کی شہادت سے اس کے بانی سلطان ہند غیاث الدین تغلق کا سراغ ملتا ہے۔ سچ ہے کہ جو لوگ خدا کے لئے خود کو مٹا دیتے ہیں' رب العالمین انہیں زندہ جاوید کر دیتا ہے یوں کہ ان کی قبروں سے بھی نیکیوں کی خوشبو پھوٹتی رہتی ہے۔

حضرت قطب الاقطاب رکن الدین عالم کا مقبرہ غیاث الدین تغلق نے ۱۳۲۰ء - ۱۳۲۴ء میں بنوایا۔ یہ مقبرہ ہشت پہلو ہے۔ اس کی پہلی منزل کی دیواریں ڈھلوان ہیں۔ البتہ دیواروں کے زاویوں پر مخروطی برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان پر کلس لگے ہوئے ہیں منڈیریں مزین ہیں۔ دوسری منزل میں جس پر گنبد قائم ہے۔ چاروں طرف غلام

Marfat.com

گردشیں چھوڑی گئی ہیں۔ اس عمارت کی خصوصیت دیواروں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک لکڑی کے افقی تختے پیوست ہیں۔ اینٹیں منبت ہیں۔ ان پر جا بجا نیلی اور سفید ٹائلیں جڑی گئی ہیں۔ ان ٹائلوں پر اقلیدسی نقش ابھرے ہوئے ہیں نقش و رنگ کی اس زیبائش سے عمارت کی خوش نمائی اور نفاست میں اضافہ ہوا ہے۔ اچ کے مزار بھی اسی نمونہ پر تعمیر ہیں۔ لیکن زمانے کی ناقدری کا شاہکار ہیں۔

امتداد زمانہ اور گردش حالات کے باعث اس مقبرے پر کئی حوادث گذرے لیکن اس کی عظمت اور خوش نمائی میں ذرا فرق نہیں آیا۔ ماسوائے یہ کہ اس کے گنبد کا جھکاؤ کسی قدر ایک طرف کو ہو گیا ہے۔

۹۳۲ھ میں حسن شاہ ارغون نے ملتان فتح کیا تو حکمران لنگاہ خاندان کے بہت سے افراد اور قیمتی سامان لے کر مقبرے میں جا چھپے۔ حملہ آوروں نے ان کو باہر نکالنے کے لئے تیل میں بھیگی بوریا جلا کر اندر پھینکی۔ جس سے لکڑی کی جالیوں وغیرہ کو کسی قدر نقصان پہنچا لیکن مقبرہ محفوظ رہا۔ دوسری بار انگریزوں کی گولہ باری سے مغل شہنشاہ حضرت اورنگ زیب کی تعمیر کردہ مسجد کو نقصان پہنچا۔ مقبرہ محفوظ رہا۔ موجودہ مسجد رئیس بھونگ غازی محمد خان نے تعمیر کروائی تھی۔

Marfat.com

تبصرہ کتب

احوال و آثار شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی

مصنفہ : ڈاکٹر شمیم محمود زیدی

ناشر : مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی

سال اشاعت : ۱۹۷۴ء

غرض : تحقیقی مقالہ برائے ڈاکٹریٹ از تہران یونیورسٹی ایران

اس کتاب میں پانچ ابواب اور ایک مقدمہ ہے۔

مقدمہ میں ملتان کے سیاسی، معاشرتی، علمی، ادبی اور مذہبی حالات کا جائزہ کیا گیا ہے۔ ضمنی طور پر سہروردیہ سلسلہ پر بحث کی گئی ہے۔

باب اول : دو فصلیں ہیں۔ فصل اول میں شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے اور فصل دوئم میں ان کی اولاد کے حالات رقم ہیں۔

باب دوئم : فصل دوئم میں شیخ کے مریدین کا احوال ہے۔

باب سوئم : شیخ کے ہم عصر : ان سے تعلقات اور اثرات کے بارے میں ہے۔

باب چہارم : شیخ کے ادبی اور عرفانی آثار سے متعلق ہے۔ ایک منحصر بفرد فارسی کا رسالہ کا متن دیا گیا ہے۔

باب پنجم : یہ دراصل کتاب کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں شیخ کی فارسی کتاب "خلاصۃ العارفین" کا تصحیح شدہ متن مع حواشی کے دیا گیا ہے۔

اس باب میں کتاب کی ادبی حیثیت، تقابلی متن سات نسخہ اور

Marfat.com

تعلیقات ہیں۔

کتاب کے آخر میں آیات' احادیث' اشخاص اور مقامات کے نادر الفاظ' اقوال مشائخ' امثال و اشعار کی فہرستیں ہیں۔ کتاب کے ماخذ کی فہرست آخر میں دی گئی ہے۔

فارسی جدید میں بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مفید پر از معلومات کتاب ہے۔

تاریخ ملتان۔ دو جلدیں از مولانا نور احمد فریدی

مولانا نور احمد فریدی صاحب نے نواب مخدوم مرید حسین قریشی مرحوم سجادہ نشین کی ایماء پر تاریخ ملتان مدون کی۔ یہ ایک محققانہ کاوش ہے۔ اس سے قبل لالہ حکم چند کی تاریخ ملتان اور سید اولاد علی گیلانی کی "مرقع ملتان" ملتان کے بارے میں اچھی کتب تھیں۔ یہ تاریخ مفصل اور مبسوط تاریخ ہے۔ یہ قدیم اور جدید دونوں عہد کی تاریخ ہے۔ مقامات اور شخصیات کا بھی مفصل حال ہے۔ مولانا کی یہ ایک اچھی علمی کاوش ہے۔ اس کتاب سے کافی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب میں جدید کتب کی طرح سے اشاریہ' کتابیات' شخصیات کا اتنا التزام نہیں ہے۔ پھر بھی ان کی کتاب تاریخ ملتان پر اچھی کتاب ہے۔

"ان کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں موجودہ سجادہ نشین خاندان کو "پروجیکٹ" کیا ہے۔"

تاریخ ملتان از سید عباس حسین گردیزی

سید عباس حسین گردیزی نے تاریخ ملتان میں ملتان کی تاریخ' شہریت اور زمانہ حکومت کے بارے میں لکھا ہے۔ اس میں اولیائے کرام کا تذکرہ بھی شامل ہے۔ یہ کتاب بھی اپنے انداز بیان میں ایک دلچسپ حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں گردیزی خاندان کو مفصل بیان کیا گیا ہے۔

"مشائخ سہرورد" از مولانا نور احمد خان فریدی

مولانا نور احمد خان فریدی نے تاریخ و سیر پر متعدد کتب لکھیں۔

مشائخ سہرورد کا انداز قدیم اور سیرت و سوانح پر اظہار عقیدت کا رنگ غالب

Marfat.com

ہے۔ مختلف کتابوں میں بکھرے ہوئے حالات کو اخذ کیا اور پھر یکجا کر کے پیش کیا ہے۔ ان کی عالمانہ تحقیق، شاعرانہ بصیرت اور متصورانہ تخیل نے اس میں ایک عجیب رنگ پیدا کیا ہے۔ روایت اور درایت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ یہ کتاب درحقیقت تین کتابوں کا مجمع ہے۔

۱) تذکرہ حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ

۲) تذکرہ حضرت صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ دو جلدیں (دوسری جلد میں آل و امجاد کا ذکر ہے)

۳) تذکرہ شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ملتان ذیشان از منشی عبدالرحمان خان

منشی عبدالرحمان خان نے ملتان کے عظیم اور قدیم ماضی کو انسائیکلوپیڈیا نما لکھا ہے۔ اس میں ارباب اقتدار عروج و زوال، اولیاء اللہ، تہذیب و تمدن، علم و فن معاشرت، ثقافت غرض تمام امور پر لکھا ہے۔

یہ ایک جامع اور مربوط تاریخ ہے۔ اس میں تقریباً" تمام نوع پر لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

فصل سوم :

عقائد و نظریات مذہب

Marfat.com

Marfat.com

باب ہشتم :

ایمانیات

اسلام

دین الٰہی کو اسلام کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلام کے معنی اطاعت حق کے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے :

"بلاشبہ اصل دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔" آل عمران ۳ : ۱۹

"جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہش مند ہو گا تو وہ کبھی قبول نہیں کیا جائے گا۔" آل عمران ۳ : ۸۵

"تمہارے لئے پسند کر لیا کہ دین اسلام ہو" المائدہ ۵ : ۳

اسلام۔ عالم گیر دعوت

اسلام کی دعوت کسی خاص قوم اور ملک کے لئے نہیں، تمام نوع انسانی کے لئے پیام زندگی ہے۔

"(اے رسول) کہو! اے افراد نسل انسانی! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ وہ خدا کہ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت اسی کے لئے ہے، کوئی معبود نہیں مگر اس کی ذات، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ۔ اس کے رسول، نبی امی پر کہ اللہ اور اس کے کلمات (یعنی تمام کتب سماوی) پر ایمان رکھتا

Marfat.com

ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ تاکہ کامیابی کی راہ تم پر کھل جائے۔" الاعراف ۷ : ۱۵۷

اس سے اسلام کی دعوت کے نکات سامنے آتے ہیں : ۱) توحید : خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ مالک الملک ہے۔ حی و قیوم اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں ہے۔ ۲) رسالت : پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی بندگی اور رسالت کا اقرار کرنا اور ان کی صداقت کو ماننا ہے۔

۱) اللہ پر

۲) اللہ کے فرشتوں پر

۳) اللہ کی کتابوں پر

۴) اللہ کے تمام رسولوں پر

۵) آخرت کے دن پر

ایمان رکھنا' سچا اور کامل اسلام ہے۔

اسلام۔ بنیادی دستور عمل

۱) شعائر اللہ کی بے حرمتی روا نہ رکھیں۔

۲) نیکی کے کاموں میں مدد کریں اور برائی کے کاموں سے روکیں۔

۳) پسندیدہ چیزوں کا استعمال جائز ہے اور ناپسندیدہ کا استعمال روکتا ہے۔

۴) جو بوجھ اہل کتاب پر پڑ گیا تھا۔ ان سے نجات دلاتا ہے۔

دین اسلام میں جبر نہیں ہے۔

دین کی راہ دل کی راہ سے اعتقاد یقین ہے۔

"لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" کی نص نے حریت فکر کی ضمانت فراہم کر دی ہے اور اسلام نے عمل اور ردعمل کے فطری اصول کو تسلیم کیا ہے۔ اور اپنا ایک منصوص قاعدہ بنایا ہے۔ کہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا تو درکنار' اس امر سے بھی منع کیا ہے کہ توحید و رسالت پر ایمان نہ رکھنے والوں اور اسلام کے منکروں کو برا بھلا کہہ کر ان کے جذبات مجروح کئے جائیں۔ اس علت کو یوں واضح کیا ہے :

"یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں' انہیں گالی نہ دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ

Marfat.com

یہ جہالت کی بناء پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔"

قرآن مجید نے اخلاقی نظام پر گہرے' وسیع اور دیرپا اثرات مرتب کئے ہیں۔ اس کا کارنامہ ہے کہ اس نے اخلاق کو عالمی اور آفاقی بنایا۔ قرآن کے اخلاقی اصولوں کا خاکہ یوں ہے:

والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور اعزہ و اقارب' یتیم و محتاج' پڑوسی' رفیق سفر' مسافر اور غلام کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

اہل ایمان کی صفت ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل' بلکہ درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں۔

اللہ تعالٰی عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ اعزہ اور اقارب پر خرچ کرنے کی تاکید کرتا ہے اور فحش' منکر اور زیادتی سے منع کرتا ہے۔

جو لوگ خوشحالی اور تنگی دونوں میں انفاق کرتے ہیں۔ غصہ کو ضبط کرتے ہیں' عفو اور درگذر سے کام لیتے ہیں' انہیں اللہ تعالٰی محبوب رکھتا ہے۔

ایمان والوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور عفت اختیار کریں۔

کسی قوم سے عناد تمہیں عدل کی راہ سے نہ بھٹکا دے۔

قسط و عدل پر قائم رہو۔

تم میں سے اللہ کی نگاہ میں افضل وہ ہے جو سب سے متقی ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

"میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔"

تائید ربی ہے:

"بے شک تم عظیم اخلاق کے مالک ہو"

قرآن پاک سے پتہ چلتا ہے کہ دین اسلام (یعنی اللہ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دینے کا رویہ) ابتدائے آفرینش سے خاتم الانبیاء ﷺ تک ایک ہی رہا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے اسی ایک دین کی دعوت دی جس کی بنیادیں توحید' رسالت اور آخرت کے اصول سہ گانہ پر ایمان' انبیاء کی لائی ہوئی شریعت پر عمل درآمد اور مکارم اخلاق کا اختیار کرنا تھا۔ مختلف انبیاء نے اپنے اپنے مخاطبین کی ذہنی اور ثقافتی

Marfat.com

سطح کے مطابق ان اصولوں کی تعلیم دی۔ جب انسانیت عہد طفولیت کے مرحلہ سے گزر رہی تھی تو اس وقت کے انبیاء نے سادہ اور ابتدائی اصولوں تک اپنی تعلیم و تبلیغ کو محدود رکھا۔ جوں جوں انسانیت ارتقاء کے مراحل طے کرتی گئی انبیاء کی تعلیم میں بھی وسعت اور گہرائی آتی چلی گئی۔ یہی حال انبیاء کی لائی ہوئی شریعتوں کا بھی رہا۔ جن اقوام میں ڈسپلن اور نظم و ضبط کی کمی تھی۔ ان کو سخت احکام دیئے گئے۔ جن قوموں میں قانون پسندی کا مطلب ظاہر پرستی اور حرفیت پسندی قرار پایا ان کو ایسے احکام دیئے گئے جن کے ذریعے قانون کی اصل روح کو اجاگر کیا جا سکے۔

دین کے اصولوں پر عمل درآمد اور انسانی زندگی میں ان اصولوں کی عملی تشکیل کا واحد راستہ شریعت کہلاتا ہے۔ یہ اصطلاح قرآن پاک میں بھی مختلف صیغوں (شریعت' شرعۃ' شرع) میں استعمال ہوئی ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی بار بار آئی ہے۔ اصطلاحی اعتبار سے اس سے مراد زندگی گزارنے کا وہ راستہ ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ لغوی اعتبار سے شریعت سے مراد وہ کشادہ' سیدھا' واضح اور صاف راستہ ہے جو کسی بستی کے لوگوں کو پانی کے ذخیرہ اور مصدر و ماخذ تک پہنچا دے۔ پرانے زمانہ میں دیہاتوں کے ماحول میں جب گھروں میں پانی کی فراہمی کا انفرادی بندوبست نہیں ہوتا تھا' عموماً" بستی سے باہر کسی کنویں' تالاب' نہر یا چشمہ وغیرہ سے پانی لایا جاتا تھا اور انسانوں اور مویشیوں کے بار بار وہاں آنے جانے سے ایک ایسا راستہ بن جاتا تھا جو سیدھا' مختصر' کشادہ اور واضح اور صاف ہوتا تھا۔ اسی راستہ کو عربی لغت میں شریعت کہا جاتا تھا۔

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں اسلامی نظام زندگی کے لئے شریعت کی اصلاح کا استعمال بڑا اہم اور معنی خیز ہے۔ اس اصطلاح سے اسلامی قانون کے مزاج کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ انسان کی موجودہ زندگی مسلسل حقیقی زندگی کی طرف سفر کر رہی ہے۔ انسان حقیقی زندگی کے سفر پر جس راستہ سے گزر کر کامیاب ہو سکتا ہے وہ رستہ شریعت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں ایک جگہ (انبیاء ۲۱ : ۳۰) یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ یعنی پانی زندگی کا ماخذ و مصدر ہے اور جو راستہ زندگی کے ماخذ و

Marfat.com

مصدر تک لے جائے وہ لغوی اعتبار سے شریعت کہلاتا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں ایک جگہ (عنکبوت ۲۹ : ۶۴) میں بتایا گیا ہے کہ آخرت کی زندگی ہی دراصل حقیقی اور دائمی زندگی ہے۔ لہٰذا جو راستہ حقیقی اور دائمی زندگی کے ماخذ و مصدر یعنی اخروی کامیابی تک لے جائے وہ بھی شریعت ہی کی اصطلاح سے موسوم کیا گیا۔ پھر ایک شریعت ہی کی اصطلاح نہیں، اسلام کی دوسری بہت سی اصطلاحات میں سفر اور راستہ کا مفہوم موجود ہے، جو مسلسل ایک مسلمان کو یاد دہانی کراتا رہتا ہے کہ یہ زندگی ایک چند روزہ سفر سے عبارت ہے جس کی منزل مقصود کہیں اور ہے۔ چنانچہ صراط مستقیم جس کی دعا ہر مسلمان دن رات میں کم از کم سترہ مرتبہ ضرور کرتا ہے، اسی سیدھے راستے کا دوسرا نام ہے، جس کو شریعت کہا گیا ہے۔ پھر سبیل طریقت، سلوک، مقامات، منازل، توبہ، رجوع، انابت وغیرہ بہت سی اصطلاحات میں یہی سفر اور راستے پر چلنے کا مفہوم ملتا ہے۔ علاوہ ازیں زاد راہ، دلیل، امام نور وغیرہ بھی ضروریات سفر ہی میں سے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر اس واضح راستہ یعنی شریعت کی امتیازی خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ ایک مشہور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جو راستہ لے کر آیا ہوں وہ یکسوئی کے ساتھ منزل مقصود تک لے جانے والا (حنفیتہ) نرمی اور آسانی پیدا کرنے والا (سمحتہ)، سہولت بخش (سہلتہ) روشن (بیضا) اور اتنا واضح کہ اس کی رات بھی اس کے دن کی طرح چمکدار ہے (لیلھا کنہارھا) یہ سب وہی خصوصیات ہیں جو شریعہ کے لغوی مفہوم میں بھی پائی جاتی ہیں۔

الف :۔ کامیابی کے اس راستہ پر سفر کی کئی سطحیں ہیں۔ ایک سطح عقائد، ذہنی تصورات اور عقلی نظریات کی سطح ہے۔ یہ شریعت کا وہ حصہ ہے جس سے علم کلام یا علم عقائد میں بحث ہوتی ہے۔ اس شعبہ علم کو آج کل بعض عرب مولفین علم توحید کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ شریعت کا یہ حصہ انسانی زندگی کے ان بنیادی سوالات سے بحث کرتا ہے جن پر انسان کی پوری زندگی کا دارومدار ہے۔ اس دنیا میں انسانی کی حیثیت اور مقام و مرتبہ کیا ہے، وہ کہاں سے آیا ہے، کیوں آیا ہے، کیسے آیا ہے، اس کے آنے کا مقصد کیا ہے، اس کے آنے کے مقصد کا تعین کون اور کیسے کرے گا؟ انسان کی اس زندگی کی حقیقت کیا ہے، اس زندگی کے بعد اسے کہاں جانا ہے اور کس

Marfat.com

طرح جاتا ہے' یہ اور اس طرح کے بہت سے دوسرے سوالات انسان کی کامیاب زندگی کے لئے بڑی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ جب تک ان سوالات کا کوئی نہ کوئی جواب انسان کے پاس موجود نہ ہو' وہ اپنی زندگی کا کوئی نظام مرتب نہیں کر سکتا۔ دنیا کے ہر قانون' فلسفہ' نظریہ اور تہذیب و ثقافت کی پشت پر ان سوالات کا کوئی نہ کوئی جواب ضرور موجود ہوتا ہے جس سے اس کا نظریہ کائنات یعنی (Weltan Schauung) وجود میں آتا ہے۔

ان بنیادی سوالات کا جواب دینے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسلام نے ان معاملات کو انسانی عقل و فکر کے دائرہ سے باہر کر دیا ہے اور ان امور میں عقل کا دائرہ محدود کر دیا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام نے پیچیدہ بنیادی مسائل اور لاینحل عقیدوں کو حل کرنے کے انسانی عقل کی سرگرمیوں کو ایک مثبت اور بامعنی سمت عطا کر دی ہے۔ اب انسانی عقل کے لئے اس بنیادی روشنی سے کام لے کر فلسفہ اور مابعد الطبیعیات کے بنیادی مسائل کا حل کر دینا بہت آسان ہو گیا ہے۔ اب انسانی عقل ان بھول بھلیوں میں بار بار گم نہیں ہو گی جو ان سوالات کا جواب فراہم نہ ہونے کی وجہ سے بارہا راہ سے بھٹکی ہے۔ اب ہر نئے آنے والے فلسفی اور مفکر کو از سر نو ان سوالات پر غور کر کے نت نئے اور مضحکہ خیز جوابات دینے اور پہلے سے موجود فکری الجھنوں کو الجھانے کی ضرورت نہیں۔ اب قرآن پاک نے ان تمام بنیادی گتھیوں کو حل کر دیا ہے جن کے حل نہ ہونے کی وجہ سے ہزارہا سال سے انسانی عقل دربدر کی ٹھوکریں کھاتی رہی ہے۔ یہ بنیادی سوالات جن کے جوابات کو اسلامی فکر میں اصول موضوعہ کی حیثیت ہے' عقائد کے نام سے موسوم ہیں۔ عقیدہ جس کے لفظی معنی گرہ کے ہیں انسانی ذہن و فکر کی وہ لگام ہے جو اس کو راہ راست پر قائم رکھتی ہے۔

عقائد کے بعد دوسری سطح انسان کے قلبی احساسات اور جذبات و عواطف کی سطح ہے۔ شریعت کی تعلیم کا وہ حصہ جو ان امور کو منضبط کرتا ہے تزکیہ یا احسان کہلاتا ہے۔ اسلام نے انسانی زندگی کے اس پہلو کو بڑی اہمیت دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کی رو سے جب تک انسان کے قلبی احساسات درست اور مثبت رہتے ہیں' انسان کی پوری زندگی درست اور مثبت رہتی ہے مگر جوں ہی قلبی احساسات بگڑتے

Marfat.com

اور منفی رخ اختیار کرتے ہیں، انسان کی پوری زندگی بگڑ کر منفی راستہ پر چل پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسان کے جذباتی استحکام اور قلب کی راست روی پر بڑا زور دیا ہے اور اپنی تعلیم کا ایک حصہ اس کے لئے وقف کیا ہے۔ لیکن جذباتی استحکام اور قلبی راست روی آسان کام نہیں ہے۔ زندگی میں ہزاروں منفی قوتیں اور لاکھوں ترغیبات ایسی موجود ہیں جن سے دامن بچا کر کامیابی سے نکل جانا بڑی پختہ تربیت اور مستحکم ایمان کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہ پختہ تربیت اور مستحکم ایمان اللہ کی بارگاہ میں دائمی حضوری کے احساس و ایقان کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ حضوری کا یہی احساس و ایقان ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے احسان سے تعبیر فرمایا ہے۔ حدیث جبریل میں جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ احسان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اس لئے کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس منزل تک پہنچنے کے لئے جس روحانی تربیت اور مکارم اخلاق کی مشق کی ضرورت ہوتی ہے اس کو قرآن مجید میں تزکیہ کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ روحانی پاکیزگی اور مکارم اخلاق کی تربیت جو پیغمبر کی چہارگانہ ذمہ داریوں میں سے ایک ہے، ایک طویل کوشش، مسلسل مشق اور جاں گسل روحانی سفر کی متقاضی ہے۔ اس روحانی سفر کو سلوک اور سیر کی اور اس مشق کو مجاہدہ کی اصطلاحات سے یاد کیا جاتا ہے۔ جن تعلیمات و ہدایات اور تدابیر کی اس سفر میں ضرورت پڑتی ہے ان کو طریقہ یا طریقت کا نام دیا گیا ہے۔ یہی علم طریقت ہے جو بعد میں تصوف کہلایا۔ طریقت یا روحانی سفر کا راستہ چونکہ بڑا دشوار ہوتا چلا گیا اور مادی ترغیبات کے آئے دن نت نئے حملوں نے نئی نئی تدابیر کی ضرورت کا احساس دلایا اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ یہ سفر کسی باکمال راہبر کی نگرانی میں طے کیا جائے جو تقویٰ، اتباع سنت، التزام شریعت اور روحانی پاکیزگی کی صفات سے متصف ہو۔ اس لئے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے باکمال راہبروں کی تلاش خود اپنی جگہ ایک اہم مسئلہ قرار پایا۔ اور ایک بار راہبر مل جائے تو اس کے قافلہ (سلسلہ) سے وابستہ رہنا گویا سفر کی سہولت اور منزل کی ضمانت ٹھہرا، اس طرح سلسلہ ہائے تصوف وجود میں آگئے۔

ج:۔ تزکیہ و احسان کے بعد تیسری سطح انسان کی ظاہری اور عملی زندگی ہے۔

Marfat.com

شریعت کا وہ حصہ جو انسان کے ظاہری اعمال و افعال کو مضبوط کرتا ہے' فقہ کہلاتا ہے۔ انسان کے جسمانی افعال و اعمال اور اعضاء و جوارح کی سرگرمیاں لامتناہی ہیں۔ وہ رات کو بستر پر آرام سے لے کر بین الاقوامی سطح تک کی لاکھوں قسم کی سرگرمیوں میں مصروف رہتا ہے۔ ان سب اعمال کو کسی قاعدہ اور ضابطہ کے تحت منضبط کرنا شریعت کی تعلیم کے مذکورہ بالا دونوں پہلو' ایک اعتبار سے اسی تیسرے پہلو کی تمہید کی حیثیت رکھتے ہیں اور انسان کو اس کے لئے تیار کرتے ہیں۔ چونکہ شریعت کی تعلیم کا یہ حصہ اپنے موضوع کی کثرت اور تنوع کے اعتبار سے سب سے بڑا ہے اس لئے بعض اوقات شریعت کی اصطلاح کا اطلاق اسی پر کر دیا جاتا ہے اور ارباب تسمیہ الجزء باسم الکل شریعت کے اس حصہ کو ہی شریعت کہہ دیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے فقہ اور شریعت کی اصطلاحات کبھی کبھی مترادف کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہیں۔

فقہ کے لفظی معنی کسی چیز کی گہری فہم اور سمجھ بوجھ کے ہیں۔ بظاہر فقہ کے لفظی معنی اور انسان کے ظاہری اعمال کو منضبط کرنے والے مجموعہ ہدایات کے درمیان کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔

انسان اپنی زندگی میں جتنے اعمال بھی کرتا ہے وہ لامتناہی ہیں۔ ان کے مقابلہ میں شریعت کی وہ ہدایات (نصوص) جو ان کھربوں اعمال کو منضبط کرتی ہیں' وہ بہت ہی محدود ہیں۔ قرآن پاک کی چھ ہزار چند سو آیات میں سے بمشکل چند سو وہ ہیں جو براہ راست عملی ہدایات دیتی ہیں اور جن کو آیات احکام کہا جاتا ہے۔ اسی طرح چالیس پچاس ہزار احادیث کے ذخیرہ میں وہ احادیث جو براہ راست عملی ہدایات پر مشتمل ہیں اور جن کو احادیث احکام کہا جاتا ہے' اڑھائی تین ہزار سے متجاوز نہیں ہیں۔ گویا یہ تین ہزار چند نصوص اربوں انسانوں کے کھربوں اعمال کو منظم و منضبط کرتی ہیں۔

ان چند ہزار نصوص کی روشنی میں انسانی اعمال کو منظم و مرتب اور منضبط کرنے کا یہ اہم ترین عمل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ان نصوص پر گہرا غور نہ کیا جائے اور اچھی بصیرت اور عمیق فہم سے کام نہ لیا جائے۔ اس لئے عمیق فہم اور گہری بصیرت اس پورے عمل کا لازمی حصہ ہے جس کے بغیر شریعت کی تعلیم کے اس حصے پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف قرآن پاک میں بلکہ احادیث نبوی

Marfat.com

ﷺ اور پورے اسلامی ادبیات کے ذخیرے میں فقہ کا لفظ اسی بصیرت افروز، بصیرت آمیز اور مبنی بر بصیرت تعلیم کے لئے استعمال ہوا ہے جس کی گہرائی اور گیرائی کی مثال انسانی فکر و عوام کی تاریخ میں ناپید ہے۔ فقہ کے ارتقاء اور تشکیل میں مسلمانوں کے بہترین دماغوں نے حصہ لیا ہے اور اس مجموعہ علوم کو بجا طور پر اسلامی علوم و ثقافت اور تہذیب و افکار کا گل سرسبد قرار دیا جانا چاہئے۔

فقہائے کرام نے فقہ کی بہت سی تعریفیں کی ہیں۔ جن میں جو بات قدر مشترک ہے وہ یہ ہے کہ یہ شریعت کے احکام کا وہ حصہ ہے جو انسان کے اعمال (بمقابلہ افکار و احساسات) سے بحث کرتا ہے۔ عام طور پر فقہائے کرام کے ہاں جو تعریف مقبول و معروف ہے وہ ہے: اَلْعِلْم بِالْاَحْکَامِ الشَّرِیْعَتِہِ الْعَمَلِیَّتہٗ عن ادلھا التفصیلیۃ یعنی فقہ وہ علم ہے جس کے ذریعہ شریعت کے عملی احکام کو ان کے تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جائے۔ معاصر عراقی فقیہہ استاذ الکریم زیدان کی رائے میں فقہ کی یہ تعریف سب سے زیادہ مقبول اور پسندیدہ ہے۔

انسان کی عملی زندگی اور اس کے ظاہری اقوال و افعال کو منظم و منضبط کرنے والے علم کی حیثیت سے فقہ کا دائرہ کار قریب قریب پوری انسانی زندگی کو محیط ہے۔ انسان کی پیدائش سے لے کر مرنے تک اس سے جو بھی اقوال و افعال سرزد ہوتے ہیں، فقہ ان سے بحث کرتی ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ فقہ کے احکام کا اطلاق انسان کی ذات پر اس کی پیدائش سے پہلے سے شروع ہو جاتا ہے اور مرنے کے بعد تک جاری رہتا ہے۔ اس پوری مدت میں انسان کا کوئی قول یا فعل ایسا نہیں جس کے بارے میں فقہ کا کوئی مثبت یا منفی موقف نہ ہو اور جس کے بارے میں فقہ کا کوئی حکم موجود نہ ہو گا

ایمان و عقائد

انسان کے تمام افعال، اعمال اور حرکات کا محور "عقائد" ہیں۔ عقائد۔ چند اصولی خیالات ہیں جو پختہ، غیر متزلزل اور غیر مشکوک ہوتے ہیں۔ یہی انسان کو بناتے اور

Marfat.com

بگاڑتے ہیں۔ عقائد۔ وہ نقطہ ہیں جس سے ہر انسانی عمل کا آغاز ہوتا ہے اور اس کے دائرہ حیات کا ہر خط اسی پر ختم ہوتا ہے۔ حرکات و افعال ارادہ کے تابع ہیں اور ارادہ خیالات و احساسات سے تحریک پاتا ہے اور خیالات پر اندرونی عقائد قابض ہیں۔ معلم انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: "انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو اگر درست ہے تو تمام بدن درست ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو تمام بدن بگڑ گیا۔ ہاں وہ ٹکڑا دل ہے۔" (صحیح بخاری کتاب الایمان)

قرآن پاک نے دل (قلب) کی تین کیفیتیں بیان کی ہیں۔

قلب سلیم جو ہر گناہ سے پاک رہ کر بالطبع اور سلامت روی کے راستے پر چلتا ہے۔ قطب اثیم جو گناہوں کی راہ اختیار کرتا ہے۔ قلب منیب جو کبھی بھٹکتا ہے اور بے راہ رو ہوتا ہے تو فوراً نیکی اور حق کی طرف رجوع کرتا ہے۔

دل دراصل ہمارا ارادہ اور نیت ہے۔ عقل بظاہر ہمارے ہر کام میں راہنما نظر آتی ہے لیکن عقل ہمارے دلی یقین' ذہنی رجحان اور اندرونی جذبات کی تابع ہے۔ اور ان پر قابو پانے کے لئے درست دلی یقین یا ایمان ضروری ہے۔ ایمان کے بغیر دل کا ارادہ اور مخلصانہ ارادہ بھی عدم ہو جاتا ہے۔ جس پر حسن عمل کا دارومدار ہے۔ حضور پرنور ﷺ کا فرمان ہے: "تمام کاموں کا مدار نیت ہے" (صحیح بخاری آغاز کتاب)

"ایمان سے محروم لوگوں کے کام بے بنیاد اور بے اصل ہیں"

ابراہیم ۱۴ : ۱۸' النور ۲۴ : ۳۹ : ۴۰) میں ایسے لوگوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور انہیں راکھ' سیراب' تاریکی سے تمثیل دیا ہے۔ ایمان کے بغیر عمل کی بنیاد کسی بلند اور صحیح تخیل پر قائم نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے ریا' نمائش اور خود غرضی کے کاموں کو اخلاقی نقطہ نظر سے تمام دنیا میں ہیچ اور بے وقعت جانا جاتا ہے۔ اسی لئے نیکی کے کام نام و نمود کی خاطر کرنے والوں کو متنبہ کیا گیا ہے۔ (البقرہ ۲ : ۲۶۴) غرض ایمان ہمارے تمام اعمال کی اساس ہے۔ جس کے بغیر ہر عمل بے بنیاد ہے۔

معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ نے علم و عمل' تصور و فعل' عقلیت و عملیت میں لزوم ثابت کیا ہے مگر اصل زور عملیت پر ہے۔ عقائد کے اتنے ہی حصہ کا یقین و اقرار ضروری قرار دیا ہے۔ جو دل کی اصلاح کرے اور عمل کی بنیاد' اخلاق و عبادات کی

Marfat.com

اساس قرار پاسکے۔ عقائد۔ چند سیدھے سادے اصول جو تمام ذہنی سچائیوں اور واقعی حقیقتوں کا جوہر و خلاصہ ہیں۔ ان پر یقین کا نام "ایمان" ہے۔ آپ ﷺ نے صریح الفاظ میں عقائد کے صرف پانچ اصول تلقین فرمائے : ۱) اللہ پر ایمان ۲) فرشتوں پر ایمان ۳) اللہ کے رسولوں پر ایمان ۴) اللہ کی کتابوں پر ایمان ۵) اعمال کی جزا و سزا کے دن پر ایمان

یہی اسلام کی ایمانیات کے اصلی عنصر ہیں۔ عقائد خمسہ سورہ بقرہ میں متعدد بار مجمل اور مفصل بیان ہوئے ہیں "وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں جو یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ دیا ہے ہم نے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں۔ اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔" (البقرہ ۲ : ۳۔۴)

"(کچھ سارا) کمال اس میں نہیں (آگیا) کہ تم اپنا منہ مشرق میں کر لو یا مغرب کو لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور (بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں اور (وہ لوگ) مستقل رہنے والے ہوں تنگ دستی میں اور بیماری میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ جو (سچے) متقی (کہے جا سکتے) ہیں۔" (البقرہ ۲ : ۱۷۷)

"اعتقاد رکھتے ہیں رسول (ﷺ) اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور خوشی سے مانا۔ ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اور آپ ہی کی طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے۔" (البقرہ ۲ : ۲۸۵)

Marfat.com

سورہ نساء میں ان ہی عقائد کی تعلیم ہے۔

"اے ایمان والو! تم اعتقاد رکھو اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو کہ پہلے نازل ہو چکی ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا تو وہ شخص گمراہی میں بڑا دور جا پڑا۔" (النساء ۴ : ۱۳۶)

ایمان

۱) ایمان باللہ۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان

اسلام کے نصاب درس کا پہلا سبق' پہلی ابجد اور روحانی معارف و حقائق جسمانی اور اعمال و اخلاق کا سر بنیاد ایک قادر مطلق' واحدہ لاشریک اور ہمہ صفت موصوف ہستی پر یقین ہے۔ "یقیناً اللہ شرک کو معاف نہ کرے گا اور اس کے سوا جس کے جو گناہ چاہے معاف کر دے۔" (النساء ۴ : ۱۱۶) خالص توحید کا بیان' اسماء و صفات کی تشریح' شرک کے ہر پہلو کی نفی اور توحید کے ہر پہلو کی تکمیل تعلیم محمد ﷺ کی امتیازی شان ہے۔ نبوت محمد ﷺ کی غرض و غایت صرف تخیل' نظریہ آرائی اور الہیاتی فلسفہ نہ تھا بلکہ ایسی زندہ ملت بنانا تھا جو رموز توحید سے آشنا ہو اور شرک کی بیخ کنی کرے۔

شرک

عرب اور دنیا کے دوسرے مذاہب میں جہالت و وحشت کے سبب غلط عقائد و توہمات داخل ہو گئے تھے۔ ان تمام برائیوں کا اصل محور شرک تھا۔ شرک اور بت پرستی کا اصل زینہ اسباب اور موثرات کا وجود ہے۔ اللہ نے عالم میں ایک سلسلہ اسباب قائم کر دیا ہے اور عالم کے تمام واقعات اس سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ لیکن یہ تمام سلسلہ ایک قادر مطلق کے دست قدرت میں ہے۔ شرک اس طرح سے شروع ہوتا ہے کہ پہلے انسان ان اسباب و علل میں سے بعض قوی الاثر اور نمایاں اسباب سے متاثر ہوتا ہے۔ وہ ان کی عظمت و تاثیر سے متاثر پھر منفعل اور بالاخر ان کا غلام بن

Marfat.com

جاتا ہے۔

اعتقاد کے پہلے مرحلہ میں انسان غور رسی کے دعوی سے اس قدر امتیاز و تفریق کرتا ہے۔ کہ یہ چیزیں خود معبود نہیں ہیں لیکن یہ تمیز آخر تک قائم نہیں رہتی خوش اعتقادی سے یہ خدا کا شریک بنتی جاتی ہیں اور یہاں تک کہ اصل مسب الاسباب نگاہوں سے بالکل اوجھل ہو جاتا ہے۔

شرک: صورتیں

الف۔ تعداد خدا (دو' تین یا زائد خدا)

مجوسی اور نصرانی اعلانیہ مشرک تھے۔ ہندو بھی ان سے قریب تھے۔ انہوں نے خدا کے جو مختلف اور اہم اوصاف ہیں ان کا مستقل اور مجسم وجود قائم کر لیا۔ یہی حال یونانیوں' کلدانیوں' بابلیوں' مصری' اشوری تہذیبوں کا تھا۔ جنہوں نے کثرت سے خدا بنا لئے تھے۔

ب۔ بزرگوں کی مشرکانہ تعظیم

شرک کا بہت بڑا ذریعہ کسی خاص شخص' کسی خاص شے کی تعظیم مفرط ہے۔ اسے شخص پرستی یا یادگار پرستی سے تعبیر کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں نہایت پرزور اور پر رعب الفاظ میں شخص پرستی کی تحقیر کی گئی ہے۔ النساء ۴: ۱۷۱' ۱۷۲ میں ہے کہ:

"اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا ایک کلمہ ہیں۔ جس کو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک جان ہیں۔ سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور (یوں) مت کہو کہ تین ہیں۔ باز آ جاؤ۔ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے۔ وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اس کی ملک ہیں اور اللہ تعالیٰ کارساز ہونے میں کافی ہیں۔ مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار نہیں کریں گے اور نہ مقرب فرشتے اور جو شخص خدا کی بندگی سے عار کرے گا اور تکبر

Marfat.com

کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کریں گے۔"

المائدہ ۵ : ۱۷ : "بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو (یوں) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے آپ (یوں) پوچھئے (کہ اگر ایسا ہے تو بتلاؤ) کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے زمین میں ہیں ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں تو کون شخص ایسا جو اللہ تعالیٰ سے ان کو ذرہ بھی بچا سکے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہے حکومت آسمان پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں ان پر اور وہ جس چیز کو چاہیں پیدا کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

المائدہ ۵ : ۱۱۶ - ۱۱۷ : "اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو علاوہ خدا کے دو معبود قرار دے لو (عیسیٰ علیہ السلام) عرض کریں گے کہ آپ منزہ ہیں۔ مجھ کو کس طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو آپ کو اس کا علم ہو گا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہی ہیں ○ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا۔ کہ تم اللہ کی بندگی (اختیار) کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں اس پر مطلع رہا۔ جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے۔ اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔"

الکھف ۱۸ : ۱۱۰ میں یوں ہے : "(اور) آپ (یوں بھی) کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہی معبود ہے سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

ج۔ درمیانی واسطوں کا اعتقاد

شرک کا اصل ضرر یہ ہے کہ اللہ اور بندہ کا جس درجہ کا تعلق، جس قسم کا عجز و

Marfat.com

نیاز' جس مرتبہ کی محبت درکار ہے اس کا رخ دوسری جانب بدل جاتا ہے۔ جاننے' بوجھنے کے باوجود لاکھوں آدمی دیوتاؤں سے حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔ انہیں کو حاجت روا جانتے ہیں۔ ان ہی پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں۔ ان کا تعلق ان معبودوں سے ہوتا ہے۔ خود مسلمانوں میں ہزاروں لاکھوں آدمیوں کا طرز عمل انبیاء علیہ السلام' صلحاء بلکہ مزارات کی نسبت قریب قریب یہی ہے۔

قرآن مجید میں نہایت کثرت اور شدت سے اس مضمون کو ادا کیا گیا ہے کہ تم جن لوگوں کو حاجت روا سمجھتے ہو اور جن سے حاجتیں مانگتے ہو ان کو کارخانہ ہستی میں کسی قسم کا اختیار نہیں : بنی اسرائیل ۱۷ : ۵۶ ۔ ۵۷ "آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو صحیح سو (یقیناً) وہ نہ تم سے تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ (اس کے) بدل ڈالنے کا۔ یہ لوگ کہ جن کو یہ (مشرکین) پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں (اور) واقعی آپ کے رب کا عذاب ہے بھی ڈرنے کے قابل۔"

درمیانی واسطہ کا تصور دراصل بندہ اور اللہ کے درمیان وہ وہی نسبت جانتے تھے۔ جیسے ایک قاہر و جابر بادشاہ اور رعایا کے درمیان ہے اور جس طرح بادشاہ کے دربار تک تقرب و رسائی سفارش اور مقربوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس لئے درمیانی واسطہ اللہ اور بندہ کے درمیان بھی ضروری اور لازم ہے۔ چنانچہ وہ اپنے بتوں' دیوتاؤں اور فرشتوں کو اسی نیت سے پوجتے تھے اور کہتے تھے۔ "یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں" یونس ۱۰ : ۱۸

آنحضرت ﷺ نے جب بت پرستی پر ملامت کی تو انہوں نے صاف کہا "ہم ان کو اسی لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے تقرب میں نزدیک کر دیں" الزمر : ۳

یہودی بھی ایسی ہی گمراہی میں مبتلا تھے۔ ان کا دعوی تھا کہ "ہم خدا کی اولاد اور اس کے پیارے ہیں" (المائدہ ۵ : ۱۸) اور اسی بناء پر ان کا دعویٰ تھا "ہم کو دوزخ صرف چند گنتی کے دن چھو کر چھوڑ دے گی" (آل عمران ۳ : ۲۴) عیسائی بھی عقیدہ

Marfat.com

خود اپنی نفسانی خواہش کو بنا لیا ہے۔" (الفرقان : ۴۳) حضرت محمد ﷺ کا ارشاد مبارک ہے : "ریا چھپا ہوا شرک ہے۔" (ابن ماجہ' ابن حنبل)

انسان کی فطرت میں ایک قادر مطلق' خالق عالم کا تصور ہمیشہ سے موجود ہے۔ روز اول اللہ سے کیا ہوا عہد اس کی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ معبود سے عبدیت کا یہ اعتراف قرآن میں یوں بیان ہوا ہے۔ "اور جب تیرے خدا نے نبی آدم کی پیٹھ سے اس نسل کو لیا اور خود ان کو ان پر گواہ کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں' انہوں نے کہا۔ ہاں' ہم گواہ ہیں" (الاعراف ۱۷۲)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا : "ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔" (کتاب الایمان صحیح بخاری) قرآن پاک میں ہے : "اپنا منہ سب طرف سے پھیر کر دین کی طرف کر' یہ خدا کی وہ فطرت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا۔ خدا کی خلقت میں تبدیلی نہیں' یہی سیدھا اور ٹھیک دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔" الروم ۳۰ : ۳۰

انسان کا یہ فطری جذبہ خارجی اثرات سے دب جاتا ہے انسان کی عقل اس سے سوال کرتی ہے کہ دنیا اور کائنات جس میں انسان بھی شامل ہے۔ بہرحال موجود ہے یہ بن بنائے' آپ سے آپ بن گئی ہے یا خود اس نے اپنے آپ کو بنا لیا ہے۔ یا ان کا کوئی خالق ہے۔ قرآن مجید نے دلائل دیئے ہیں۔ تاکہ عقل مند ان نشانیوں سے راہ پا سکیں۔ دلائل یوں ہیں : ۱) قدرت کے عجائبات اور نیرنگیاں اور پھر ان کا ایک قانون کے ماتحت ہونا۔ ۲) عالم کے نظم و نسق اور اس کا مرتب سلسلہ ۳) کائنات اور سلسلہ عالم کی ہر کڑی میں بے انتہا مصلحتوں' حکمتوں اور فائدوں کا ہونا

ان مقدمات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کائنات اور اس کے عجائبات اور اس کے یہ منظم علل و اسباب خود بخود بخت و اتفاق سے نہیں بن گئے تھے بلکہ کسی حکیم و دانا اور قادر مطلق صانع نے اپنی قدرت اور ارادہ سے ان کو بنایا ہے۔

توحید خواہ کسی قدر محرف' شرک آمیز اور ناقص شکل میں ہو' دنیا کے تمام مذاہب و ادیان کی مشترک اور اولین تعلیم ہے۔ اسلام نے توحید کی تکمیل کی' اللہ کی حقیقی عظمت کی شناخت پیش کی۔

Marfat.com

توحید کے دلائل

قرآن شریف میں ہے:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ (الزمر: ٦)

وہ ہے اللہ تمہارا رب اس کی بادشاہی ہے اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (الزمر: ۴۴)

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الانعام: ۱۴)

آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنے والا۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ط (الانعام: ۷۳)

چھپی اور کھلی کا جاننے والا۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ۔ (القصص: ۸۸)

اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ اسی کے ہاتھ میں فیصلہ کی طاقت ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ (الشوری: ۱۱)

اس کے مانند کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ (المومن: ٦۵)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ۔ (الانعام: ۵۹)

غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ خشکی اور تری میں جو کچھ ہے وہ اس کو جانتا ہے درخت کا کوئی پتا نہیں گرتا اور نہ زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے لیکن وہ اس کے علم میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

Marfat.com

قَدِیْرٌ ○ (ال عمران : ۲۶)

اے اللہ ! اے بادشاہی کے مالک ! تو جس کو چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت نصیب کرے۔ تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے۔ بے شک تو ہر بات پر قادر ہے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ ط یُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ (یونس : ۱۰۷)

اور اگر اللہ تجھے مصیبت پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کرے تو اس کے فضل و کرم کا کوئی روکنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اپنے فضل سے ممتاز کرے اور وہی گناہوں کو معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا یَؤُدُہٗ حِفْظُھُمَا ج وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ (البقرہ : ۲۵۵)

اللہ ! اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہیں۔ وہی جیتا ہے اور سب اس کے سہارے جیتے ہیں۔ اس کو اونگھ ہے نہ نیند' آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے' کون ایسا ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے جو لوگوں کے روبرو اور جو ان کے پیچھے ہے' سب کو جانتا ہے اور وہ اس کے حصے کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کا تخت آسمانوں کو اور زمین کو سمائے ہے۔ ان آسمانوں کی اور زمین کی نگرانی اس کو تھکاتی نہیں اور وہی اوپر اور بڑا ہے۔

یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا ط وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ (الحدید : ۴-۵)

Marfat.com

جو زمین میں گھستا اور جو اس سے نکلتا ہے جو آسمان سے اترتا اور اس میں چڑھتا ہے وہ سب کو جانتا ہے اور تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اس کی ہے اور تمام کاموں کا مرجع وہی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (الفاتحہ :۱)

سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔

وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (آل عمران : ۸۳)

اور آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کے زیر فرمان ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ○ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ○ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ○ (البروج : ۱۴-۱۶)

وہی گناہوں کا بخشنے والا ہے' بندوں سے محبت کرنے والا ہے' تخت کا مالک ہے بڑی شان والا ہے۔ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ (الجمعہ : ۱)

آسمانوں میں اور زمین میں جو ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔ (بنی اسرائیل : ۴۴)

اور کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کی تسبیح نہ پڑھتی ہو۔

ان معنوں کی ہزاروں آیتیں قرآن پاک میں ہیں۔ ان تعلیمات نے خدا کی عظمت و جلالت اور کبریائی کا وہ جلوہ پیش کیا جس کے سامنے معبودان باطل کی عزت خاک میں مل گئی۔ بتوں کی بڑائی کا طلسم ٹوٹ گیا۔ سورج' چاند' ستاروں کی خدائی کا چراغ ہمیشہ کے لئے بجھ گیا۔ جن و انس' شجر و حجر' بحر و بر سب اس کے جلال و جبروت کے سامنے سر بسجود نظر آئے۔ پھر اس کے سوا کون تھا جو نیرنگ وجود کے ساز سے انا اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (میں ہوں خدا جس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں) کی صدا بلند کر سکتا

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ○ (طہٰ : ۸)

نہیں کوئی معبود لیکن وہی اللہ۔ اسی کے لئے ہیں سب اچھے نام۔

بڑائی کا ہر نام اور خوبی کا ہر وصف اسی ذات کے لئے ہے خواہ اس کو خدا کہو یا اللہ کہو۔ لغت اور زبان کا کوئی فرق اس میں خلل انداز نہیں :

Marfat.com

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُو الرَّحْمٰنَ ط اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ج (بنی اسرائیل : ۱۱۰)

کہہ دیجئے (اے پیغمبر) اس کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان کہہ کر۔ جو چاہو کہہ کر پکارو۔ سب اچھے نام اسی کے ہیں۔

لیکن مشرکوں کی طرح اس کو ایسے ناموں سے نہ پکارو جو اس کے کمال اور بڑائی کے منافی ہیں اور بتوں دیوتاؤں کے ناموں سے بھی اس کو یاد نہ کرو

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا ص وَذَرُوْ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اَسْمَآئِہٖ ط (الاعراف : ۱۸۰)

اور اللہ ہی کے لئے ہیں سب اچھے نام اس کو ان ناموں سے پکارو اور ان لوگوں سے علیحدہ جو اس کے ناموں میں کجی کرتے ہیں۔

تعلیم محمدی ﷺ کا صحیفہ وحی اللہ تعالیٰ کے تمام اوصاف حمیدہ اور اسمائے حسنہ سے بھرا ہوا ہے۔ بلکہ اس کا صفحہ صفحہ خدا کے اسماء و صفات کی جلوہ گریوں سے معمور ہے۔ قرآن پاک کا کوئی ایسا رکوع ہو گا جس کا خاتمہ خدا کی توصیف اور حمد پر نہ ہو اور یہ تمام اوصاف اور نام اس عشق و محبت کو نمایاں کرتے ہیں جو اس محبوب ازل اور نور عالم کے ساتھ قرآن کے ہر پیرو کے دل میں ہونی چاہئے:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ (النور : ۳۵)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال یہ ہے کہ ایک طاق ہو جس میں چراغ ہو' چراغ ایک شیشہ کے اندر ہو' شیشہ اتنا صاف ہو کہ گویا ایک چمکتا ستارہ ہے' وہ چراغ زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے جلایا گیا ہو' نہ وہ پورب ہے نہ پچھم ہے' اس کا تیل اتنا صاف ہے کہ آگ کے چھوئے بغیر وہ آپ سے آپ جلنے کو ہو' روشنی پر روشنی۔ خدا اپنی روشنی تک جس کو چاہے' پہنچا دے۔ اور خدا

Marfat.com

لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے یہ مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ (الحشر: ۲۲-۲۴)

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔ چھپے اور کھلے کا علم رکھنے والا وہی رحم کرنے والا اور مہربانی والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔ سب کا بادشاہ پاک، پوری سلامتی، امن والا، ہر شے پر گواہ، غالب، سب پر قابو والا۔ بڑائی والا ہر اس چیز سے پاک ہے جس کو یہ مشرک خدا کا شریک بناتے ہیں۔ وہی اللہ پیدا کرنے والے، بنانے والا، ہر چیز کی صورت کھینچنے والا۔ اسی کے لئے سب اچھے نام ہیں۔ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اسی کی پاکی بیان کرتے ہیں وہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ وَهُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ (الحدید: ۱-۶)

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہی غالب اور دانا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی حکومت اسی کی ہے۔ وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ وہی پہلا اور پچھلا ہے اور وہی کھلا ہے اور وہی

Marfat.com

چھپا ہے اور ہر بات کو جانتا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر تخت پر برابر ہوا۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں گھستا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور جہاں بھی تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اس کی ہے اور اللہ ہی تمام چیزوں کا مرجع ہے۔ وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کے سب بھیدوں سے واقف ہے۔

خدا کے متعلق اہل عرب کا جو پست تخیل تھا اور محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو مٹا کر ان کے سامنے جو بلند تخیل پیش کیا اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے جب توحید کا آوازہ بلند کیا تو مشرکین جو اپنے دیوتاؤں کی آل و اولاد اور گوپیوں کی حمد کے ترانے گاتے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمائش کی کہ ذرا اپنے خدا کا نسب تو ہمارے سامنے بیان کرو گویا وہ اپنے دیوتاؤں سے اسلام کے خدا کا مقابلہ کر کے بتانا چاہتے تھے کہ اس حیثیت سے اسلام کا خدا ہمارے دیوتاؤں کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اس کے جواب میں وحی محمدی ﷺ نے اپنے خدا کی حقیقت قرآن کی اس سب سے مختصر سورہ میں پیش کی:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ (الاخلاص: ۱-۴)

کہہ دے (اے پیغمبر) اللہ ایک ہے وہ تنہا اور بزرگ اور بے نیاز اور عالم کا مرجع اور جائے پناہ ہے نہ اس کے کوئی اولاد ہے اور نہ اس کے ماں باپ ہیں (جنہوں نے اس کو جنا ہو) اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے جو اس کی بیوی ہو۔

یہ روایت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں سب سے زیادہ قرآن کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔

طبقات انسانی میں متعدد ایسے گروہ ہیں جن کو ان ذریعوں سے خدا کی محبت اور پیار کی دولت ملی ہے

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (المائدہ: ۱۳)

Marfat.com

خدا نیکی کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ ۔ (البقرۃ : ۲۲۲)

خدا توبہ کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ ۝ (آل عمران : ۱۵۹)

خدا توکل کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ۝ (المائدہ : ۴۲' الحجرات :۹)

خدا منصف مزاجوں کو پیار کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ۝ (التوبہ : ۴' ۷)

خدا پرہیز گاروں کو پیار کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ ۔ (الصف : ۴)

خدا ان کو پیار کرتا ہے جو اس کے راستے میں لڑتے ہیں۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ (آل عمران : ۱۴۶)

اور خدا صبر کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُطَّھِّرِیۡنَ ۝ (التوبہ ۱۰۸)

اور خدا پاک و صاف لوگوں کو پیار کرتا ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے آدمیوں سے محبت کرتا ہے اور تین قسم کے آدمیوں کو پیار نہیں کرتا۔ جو اس کی راہ میں خلوص نیت کے ساتھ اپنی جان فدا کرتے ہیں اور ان سے جو اپنے پڑوسی کے ظلم پر صبر کرتے ہیں اور ان سے جو وضو کر کے خدا کی یاد کے لئے اس وقت اٹھتے ہیں جب قافلہ رات کے سفر سے تھک کر آرام کے لئے بستر لگاتا ہے اور خدا کی محبت سے محروم یہ تین ہیں۔ اترانے والا مغرور' احسان دھرنے والا بخیل اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر مال بیچنے والا سوداگر۔

دنیا کے عیش و عشرت میں اگر کوئی خیال کانٹا سا چبھتا ہے اور ہمیشہ انسان کے عیش و سرور کو مکدر اور منغض بنا کر بے فکری کی بہشت کو فکر و غم کا جہنم بنا دیتا

Marfat.com

ہے تو وہ ماضی اور حال کی ناکامیوں کی یاد اور مستقبل کی بے اطمینانی ہے۔ پہلے کا نام حزن و غم اور دوسرے کا خوف و دہشت ہے۔ غرض غم اور خوف یہی دو کانٹے ہیں جو عاجز و درماندہ انسان کے پہلو میں ہمیشہ چبھتے رہے ہیں لیکن جو محبوب حقیقی کے طلب گار اور اس کے والہ و شیدا ہیں ان کو بشارت ہے کہ ان کے عیش کا چمن زاران کانٹوں سے پاک و صاف ہو گا:

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (یونس: ۶۲)

ہاں خدا کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

محبت کا وہ درجہ جو بڑے کو چھوٹے کے ساتھ احسان' نیکی' درگذر اور عفو و بخشش پر آمادہ کرتا ہے اس کا نام "رحم" اور "رحمت" ہے۔ اسلام کا خدا تمام تر رحم ہے۔ اس کی رحمت کے فیض سے عرصہ کائنات کا ذرہ ذرہ سیراب ہے اس کا نام رحمن و رحیم ہے۔ جو کچھ یہاں ہے سب اس کی رحمت کا ظہور ہے۔ وہ نہیں تو کچھ نہیں۔ اس لئے اس کی رحمت سے ناامیدی جرم اور مایوسی گناہ ہے۔

وملٰئکتہ فرشتوں پر ایمان

ملائکہ ملک کی جمع ہے۔ لغوی معنی "قاصد" اور "پیام رساں" کے ہیں۔ ان سے مراد "وہ غیر مادی مگر مخلوق نیک ہستیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عالم اور اس کے اسباب و علل کے کاروبار کو چلا رہے ہیں۔ یہ بے اختیار محکوم' سر تا پا اطاعت ہیں ان کی خلقت صرف اطاعت و فرماں برداری کے لئے ہے۔

ملائکہ۔ قدیم مذاہب کا تخیل

صائبی مذاہب میں ملائکہ ستارے اور سیارے کی صورت میں مانے گئے۔ یونانی' مصری فلسفہ میں عقول عشرہ' پارسیوں نے امشا سپند' یہودیوں نے کروبیم' عیسائیوں نے بھی کروبیم (اینجل) ہندو انہیں دیوتا اور دیویاں اور جاہل عرب خدا کی بیٹیاں کہہ کر پکارتے تھے۔ لیکن ان سب سے مراد وہ روحانی وسائط ہیں جو خالق و مخلوق کے درمیان اس کے حکم کے مطابق عمل پیرا ہیں۔

Marfat.com

ملائکہ اسلام

یہ غیرمادی ذی روح مخلوقات ہیں جن کا کام خدا کی حمد و ثناء اور اطاعت و فرماں برداری ہے۔ ان کی تعداد و شمار اور درجہ بندی کا کوئی تخیل نہیں ہے۔ عالم میں کوئی تصرف نہیں ہے صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے سامنے سراپا مطیع و فرمانبردار غلام مخلوق ہے۔ احکام خداوندی اور پیغام الٰہی کو دنیائے خلق تک پہنچاتے اور نافذ کرتے ہیں۔

ملائکہ کے فرائض

۱۔ ملائکہ سفارت اور درمیانگی کا کام کرتے ہیں۔

۲۔ ملائکہ خدا کے احکام دنیا میں نافذ کرتے ہیں۔

الانفال : ۱۲، القدر : ۴، المعارج : ۴

۳۔ موت کے وقت روح کا قبض کرنا بھی ان کے متعلق ہے

السجدہ : ۱۱، الانعام : ۹۳، الانفال : ۵۰، النازعات : ۱۔۵

۴۔ ملائکہ خدا اور رسولوں کے درمیان بھی سفیر ہیں۔

الشوریٰ : ۵۱، النحل : ۲، البقرہ : ۹۷، مریم : ۱۹، ھود : ۸۱

۵۔ فرشتے انسانوں کے اعمال کی نگہبانی اور نگرانی کرتے ہیں اور ان کے ثواب و گناہ کے کاموں کو محفوظ رکھتے ہیں۔

الانفطار : ۱۰۔۱۲، ق : ۱۸، الرعد : ۱۰۔۱۱، الانعام : ۶۱

۶۔ وہ انسانوں کے اعمال کے مطابق ان پر خدا کی رحمت یا لعنت کے نزول کا ذریعہ اور واسطہ ہیں۔

الانبیاء : ۱۰۳، حم السجدۃ : ۳۰۔۳۱، الاحزاب : ۵۶، الشوری : ۵، آل عمران : ۸۷، البقرۃ : ۱۶۱

۷۔ جنت اور دوزخ کا کاروبار بھی ملائکہ کے زیر انتظام ہو گا۔

الزمر : ۷۳، الرعد : ۲۳۔۲۴، التحریم : ۶، المدثر : ۳۱

۸۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضرباش ہیں۔

Marfat.com

الزمر: ۷۵' الصفت: ۸' ص: ۶۹' الحاقہ: ۱۷' الفجر: ۲۱-۲۲'

۹- فرشتے خدا کی سرکشی اور نافرمانی نہیں کرتے' ہمیشہ اس کی تہلیل و تقدیس اور حمد و ثناء میں مصروف رہتے ہیں۔

الشوریٰ: ۵' المومن: ۷' الانبیاء: ۱۹-۲۰-۲۶-۲۸' التحریم: ۶' الرعد: ۱۳' النحل: ۸۴

اسلام نے ملکویت اور بشریت میں فرق واضح کیا ہے اور ملائکہ کے سابقہ مذاہب کے تصور کا ازالہ کیا ہے۔

وَرُسُلِهٖ رسولوں پر ایمان

نبوت و رسالت ایک منصب ہے۔ جس سے اللہ اپنے خاص بندوں کو سرفراز کرتا ہے۔ انہیں اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ وہ خدا کے احکام لوگوں کو بتائیں اور سچائی اور نیکی کا راستہ ان کو دکھائیں۔ وہ ہادی' داعی' مبلغ' مبشر' نذیر' نور تھے۔ خدا ان سے ہم کلام ہوتا تھا۔ اپنی باتوں سے ان کو مطلع کرتا تھا۔ اور وہ خدا کا پیغام دوسرے انسانوں تک پہنچاتے تھے۔ وہ گناہوں سے پاک' معصوم' خطا سے مبرا' برائیوں سے محفوظ تھے۔ وہ خدا کے نیک و مقبول بندے تھے اور اپنے عہد کے سب سے بہتر انسان تھے۔ ان کے سب کام خدا کے لئے تھے۔

اسلام نے ان تمام رسولوں پر ایمان لانا نجات کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔

اسلام نے یہ تعلیم دی کہ روئے زمین پر ہر آبادی میں' ہر قوم میں اور ہر زبان میں اللہ کا پیغام پہنچانے والا آیا۔

قرآن پاک میں ہے:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ۔ (یونس: ۴۷)

اور ہر قوم کے لئے ایک رسول ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا ۔ (النحل: ۳۶)

اور یقیناً ہم نے ہر قوم میں ایک رسول بھیجا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ۔ (الروم: ۴۷)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کتنے رسول ان کی اپنی اپنی قوم میں بھیجے۔

Marfat.com

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ (الرعد : ۷)

اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما آیا۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ○ (فاطر : ۲۴)

اور کوئی قوم نہیں جس میں ایک ہشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ○ (الزخرف : ٦)

اور ہم نے پہلی قوموں میں کتنے پیغمبر بھیجے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ (ابراہیم : ۴)

ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی بولی میں بھیجا تاکہ وہ ان کو بتا سکے۔

اسلام نے اپنے پیروکاروں پر لازم کر دیا کہ وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ دنیا کے تمام پیغمبروں کی یکساں صداقت، حقانیت، راست بازی اور معصومیت کا اقرار نہ کر لے۔

قرآن پاک میں ہے:

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانیں گے اور بعض کو نہیں مانیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ بیچ میں کوئی راستہ نکالیں، وہی تو حقیقت میں کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت والا عذاب تیار رکھا ہے۔

اور جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کیا تو وہی لوگ ہیں جن کی مزدوری اللہ ان کو دے گا اور اللہ بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔ (النساء : ۱۵۰۔۱۵۲)

"اور فرشتوں پر، کتاب پر، اور سب نبیوں پر ایمان لانا نیکی ہے۔" (البقرۃ : ۱۷۷)

"ہر ایک، خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔ ہم اللہ کے رسولوں کے درمیان تفریق نہیں کرتے۔" (البقرۃ : ۲۵۸)

Marfat.com

تمام انبیاء کی بعثت کا ایک ہی مقصد تھا۔ توحید کی تعلیم "اور ہم نے ہر ہر قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور جھوٹے معبودوں سے بچو۔" (النحل : ۳۶)

"اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں بھیجا لیکن اس کو یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی اللہ نہیں۔ میری ہی عبادت کرو۔" (الانبیاء : ۲۵)

وَكُتُبِهٖ اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا

ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان پر ایمان لائے تو اس کتاب الٰہی پر بھی ایمان لائے۔ صحیفہ وحی پر ایمان کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے :

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ۔ (البقرة : ۴)

اور اس پر ایمان رکھتے ہیں جو تجھ پر اتاری گئی۔

اس کی عملی تشریح سورہ محمد میں ہے :

"اور ایمان لائے اس پر جو محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے" (محمد : ۲)

اس سے مراد قرآن کے علمی اور عملی عقائد و عبادات اور احکامات مذکور ہیں۔

اس کے ساتھ یہ بھی ضروری قرار دیا کہ دوسری آسمانی کتب کی صداقت کو بھی تسلیم کریں اور ان پر ایمان لائیں۔

البقرہ : ۴۔۲۸۵۔۱۳۷' آل عمران : ۸۴' النساء : ۱۳۶ میں تفصیلا" مذکور ہے۔

نام کی تخصیص کے ساتھ قرآن پاک میں چار آسمانی کتابوں کا ذکر ہے : تورات اسے ایک جگہ صحف موسیٰ کہا گیا ہے' زبور : حضرت داؤد علیہ السلام' انجیل : حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خود قرآن پاک۔

اس کے علاوہ صحف ابراہیم (الاعلیٰ ۱۸ : ۱۹) مذکور ہے دو موقعوں پر گذشتہ آسمانی کتب کا مذکور ہے۔

طہٰ : ۱۳۳ اور الشعراء : ۱۹۶

کتب آسمانی پر انبیاء کی طرح ہر مسلمان کا تفصیلی اور اجمالی ایمان ہے۔ جن

Marfat.com

کتابوں کے نام مذکور ہیں اور جن کے نام مذکور نہیں۔ کسی قوم میں اگر کوئی آسمانی کتاب ہے اور اس میں توحید الٰہی کی دعوت اور طاغوت سے بچنے کی نصیحت ہے تو آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: "اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔" صحیح بخاری کتاب التوحید۔

یہود و نصاریٰ اور اہل کتاب کو تعلیم محمدی ﷺ کی طرف دعوت اسی "ہدایت" کے پانے کے لئے ہے جو اسلام یعنی انبیاء کے دین ازلی سے عبارت ہے اور جس کو لے کر محمد ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اور اب فلاح و نجات اسی کے ماننے پر منحصر ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ: اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (البقرۃ: ۴-۵)

اور جو اس کو جو تیری (پیغمبر) طرف اترا اور جو تجھ سے پہلے اترا دونوں کو مانتے ہیں اور پچھلی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔

رحمت الٰہی گو عام ہے مگر یہ نعمت خاص طور سے ان کا حصہ ہے جو تعلیم محمدی ﷺ کو قبول کریں اور وہی نجات کامل کے مستحق ہیں:

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ز يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا نِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (الاعراف: ۱۵۶-۱۵۸)

Marfat.com

اور میری رحمت ہر چیز کو سمائے ہے تو اس رحمت کو میں ان کے لئے لکھ دوں گا جو پرہیزگار ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہمارے حکموں کو مانتے ہیں جو اس ان پڑھ فرستادہ پیغمبر کی پیروی کرتے ہیں جس کو وہ اپنے تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں' جو ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے باز رکھتا ہے اور اچھی چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے اور بری چیزوں کو حرام کرتا ہے اور ان کے بندھن کو اور ان زنجیروں کو جو ان پر پڑی تھیں اتارتا ہے تو جنھوں نے اس کو پیغمبر مانا اور اس کی تائید کی اور اس کی مدد کی اور اس روشنی کے پیچھے چلے جو اس کے ساتھ اتری وہی کامیاب ہیں۔ کہہ دو (اے پیغمبر) کہ انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا رسول ہوں جس کی آسمانوں اور زمین کی شہنشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ سو اس اللہ اور اس کے اس ان پڑھ پیغام رساں رسول پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اس کی باتوں پر ایمان رکھتا ہے اور اس رسول کی پیروی کرو تاکہ تم سیدھی راہ پاؤ۔

اعمال کی جزا و سزا کے دن پر ایمان

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (البقرۃ : ۲۶۴)

اسلام کے سلسلہ ایمانیت کی آخری کڑی حیات بعد از موت پر یقین کرنا ہے۔ سورہ بقرہ کے پہلے ہی رکوع میں ہدایت یاب اور کامیاب انسانوں کے ایمانیات کی آخری دفعہ یہ بیان کی گئی ہے:

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ (البقرۃ : ۴)

اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (التوبتہ : ۱۸)

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (التوبتہ : ۴۴)

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہیں۔

آخرت کے لفظی معنی "پچھلی" کے ہیں اور یہ لفظاً" صفت ہے۔ عرب میں اوصاف کو

Marfat.com

موصوف کا قائم مقام کر کے اکثر موصوف کو حذف کر دیتے ہیں۔ مثلاً "دنیا" کے لفظی معنی "قریب ترین" کے ہیں اور یہ صفت ہے۔ اس کا موصوف الحیاۃ (زندگی) یا اَلدَّار (گھر) ہے اس لئے اَلدُّنْیَا کا مفہوم اَلْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا (قریب ترین زندگی) یعنی اس عالم کی موجودہ زندگی) یا اَلدَّارِ الدُّنْیَا (قریب ترین گھر یعنی موجودہ عالم) ہے۔ اسی طرح اَلْاٰخِرُ اور اَلْاٰخِرَۃِ کا مفہوم اَلْیَوْمَ الْاٰخِرِ وَالْحَیٰوۃِ الْاٰخِرَۃِ وَالدَّارِ الْاٰخِرَۃِ (پچھلا دن اور پچھلی زندگی اور پچھلا آنے والا گھر) یعنی موجودہ زندگی کے بعد آنے والی دوسری دنیا کی زندگی اور گھر ہے اور قرآن پاک میں یہ لفظ انہی معنوں میں ایک سو تیرہ مقام پر آیا ہے اور ہر جگہ اس کا محذوف موصوف حیاۃ (زندگی) یا دَار (گھر) ہے۔

چنانچہ حسب ذیل آیتوں کے پڑھنے سے یہ حقیقت منکشف ہو گی:

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ۔ (العنکبوت: ۶۴)

اور بے شک آخری گھر اصلی زندگی ہے۔

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ۔ (الانعام: ۳۲)

اور بے شک آخری گھر بہتر ہے۔

ان دونوں آیتوں میں دَار (یعنی گھر کا لفظ موجود ہے)

اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ ج (التوبہ: ۳۸)

کیا پچھلی زندگی کو چھوڑ کر اس موجودہ زندگی پر تم راضی ہو گئے؟

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ وَاَتْرَفْنٰھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ (المومنون: ۳۳)

جنہوں نے انکار کیا اور پچھلی زندگی کی ملاقات کو جھٹلایا اور ہم نے موجودہ زندگی میں ان کو نعمت دی۔

ان آیتوں میں اَلْحَیَاۃِ الدُّنْیَا یعنی موجودہ دنیا کے تقابل سے ظاہر ہے کہ الاخرۃ سے مراد اَلْحَیَاۃِ الْاٰخِرَۃِ یعنی پچھلی زندگی ہے اور اس لفظ کے عموم میں وہ تمام منازل و مقامات داخل ہیں جو ابتدائے موت سے لے کر حشر و نشر اور اس کے بعد پیش آتے ہیں یا آئیں گے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ اس آیت میں

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ

Marfat.com

ط (ابراہیم : ۲۷)

جو ایمان لائے ان کو اللہ حیات دنیا میں اور آخرت میں اس کی پکی بات (کلمہ توحید) پر مضبوط رکھے گا۔

اس آیت میں "آخرت" سے مراد "عالم برزخ" ہے اور قرآئن بھی اسی پر دلالت کرتے ہیں کہ قیامت میں قول ثابت پر قائم رہنا کون سی بڑی بات ہو گی جب کہ ہر چیز اس وقت واضح اور نمایاں ہو گی۔ اس لئے اس آیت میں "آخرت" سے مراد عالم برزخ کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتی اور ایک حدیث میں تصریحاً" بیان کیا ہے کہ "قبر" (یعنی برزخ) آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے۔

یوم آخر اور حیات آخرت پر ایمان اسلام کی نہایت اہم تعلیم ہے اور قرآن پاک میں ایمان باللہ کے بعد اسی کی اہمیت پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے کیونکہ موجودہ دنیا کے تمام اعمال اور ان کے نتائج کی اصلی اور دائمی بنیاد اسی آئندہ دنیا کے گھر کی بنیاد پر قائم ہے۔ اگر یہ بنیاد متزلزل ہو جائے تو اعمال انسانی کے نتائج کا ریشہ ریشہ بیخ و بن سے علیحدہ ہو جائے۔

Marfat.com

باب نہم :

تصوف۔ ارتقائی جائزہ

ابتدائے آفرینش ہی سے انسان نے اپنے بارے میں جستجو تلاش شروع کر دی۔ اس کے نتیجے میں ایک طرف اوہام پرست لوگوں نے دیو مالائی داستانیں تخلیق کیں اور دوسری طرف اہل علم و دانش نے فلسفہ' عقل اور استدلال و توجیہات کی داغ بیل ڈالی۔

ہبوط آدم علیہ السلام سے کائنات کا ارتقائی عمل کاملیت کی جانب گامزن ہوا۔ مادیت اور معنویت کا میدان بقاء اور انفع پر منحصر ہے۔ اس لئے رب کائنات نے انسانوں میں سے ایک منتخب گروہ انبیاء علیہ السلام کا مبعوث کیا۔ جن کی تربیت وحی الہی کے ذریعے سے ہوئی۔ وہ روحانیت کے اعلیٰ ترین درجات پر فائز تھے۔ ان انبیاء میں ایک تصور مشترک ہے یعنی توحید پرستی۔

متکلمین کے دلائل و براہین' فلاسفہ کی موشگافیوں' حکماء کی نکتہ آفرینیوں' مفکرین کی فکر سامانیوں' شارحین کی تشریحات و توضیحات' متصوفین کے اشارات و انکشافات اور ماہرین حیاتیات کی توجیہات و تصریحات کے تجزیئے' ان حقائق کا اعلان کرتے ہیں کہ کائنات کا ایک خالق ہے۔

جس نے اپنی حکمت اتم اور قدرت کاملہ سے تمام عالم پیدا کئے۔ پھر ان سے افادہ و فیضان حاصل کرنے کے لئے انسان کو وجود عطا کیا پھر اس کی معنوی تربیت کے لئے انبیاء مبعوث کئے۔

Marfat.com

تصور اللہ اور انسان

کائنات کی تخلیق ارتقائی اور تکمیل انسان کی پیدائش و تکمیل کی سرگذشت ہے۔ تاریخ کا مطالعہ یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ خدا پرستی انسان کی فطرت و جبلت میں شامل رہی ہے۔ انسان کے مادی تصورات کی طرح اللہ پرستی کا تصور بھی مختلف ادوار و مراحل میں ایک طرح کا تدریجی عمل رہا ہے۔ مادی ارتقاء نے اسے یہ بات سکھائی کہ معاشرے، شخصیات کی تعمیر کی طاقت سے تشکیل پاتے ہیں۔ اسی لئے ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہوتی ہے اور یہی بات مظاہر پرستی اور بت پرستی کا محرک بنی اور جن قوتوں کو انسان نے اپنی استعداد اور قوت ارادہ سے مسخر کرنا تھا۔ انہی کے آگے جبین عبودیت کے جذبے سے جھکانے لگا۔

ذات خدا کا تصور ہمیشہ انسان کے وجدان اور فطرت میں موجود رہا لیکن اس کی صفات کا تصور، انسان کی ذہنی نشوونما کے ساتھ بدلتا رہا۔

اس سلسلہ کے ارتقائی عناصر ہمیشہ تین رہے ہے:

۱) تجسم سے تنزیہہ

۲) تعددد اشراک سے توحید

۳) صفات قہر و جلال سے صفات رحمت و جمال

تجسم کی مثال اصنام پرستی ہے۔ یہ ہندو مت، یونانی فلسفہ اور دیومالا میں مقبول عام ہے۔

بدھ مت نے فلسفہ کو مذہب کی قبا پہنا دی۔ مجوسیت میں خیر و بشر دو الگ طاقتیں ٹھہریں۔ ادیان سماواتی میں یہود و نصاریٰ نے بھی تجسم و تنزیہہ کے درمیانی تصور پیش کیا۔ مکمل تصور اسلام نے دیا۔

تصور نبوت

اللہ نے انسانوں کی رہنمائی اور معنوی ترقی کے لئے انبیاء بھیجے۔ امم سابقہ کی

Marfat.com

تعلیمات میں اس تصور کا نہایت دھندلا عکس ہے۔ غیر الہامی مذاہب میں یہ تصور تقریباً مفقود تھا۔ تمام رشیوں، منیوں اور اوتاروں کی شکل میں ایک ملتا جلتا تصور ضرور پایا جاتا ہے۔

الہامی مذاہب میں سب سے نازک مسئلہ انبیاء علیہم کے مقام و حیثیت کی حد بندی کا تھا۔ اکثر مذاہب والوں نے یہیں آکر ٹھوکر کھائی ہے۔ کسی نے خدا کا اوتار بنایا۔ کسی نے ابن اللہ ٹھہرایا۔ کسی نے اس کی عظمتوں میں شریک ٹھہرایا۔ اسلام نے اپنی تعلیم کے بنیادی کلمے میں اس فرق کو بیان کیا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں"

تاریخ کی ابتداء میں مدنی تہذیب کے ارتقاء نے صنعت و حرفت کی ابتداء کی۔ مصر و یونان نے تہذیب، حکمت، علوم و فنون کی بنیاد رکھی۔ معاشرے کو قائم رکھنے کے لئے اقل قلیل مادی ضروریات لابدی ہیں۔ معاشرے شخصیت کے تعمیری عناصر سے قائم رہتے ہیں۔ انسان نے اپنے مدنی ارتقاء میں ان ادنیٰ طاقتوں کو جنہیں اس نے اپنی استعداد اور قوت سے مسخر کرنا تھا، اپنے اظہار عبودیت اور جستجوئے رضامندی کا محور بنا لیا۔ ان فطری قوتوں کو تصور کی آنکھ سے دیکھ کر انسان نے ان کے بت اور مجسمے ڈھال لئے۔ یہ سب انسان کی عقل کی جلوہ آرائی تھی۔ جب بھی اقوام عالم میں یہ بگاڑ بڑھ کر معاشرہ کا فساد بنا تو کائنات کے رب نے جس کی بارگاہ عبودیت میں انسانی جبین نے جھکنا تھا۔ پیغمبرانہ راہ نمائی اور تعلیمات اتاریں۔

انبیاء صلوۃ والسلام کا منصب

نبی کا عربی لفظ قدیم سریانی مصدر سے مشتق ہے۔ لغت کے اعتبار سے یہ لفظ "خبر دینے والی ہستی" کا تصور پیش کرتا ہے اور یہ بنیادی تصور اس مفہوم کے گرد گھومتا ہے کہ پیغمبر کبھی کبھی آنے والے زمانے کی باتیں قبل از وقت بتا دینا اپنے حقیقی مشن کی تکمیل کے لئے مناسب سمجھتا ہے۔

عہد جہالت میں عرب کے اندر کاہن کی اصطلاح بھی قریب قریب اسی مفہوم کے لئے مستعمل تھی۔ جس کا تصور پیشین گوئی اور دانش مندانہ اقوال تک محدود تھا۔

Marfat.com

لیکن اسلام نے پیغمبر کا یہ منصب نہیں بتایا کہ وہ مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کی پیشین گوئیاں کرے بلکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

حاقہ : ۳۸۔۴۳ "تو ہم کو ان چیزوں کی قسم' جو تم کو نظر آتی ہیں اور ان کی جو نظر نہیں آتی کہ یہ قرآن فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ مگر تم لوگ بہت ہی کم ایمان لاتے ہو اور نہ کسی کاہن کے مزخرفات ہیں لیکن تم لوگ بہت ہی کم فکر کرتے ہو۔ یہ تو پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔"

الاعراف ۷ : ۱۵۷ "وہ جو محمد رسول اللہ ﷺ کی جو نبی امی ہیں پیروی کرتے ہیں۔ جن کے اوصاف کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں۔ اور برے کاموں سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر بوجھ اور طوق جو ان کے سر پر اور گلے میں تھے' اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اس کی پیروی کی' وہی مراد پانے والے ہیں۔"

انبیاء صلوۃ والسلام کی بعثت :

تمام انبیاء پر وحی کے اصول و مبادیات ہمیشہ ایک رہے ہیں

یَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ۔

"اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے۔"

قرآن پاک میں ہے :

(بقرہ ۲ : ۱۲۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا :

"اے پروردگار ! ان لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو۔ جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب و دانائی سکھایا کرے اور ان کے دلوں کو پاک صاف کیا کرے' بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔"

بقرہ ۲ : ۱۵۱ جس طرح منجملہ اور نعمتوں کے ہم نے تم میں تمہیں سے ایک رسول بھیجے ہیں۔ جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہیں پاک بناتے ہیں اور

Marfat.com

کتاب یعنی قرآن اور دانائی سکھاتے ہیں اور ایسی باتیں بتاتے ہیں جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔

حدید ۵۷ : ۲۵ "ہم نے اپنے پیغمبر کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔"

جمعہ : ۶۲ : ۲ "وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے محمد ﷺ کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔"

نازعات ۷۹ : ۱۷-۱۸-۱۹ "اور حکم دیا فرعون کے پاس جاؤ۔ وہ سرکش ہو رہا ہے۔ اور اس سے کہو کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے اور تجھے پروردگار کا رستہ بتاؤں تاکہ تجھ کو خوف پیدا ہو۔"

عبس ۸۰ : ۳،۴ "اور تم کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا سوچتا تو سمجھانا اسے فائدہ دیتا۔"

اعلیٰ ۸۷ : ۱۴-۱۵ "بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔"

شمس ۹۱ : ۱۷-۱۸ "پھر ان لوگوں میں بھی داخل ہوا۔ جو ایمان لائے اور صبر کی نصیحت اور لوگوں پر شفقت کرنے کی وصیت کرتے رہے۔ یہی لوگ صاحب سعادت ہیں۔"

ان آیات سے درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں : ۱) انبیاء صلوہ والسلام کی بعثت کا مقصد' انسانی پاکیزگی و صفائی ہے۔ ۲) اس مقصد کے لئے منبع و مصدر کتاب اللہ ہے۔ ۳) یہ ہدایت پاکیزگی کسی خاص گروہ کے لئے نہیں ہے۔ یہ ایک عام ضرورت ہے۔ ہر فرد' قوم و ملت' صاحب اقتدار و دولت' فقیر و غریب ہر ایک کے لئے عام دعوت ہے۔ ۴) اس میں کوئی اسرار و پیچیدگی نہیں ہے۔ یہ کھلی اور روشن ہدایت ہے۔

انبیاء کا کام :

نبی کا کام بھی بادشاہ' فلاسفر اور حکیم کی طرح انسانوں کی اصلاح کرنا ہے۔ نبی نہ

Marfat.com

صرف مصلح ہے بلکہ دل کا رہنما بھی ہے۔ وہ اخلاق و عادات اور جذبات کے اسباب و علل بتاتا ہے اور خیر کے حصول اور شر سے حفاظت کی تدبیر بتاتا ہے۔ وہ انسانوں کو ان کا احساس' ارادہ اور اختیار کی بھولی ہوئی ذمہ داری یاد دلاتا ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں کے اندر کا اطمینان و امن چاہتا ہے۔ وہ انسانی اوہام کا طلسم توڑ دیتا ہے۔ اور غلط رسم و رواج کی بندشوں کو کھولتا ہے' اور انسانوں کی غلامی سے آزاد کر کے صرف اور صرف اللہ کی غلامی میں دیتا ہے۔

انبیاء کے امتیازات

منصب رسالت کے ساتھ کچھ شرائط' لوازم اور خصوصیات وابستہ ہیں جو اس کے ضرور اجزاء اور عناصر ہیں :

۱) اس کا تعلق پراسرار عالم غیب سے ہو اور وہ غیب کی آوازیں سنتا ہو' غیب کی چیزیں دیکھتا ہو۔ غیب سے علم پاتا ہو۔ عالم ملکوت کی تائید اس کے ساتھ ہو۔ روح القدس اس کا سفیر و ہم نوا ہو۔

۲) اللہ نے اس کو تمام بندوں میں اس لئے چنا ہو کہ وہ اس بلند منصب پر سرفراز ہو۔

۳) اس سے خدا کے حکم سے عجیب و غریب اور حیرت انگیز تصرفات صادر ہوں جن سے اس کا مقبول بارگاہ ہونا ثابت ہو۔

سورہ انعام میں نبوت و رسالت کی حقیقت اور شرائط اور لوازم کی بہترین تشریح ہے : الانعام ۶ : ۸۲-۹۵

ان میں نمایاں باتیں یوں ہیں :

۱) اشیائے غیب' امور خیر' اور فلاح و سعادت کے اسباب پر اس کا علم خدا کی تعلیم سے کامل ہو۔

۲) وہ اپنے علم کے مطابق اپنے عمل میں کامل اور راست باز ہو۔

۳) وہ دوسروں کو ان امور کی تعلیم دیتا ہو۔

۴) اور ان کو بھی اپنی تعلیم اور صحبت سے حسب استعداد کامل بناتا ہو۔

Marfat.com

رہبانیت

تعارف۔ نظریات۔ عقائد

تعارف

رہبانیت کو آفاقی مذہب ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس کی وجہ اس کا قدیم سے ہونا اور تمام معلوم مذاہب میں موجود ہونا ہے۔ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اس کے پیروکاروں کو سینٹ SAINT کہتے تھے۔ قرآن نے ان کے لئے رہبان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ہندومت میں ایسے لوگ جوگی، گرو، سادھو، رشی، منی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ بدھ مت والے "بھکشو" اور سکھ "گیانی" کہتے ہیں۔ مسلمان ایسے لوگوں کو بے شمار ناموں سے بلاتے ہیں مثلاً" پیر، فقیر، مرشد، درویش، صوفی، بزرگ، اللہ والے، خدا رسیدہ، عارف، مجذوب، قطب، ابدال، اخیار، ولی، غوث، قلندر، واصل باللہ، واصل بحق، سالک۔ ان میں سے کچھ نام مراتب کے لحاظ سے ہیں۔ رہبانیت کی اصل بنیاد، ذاتی مکاشفات اور مشاہدات پر استوار ہے۔ جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

رہبانیت۔ نظریات

یہ تمدن کش رجحانات میں سب سے نمایاں تصور تھا۔ اس میں دنیاوی زندگی کو لعنت تصور کیا جاتا تھا۔ اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنا انسانی نجات کے لئے ضروری ہے۔ بدھ مت نے اس نظریہ کو اور زیادہ تقویت دی۔ بدھ مت کا دارومدار ہی ترک خواہشات پر ہے۔ نروان یا فنا کامل کو مقصود حیات قرار دیا۔ اس سے ایک نہایت وسیع اور منظم خانقاہی نظام وجود پذیر ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں لاکھوں انسان جو اپنی اعلیٰ درجہ کی صلاحیتوں کو قوت سے فعل میں لاکر تمدن کی ترقی اور انسانیت کی خوشحالی کا سبب بن سکتے تھے دنیا اور علائق دنیا سے الگ ہو کر خانقاہوں، جنگلوں اور پہاڑوں میں ریاضت اور نفس کشی کے دن گذارنے لگے۔ ان کے نزدیک انسان خدمت خلق کے لئے نہیں بلکہ مراقبہ اور ذکر و فکر کے لئے پیدا ہوا ہے۔ روحانی تسکین و نجات

Marfat.com

کے حصول کا طریقہ یہ نہ تھا کہ انسانیت کو اس کی پست سطح سے بلند کیا جائے۔ تمدن کے وسائل کو ترقی دی جائے۔ انسانی تعلقات کے نظام کو بہتر اصولوں پر قائم کیا جائے۔

بلکہ نجات اور تسکین کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ آدمی تارک دنیا ہو۔ تمدنی اور معاشرتی ذمہ داریوں سے آزاد ہو۔ تنہائی میں یکسو ہو کے زبان' آنکھ' کان اور دل ودماغ کے دریچے بند کر کے صرف مراقبہ اور فکر و ذکر میں دن گذارے۔

بدھ مت کی مانند عیسائیت نے زندگی کو لعنت تو نہیں قرار دیا لیکن اس نے انسان کی پیدائشی گناہ گاری کے تصور سے ایک بت شکن اور تمدن کش طرز فکر پیدا کر دیا اور خانقاہی نظام زندگی کی بنا ڈالی جس نے لاکھوں مردوں اور عورتوں سے زندگی کے اعلیٰ مشاغل ترک کروا دیئے۔ اور انسانی قوتوں سے فائدہ اٹھانے کی بجائے انہیں باطل مجہول بنا ڈالا۔ یہ مذہبی عبادات و ریاضت کا غلو' معاشرے میں بے شرمی اور بدکاری پھیلنے کا سبب بن گیا۔ نیک بخت اور پاکیزہ طبیعت نازک مزاج ہستیاں گوشہ نشین ہو کر رہبانیت اختیار کر چکی تھیں اور رہبانیت بھی ایسی سخت کہ جس میں انسان کی فطری کمزوریوں کا لحاظ تو درکنار قدرتی ضروریات سے بھی قطعی ترک اختیار کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ تجرد کی خوبیاں بیان کرنے میں بحد غایت مبالغہ کرتے تھے۔ ازدواجی بندھن اور ذمہ داریوں سے پرہیز ایک قابل فخر کام تھا اس رہبانیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ سارا سیاسی' معاشی اور تمدنی نظام ابتری کا شکار ہو گیا۔ ایک طرف تو دنیا اور مشاغل دنیا میں محویت کی یہ حالت تھی کہ عیش و عشرت ایک فن لطیف بن گیا تھا اور مالدار طبقوں کو زندگی کی دلفریبیوں میں نہ خدا یاد رہا اور نہ روحانی فلاح و رعایت کا کوئی تصور ان کے ذہن میں باقی رہ گیا تھا۔

دوسری طرف غریب' مفلوک الحال طبقوں کو زندگی میں جن مصائب اور محرومیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ اس کا ذہنی ردعمل ان پر یہ ہوا کہ وہ "دنیا کو ایک لعنت سمجھنے لگے" زندگی اور تمدن کو نفرت اور کراہت کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ اور روز بروز ترک دنیا اور لاحاصل ریاضت اور مجاہدات کی طرف مائل ہوتے گئے۔ اس کا سارا اثر فکری زوال کی صورت میں سامنے آیا جو اس زمانے کی ساری خرابیوں کا ذمہ دار ٹھہرا۔

Marfat.com

اس فکری انحطاط میں افلاطونی فلسفہ، ویدانیت اور بدھ تعلیمات کا بڑا حصہ تھا۔ ان اثرات نے مل جل کر نو افلاطونی نظام فکر کو جنم دیا۔ یہ تمدن کش راہبانہ فلسفہ دنیا اور انسان کی حقیقت کا منکر تھا۔ مراقبہ اور کشف کو ادراک حقیقت کا واحد ذریعہ قرار دیا تھا۔ وجدان کو حواس پر اور کشف و الہام کو عقل پر ترجیح دیتا تھا۔ اس نے خدا کے ساتھ اتصال اور فنا فی اللہ کا ایک ایسا مہمل نظریہ پیش کیا جس نے بڑے بڑے علماء عقلاء اور اعلیٰ صلاحیت کے آدمیوں کی سوچ و فکر کا رخ بدل دیا وہ زندگی کی کش مکش اور تمدن کی خدمت سے ہٹ کر تزکیہ نفس یا باطن کی صفائی میں لگ گئے۔
بطلیموسی فرماں روا مرکز علم ایتھنز سے اسکندریہ منتقل کر چکے تھے جہاں مختلف عقائد کے لوگ آباد تھے۔ اسکندریہ مختلف مذاہب کا سنگم قرار پایا: یہیں سامی اور مشرقی مذاہب و خیالات سے پہلے پہل مغربی فلسفہ کی شناسائی ہوئی۔

قیصر کالی گولا کے عہد میں فیلو نامی یہودی نے مشرقی مذاہب اور مغربی فلسفہ کا امتزاج کیا۔ اس کا ما حصل یہ تھا کہ عالم خدا کی ہستی کا جز ہے۔ اور مقدس لفظ کن سے اس کی پیدائش ہوئی۔ یہ لفظ خدا اور عالم کے مابین واسطہ ہے۔ فیلو کے اپالونیس، پلوٹارک نے اس کی پیروی میں ان خیالات کو آگے بڑھایا۔

تیسری صدی کے آغاز میں امونیس سیکاس ایک مرتد عیسائی نے کشف و مراقبہ کے عنصر کو فلسفہ میں شامل کیا۔ یہ یونانی فلسفہ میں تصوف کی پیوند کاری کا کامیاب ترین مظاہرہ تھا۔ یہیں سے افلاطونیہ جدیدہ کی بنیاد پڑی۔ اس کا جانشین پلاٹینس تھا۔ اس فلسفہ کی بنیاد اس مسئلہ پر رکھی گئی ہے کہ علم انسان کو اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب تزکیہ باطن کے ذریعہ بیرونی اثرات سے یہاں تک مستغنی ہوا جائے کہ عالم و معلوم متحد ہو جائیں ان کا خیال تھا کہ عالم میں تین قوتیں جو ہر مطلق، عقل فعال اور قوت مطلق کارفرما ہیں۔ انسان کی سعادت یہ ہے کہ مکاشفہ کے ذریعے اپنے باطن کا تزکیہ کرے کہ عقل فعال سے اس کا اتصال ہو جائے۔ یہ استاد اور شاگرد دعویٰ دار تھے کہ انہیں متعدد باری روایت خداوندی ہوا ہے۔ ان کے نزدیک دنیا محض خواب و خیال ہے۔ خدا سے اتصال کامل انسان کی حقیقی سعادت ہے۔ اتصال بھی اتنا کامل کہ انسان بیرونی اثرات سے پاک ہو کر خدا کے تصور میں اپنے تئیں فنا کر دے۔ یہ حالت محض کشف و

Marfat.com

مراقبہ سے نہیں حاصل ہوتی بلکہ ہستی خودی کو فنا کر کے بے خودی حاصل ہو۔ شخصیت کو ملکیت میں فنا کرنے کا عمل "فنا فی الکل" ہے اور اس حالت میں اصل حقیقت کے راز اس پر کھل جاتے ہیں اور انسان اس چیز سے متحد ہو جاتا ہے۔ جس میں وہ اپنے تئیں فنا کر رہا ہے۔

یہ تمام نظریات افلاطونی فلسفہ "اعیان" سے ماخوذ تھے۔ افلاطون نے تجربہ اور احساسات کی دنیا کو غیر حقیقی قرار دیا۔ اس کے خیال میں حقیقی عالم فوق الحسی ہے اسے وہ عالم اعیان کہتا ہے۔ یہ فلسفہ بظاہر بڑا معصوم اور ٹھوس معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کے عملی نتائج بڑے خطرناک ثابت ہوئے۔ اس نے پہلے تو ایک ثنویت پیدا کر کے حقیقت کو دو جداگانہ اور مستقل خانوں میں تقسیم کر دیا۔ جن میں سے ہر ایک قائم بالذات اور دوسرے سے غیر متعلق ہے۔ پھر اس نے علم کے لئے حسی تجربہ غیر ضروری قرار دیا۔ اس کا نتیجہ "علم وجدان" کا تصور پیدا ہوا۔ اس سے دنیا داروں اور دین داروں کی وہ تفریق عمل میں آئی' جو بالآخر رہبانیت اور ترک دنیا کی طرف لے گئی۔ عملی حیثیت سے اس فلسفہ نے تجربہ کی ناقدری کر کے انسان کو مجرد تصورات کا خوگر بنا دیا۔ اس طرح انسان جزئیاتی تجربات کے بجائے ایک جست میں کلیات تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ تجربہ اور آزمائش کی صبر آزما منزلوں سے گذر کر حقیقت مجردہ اور تصورات تک پہنچنے کے بجائے وہ من مانے حقائق اور عینی صورتوں کے پیچھے پڑ گیا۔ اس نظریہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقیقت اور صداقت کا رشتہ زندگی سے ٹوٹ گیا کیونکہ زندگی تو جزئیات' احساسات اور تجربات کا نام ہے۔ اسی طرح سے اخلاقیات کا تعلق ہماری مادی حسی اور معاشرتی زندگی سے ہے۔ یہ نظریات اخلاقی زندگی کے لئے بھی تباہ کن ثابت ہوئے۔ ایک بے جذبہ ہستی پر اخلاقی اقدار کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے ایک بے حس وجود کی روحانیت بھی کچھ نہیں ہے۔

عقل و کشف و وجدان و الہام جس چیز کا بھی نام ہے وہ تجربات و احساسات اور جزئی تصورات کی جڑوں سے پیوست ہے۔ عقل جزئیات سے بالاتر کوئی مستقل بالذات نہیں۔ کشف و الہام اور وجدان بھی انسان کے حسی تجربات کی سرزمین سے پھوٹتے ہیں۔ قرآن پاک بھی وحی اور الہام ہے مگر دلائل پیش کرتا ہے اور نہ صرف پیش کرتا

Marfat.com

ہے بلکہ طلب کرتا ہے۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ (کہو کہ اپنی دلیل لا) مگر یہ دلائل و براہین ایک ایسی دنیا سے متعلق ہیں جن کا تجربہ تمام انسانوں میں مشترک ہو اور سب افراد بلا استثنا محسوس کر سکیں تاکہ ایسا وجدان جو ایسے عالم سے متعلق ہو جو مافوق الحس اور مافوق التجربہ ہو۔ رہبانیت کا ماخذ و منبع افلاطونی اور نو افلاطونی فلسفہ اور تصوف ہے۔

رہبانیت۔ عقائد

مراتب کے لحاظ سے درج ذیل ہیں:

۱) وحدت الوجود

۲) وحدت الشہود

۳) حلول

۱۔ وحدت الوجود

انسان اکتساب (چلہ کشی اور ریاضت) کے ذریعہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں کائنات کی ہر شے میں خدا کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے اور وہ ہر چیز کو خدا کی ذات کا (حصہ) وجود جاننے لگتا ہے۔ اس عقیدہ سے مراد یہ ہے کہ "کائنات کی سب موجودات میں وحدت پائی جاتی ہے کسی ایک چیز کی دوسری چیز سے غیریت نہیں پائی جاتی۔"

ہمہ اوست۔ خدا ہی سب کچھ ہے اور سب کچھ ذات باری تعالیٰ ہے یہ کائنات خدا سے الگ مخلوق نہیں ہے کائنات خدا ہے اور خدا کائنات ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جہاں یہ عقیدہ نہ پایا جاتا ہو۔ ہندوؤں میں اس کا علمبردار شنکر اچاریہ ہے اپ نشد کا اشلوک ہے: "(اے ذات برحق) تم تو آگ ہو، تم تو سورج ہو، تم ہوا ہو، تم چاند ہو، تم ستاروں سے روشن فلک ہو، تم برہمن اعظم ہو، تم جل ہو، تم فی الحقیقت ان ساری چیزوں کے خالق ہو" اپ نشد از سوامی نند جین مت تو کائنات کی ہر چیز کو خدا ہی تصور کرتا ہے۔

اسلام میں وحدت الوجود کے سب سے بڑے موید شیخ اکبر محی الدین ابن عربی م ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء ہیں۔ ابن عربی نے اپنی تصانیف "فتوحات مکیہ" اور "فصوص الحکم"

Marfat.com

میں اس عقیدہ کی آبیاری کی اور اسے صوفیاء کے عقائد میں داخل کیا۔ ساری زندگی اس عقیدہ کی نشرو ترویج میں کھپا دی۔ ابن عربی بہت بڑے شاعر، عالم، صوفی اور ادیب مانے جاتے ہیں۔ ان کے بعد عبدالکریم جیلی م ۸۲۰ھ نے اپنی تصنیف "انسان کامل" میں اسے مزید جلا بخشی انسان کامل درحقیقت ابن عربی کی فتوحات مکیہ کی شرح ہے۔

ہندوؤں میں یہ نظریہ پانچ ہزار سال پرانا ہے۔ دوسرے مذاہب اور تہذیبوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ عباسی خلیفہ ہارون الرشید (۱۴۷ھ - ۱۷۵ھ) کے دور میں یونانی، لاطینی، سنسکرت کی بے شمار کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا تو ان مسائل کی بحث فلسفہ اور منطق کی طرح سے اسلامی تصوف میں داخل ہو گئی۔

۲- وحدت الشہود

اس عقیدہ میں وہ "خدا کی ذات کو ایک مستقل اور علیحدہ قرار دیتے ہیں اور کائنات کو خدا کا ظل، سایہ یا پرتو قرار دیتے ہیں۔" اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ "انسان روحانی ترقی کے مدارج طے کر کے ایک مناسب وقت میں اللہ کی ذات میں گم ہو جاتا ہے۔" جبکہ قرآن نے اس تصور کو باطل قرار دیا ہے۔ ۴۳ / ۵

یہاں وہ سے مراد رہبان اور وحدت الشہود کے حامی مصنفین ہیں۔ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہ السلام خدا کی ذات میں یوں گم ہیں کہ تینوں الگ الگ بھی خدا ہیں اور تینوں مل کر بھی ایک خدا بناتے ہیں۔ ہندو مت میں اس تصور کو آتما، مہا آتما اور پرماتما کی اصطلاح میں پیش کیا ہے۔ مسلم صوفیاء نے اس عقیدہ کو سلوک کی سات منازل میں بیان کیا ہے: ۱- طلب۔ ۲- عشق۔ ۳- معرفت۔ ۴- استغناء۔ ۵- توحید۔ ۶- حیرت۔ ۷- فنا اتم

اس نظریہ کو سب سے پہلے شیخ الاسلام ابواسماعیل ہروی حنبلی (م ۴۸۱ھ) نے تحریری طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد علاؤ الدین سمنانی (م ۷۳۲ھ) نے اس کو آگے بڑھایا تا آنکہ گیارہویں صدی ہجری میں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اسے پروان چڑھایا۔

Marfat.com

۴۔ حلول ۔

خدا کا کسی جسم میں حلول کرنے کا عقیدہ بھی قدیم ہے۔ ہندو مت میں اوتار۔ خدا کا کسی جسم میں داخل ہو کے مخلوق کی اصلاح کے لئے دنیا میں آنا۔ اسی عقیدہ کی بازگشت ہے۔ یہود و نصاریٰ میں بھی یہ عقیدہ پایا جاتا ہے۔ قرآن پاک ۲۱ / ۹ + ۷۲ / ۵

اسلام میں عقیدہ حلول

صنعا یمن کے رہنے والے یہودی عبداللہ بن سبا نے اسلامی عقائد میں انتشار کے لئے زہد و تقویٰ کے روپ میں ریاکاری کا لبادہ اوڑھ کر نو مسلم عجمی اکثریت کو گمراہ کرنا شروع کیا۔ یہ یہودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسلمان ہوا۔ اس نے مکہ اور مدینہ سے دور کوفہ، بصرہ اور مصر میں اپنے عقائد کی اشاعت کی۔ اس نے نو مسلم عجمیوں میں یہ تاثر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے اصل حقدار ہیں۔ اور پہلے خلفاء ثلاثہ نے ان کا حق غصب کیا ہے۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری اور دنیاوی دستور وراثت و نیابت کا چکر چلایا۔ نو مسلم عجمیوں کو اس میں کشش نظر آئی کیونکہ یہ سارا نظریہ ان کے اپنے سابقہ مذہبی عقائد سے میل کھاتا تھا۔ اس کامیابی کے بعد اس نے ظاہر و باطن، شریعت و طریقت کی تفریق سے نو مسلم عجمیوں میں ملحد اور کافرانہ عقائد کا رواج دیا اور انہیں باور کرایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا کے مظہر ہیں، فتح الباری ج ۱۲، ص ۲۳۸ ان حلولیوں کے لئے امام اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زنادقہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بخاری کتاب استتابۃ المرتدین میں اس کی پوری تفصیل درج ہے۔

تیسری صدی ہجری میں اس کا سب سے بڑا علمبردار حسین بن منصور حلاج تھا۔ اس کے بارے میں تاریخ خطیب البغدادی ج ۸ ص ۱۲۹ پر تفصیل درج ہے۔ اسے قاضی عمر کے حکم پر ۲۴ ذی العقد ۳۰۹ھ / ۹۱۴ء کو پھانسی دی گئی اور اس کی نعش جلا کے اس کی راکھ دجلہ میں بہا دی گئی۔ بعد کے ادوار میں یہ نظریہ ترقی کرتا گیا اور حلول کے لئے کسی معین ہستی کی قید بھی ضروری نہ رہی۔ حلول ہر شخص میں ہو سکتا ہے۔ اس کو حلول مطلق کا نام دیا گیا۔

Marfat.com

رہبانیت۔ طرائق کار

چونکہ اس کی بنیاد ذاتی مکاشفات اور مشاہدات پر ہے۔ اس کے لئے علم ارتکاز و توجہ اور علم استحضار روح حاصل کئے جاتے ہیں۔ ان دونوں کے تین بنیادی اصول ہیں۔ ۱) پیکر محسوس: جو غیب کے پردے میں نہ ہو جیسے عامل و معمول ۲) توجہ۔ ظاہری و قلبی اسے عام طور پر مراقبہ' ارتکاز' ریاضت کہتے ہیں۔ ہندی میں اسے گیان دھیان کہا جاتا ہے۔ ۳) عزم راسخ ایسے تمام اعمال سے حاصل شدہ معلومات کو کشف کہا جاتا ہے۔ ریاضت' مجاہدہ چلہ کشی یا مکاشفات سے غیر مرئی مخلوق کو تسخیر کیا جاتا ہے اور ان کی تسخیر کے لئے کئی قسم کے اوراد' وظائف اور عمل دریافت کر لئے گئے ہیں۔ اس غیر مرئی مخلوق کو "رجال الغیب" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

دور نبوی ﷺ میں رجال الغیب سے استفادہ کرنے والے درج ذیل گروہ کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ **رہبان** قرآن شریف میں ان کا ذکر مذکور ہے۔ یہ تارک الدنیا لوگ جنگلوں میں کٹیا یا خانقاہ بنا کر مقیم رہا کرتے تھے۔ تزکیہ باطن اور دل کو آئینہ بنانے میں مصروف رہتے ان کا اصل مقصود ذات باری کا مشاہدہ کرنا ہوتا تھا۔

۲۔ **کاہن** ایسے لوگ چلہ کشی کرتے تھے اور عام آبادیوں میں رہتے تھے۔ ان کا بخاری شریف باب الکہانتہ' بخاری کتاب القدر باب بحول بین المرا و قبلہ میں مذکور ہے۔

۳۔ **جادوگر** ان کا تعلق خالص شیطانی اور خبیث روحوں سے ہوتا تھا۔ قرآن پاک میں ۱۱۶ / ۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنے والے جادوگروں کے بارے میں ارشاد ہے:

"ان جادوگروں نے حاضرین کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان کو دہشت ناک کر دیا۔" ۱۱۶ / ۷

اسی طرح سے بخاری شریف' باب السحر میں واقعہ مذکور ہے: لبید بن عاصم یہودی نے حضور اکرم ﷺ پر جادو کیا۔ کنگھی سے جھڑے ہوئے سر کے بالوں پر منتر کیا۔ انہیں کھجور کے خوشے کے غلاف میں لپیٹ کر ذروان نامی کنویں میں رکھ دیا۔

Marfat.com

اس عمل سے کنویں کا ماحول اس قدر دہشت ناک ہو گیا تھا کہ جو صحابہ رضوان اللہ اجمعین یہ سامان نکالنے کے لئے بھیجے گئے تھے: ان کا بیان تھا کہ: "کنویں کا پانی مہندی جیسا سرخ معلوم ہوتا تھا اور کھجور کے درخت اتنے مہیب ہو گئے تھے کہ گویا سانپوں کے پھن ہیں۔"

رہبانیت کے معاشرے پر مضر اثرات

۱۔ معاشرہ کے خدا ترس لوگ اپنی اس غلط روش کی بناء پر معاشرتی ذمہ داریوں سے علیحدہ ہو گئے۔ تو اس سے اخلاق و تمدن، معاشرت، معیشت، سیاست، اجتماعیت ختم ہو گئی۔ ناخدا ترس اور عیار لوگوں نے ان کی جگہ لے لی۔

۲۔ دین اور دنیا کو الگ الگ تصور کر لیا گیا۔ دین محض عبادات تک مخصوص ہو گیا اور دنیاوی امور مکمل آزاد ہو گئے اس طرح مذہب و معاشرہ کا شیرازہ پارہ پارہ ہو گیا۔

۳۔ خدا کے حضور میں عبادات عاجزی، تذلل اور زہد و تقویٰ محمود صفات ہیں۔ لیکن ان صفات میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ ترک انسانیت کو ترجیح دی جانے لگی۔

۴۔ معاشرے کے باقی ماندہ لوگ بھی انہی کی روش کا شکار ہونے لگے۔ عبادت گاہیں ویران اور خانقاہیں آباد ہونے لگیں۔

رہبانیت۔ کشش اور جاذبیت۔ وجوہات

۱) روحانی ترقی:

ان لوگوں کا خیال تھا کہ روحانی ترقی کا کوئی ایسا راستہ نہیں جو دنیا کے اندر سے ہو کے جاتا ہو۔ یہ لوگ زندگی کی اہم بنیادی ضروریات کو تج کر کے نیکی کی ایسی راہ اختیار کرتے ہیں جس سے انسان کا دل آئینہ کی مثل بن جاتا ہے۔ یہ لوگ توجہ سے اپنے مخاطب کے احوال سے کسی نہ کسی حد تک مطلع ہو جاتے ہیں۔ یہی غیب دانی اور کرامت ہوتی ہے۔

لیکن اسلام ایسی روحانی ترقی کا قائل ہے جس کا راستہ دنیا کے اندر سے ہو کر

Marfat.com

بڑھتا ہو۔ یہ روحانی ترقی کم یا زیادہ، مقبول ہے۔ اسلام میں اس روحانیت کو زہد کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ "دنیا کی محبت کو دل میں جاگزین نہ ہونے دیا جائے۔ عیب کی بات حصول دنیا نہیں ہے بلکہ "حب دنیا" ہے۔

۲) کشف و مشاہدات

یہ لوگ رجال الغیب کی تسخیر کے بعد ان سے احوال دریافت کرتے ہیں۔ یہ مقام انہیں عوام میں مقبول، پروقار اور پرہیئت بنا دیتا ہے۔

۳) مشاہدہ حق

یہ کیف و سرور و مستی کے لئے سماع و رقص جیسے مصنوعی طریقے استعمال کرتے ہیں۔

۴) معاشرتی اور شرعی تکالیف سے آزادی

یہ لوگ حاجت روائی، مشکل کشائی، نذر و نیاز کی آڑ میں معاشرتی اور شرعی ذمہ داریوں سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔

۵) شعبدہ بازیاں

اپنے لباس اور ہیئت کی تبدیلی سے عوام پر اپنی خدائی کی دھاک بٹھاتے ہیں۔ سیاہ کپڑے، ہاتھوں میں کنگن یا کڑے، گلے میں طوق و زنجیریں آگ میں کودنا، انگاروں اور سانپوں سے کھیلنا نماز و روزہ اور دوسرے شرعی احکام سے یکسر غافل و بے پرواہ۔

ان تمام باتوں سے یہ مافوق البشر ہستیاں گمان ہوتی ہیں اور لوگ ان سے بننے کی سعی کرتے ہیں۔

عوام میں مقبولیت کے اسباب

۱) غیب سے دلچسپی

عوام غیب کی باتیں جاننا چاہتی ہے تاکہ اپنے آئندہ کے واقعات کا قبل از وقت

Marfat.com

معلوم کر سکے۔ حالانکہ قرآن کریم میں حضور نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے ۷ / ۱۸۷: "اے محمد ﷺ کہہ دو کہ میں تو اپنے بھی فائدے اور نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی خبریں جانتا ہوتا' تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔"

۲) غیب معلوم کرنے کے ذرائع

۱۔ علوم نجوم یا جوتش۔ ۲۔ علم رمل۔ ۳۔ کہانت۔ ۴۔ طلسمات۔ ۵۔ جوگ یا یوگ الف) ان علوم میں رجال الغیب کا دخل ہوتا ہے۔ ب) یہ سب علم و فن غیر شرعی اور اکتسابی ہیں۔ ج) ان سے درست احوال سے آگاہی بھی ان کے صائب ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

۳) تصرف کا عقیدہ

ان کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ یہ ان کی حاجت روائی اور مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ اور وہ ان سے غیر مشروط اطاعت پر عہد و پیمان کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں اللہ کی مرضی کے ماسوائے کوئی کام نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی ایسا انسان ہے جس کی تمام خواہشات اور آرزوئیں پوری ہو جائیں اور نہ ہی کوئی ایسا انسان ہے جس کی کوئی بھی تمنا پوری نہ ہوئی ہے۔

۴) مستی نجات کا عقیدہ

مریدان باصفا کا خیال ہے کہ انہیں دنیا اور آخرت میں تصرف و اقتدار حاصل ہے اور اخروی نجات کی ذمہ داری پیر صاحبان پر ہے۔

۵) مرنے کے بعد بھی تصرف کا عقیدہ

پیر و مرشد کی روح ہر جگہ مرید کی فریاد سنتی ہے۔ اور حاجت براری کرتی ہے۔ تاہم قبر سے صاحب قبر کی روح کا سلسلہ نسبتاً زیادہ قائم رہتا ہے۔

اسلام اور رہبانیت

Marfat.com

معالم التنزیل میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ عورتوں کو' کھانے کو' خوشبو کو اور دنیا کی لذیذ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے لگے ہیں۔ میں تمہیں صوفی اور درویش اور راہب اور تارک الدنیا بننے کا حکم دینے نہیں آیا۔ کیونکہ گوشت چھوڑ دینے اور خانقاہوں میں بیٹھ جانا میرے دین میں نہیں ہے۔''

''میری امت کی سیاحت روزہ ہے۔ ان کی رہبانیت جہاد ہے۔''

اللہ کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ حج اور عمرہ کرتے رہو۔ نماز' روزہ اور زکوۃ کی ادائیگی اور پابندی کرو اور استقامت دکھاؤ تاکہ تمہارے معاملات بھی درست کر دیئے جائیں۔

تم سے اگلے لوگ انہیں سختیوں کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ جوں جوں اپنے اوپر سختی کرتے گئے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان پر سختی کرتا گیا۔ ان کے باقیات اب گرجوں اور عبادت گاہوں میں باقی رہ گئے ہیں۔

اس کی تائید میں وحی الٰہی نازل ہوئی: ''اے ایمان والو! جو پاک چیزیں اللہ نے تم پر حلال کی ہیں۔ انہیں حرام نہ کرو۔''

اس طرح سے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور انہوں نے لذات سے کنارہ کشی کی خود ایک نئی بات نکالی' جس کا ہم نے ان کو حکم نہیں دیا تھا مگر انہوں نے (اپنے خیال کے مطابق) خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (آپ ہی ایسا) کر لیا تھا پھر جیسا اس کو نباہنا چاہیئے تھا' نباہ نہ کر سکے۔ پھر جو لوگ ان میں سے ایمان لائے۔ ان کو ہم نے ان کا اجر دیا اور ان میں سے زیادہ نافرمان ہیں (۵۷:۲۷)

بخاری' کتاب الصوم' باب حق الاہل فی الصوم میں روایت کردہ حدیث ہے:

''انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سنا' آنحضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچ گئی کہ میں لگاتار روزے رکھا کرتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہوں' یا تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا' یا میں خود آپ ﷺ سے ملا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تو روزے رکھتا ہے اور افطار نہیں کرتا اور نماز پڑھے جاتا ہے۔ ایسا کر کہ روزہ رکھ اور افطار بھی کر۔ قیام بھی کر اور سو بھی کیونکہ تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے' تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بی بی' بال اور بچوں کا بھی تجھ پر حق

Marfat.com

ہے۔ میں نے عرض کی: "مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے" آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ' میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے' ایک دن افطار کرتے اور دشمن کے مقابلہ میں نہ بھاگتے۔" میں نے کہا "یا رسول اللہ ﷺ! اس بات کی میری طرف سے کون ذمہ داری لے سکتا ہے۔" عطا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "میں نہیں جانتا کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی نسبت آنحضرت ﷺ نے کیا کچھ فرمایا' بس اتنا جانتا ہوں کہ آپ ﷺ نے دوبار فرمایا: "جس نے ہمیشہ روزہ رکھا' اس نے روزہ نہیں رکھا۔" یہ حدیث بخاری میں کئی طرح سے مذکور ہے۔

بخاری' کتاب النکاح' باب الترغیب فی النکاح میں روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "تین آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی بیبیوں کے گھر آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ یہ آنحضرت ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھتے تھے۔ جب انہیں بتلایا گیا' تو انہوں نے گویا (حضور اکرم ﷺ کی اتنی عبادت کو) کم سمجھا اور کہنے لگے: کہاں ہم اور کہاں حضور اکرم ﷺ جن کے پہلے اور پچھلے سب گناہ معاف کئے جا چکے ہیں۔ (یعنی ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہئے) پھر ایک نے کہا: میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی روزہ نہ چھوڑوں گا۔ اور تیسرے نے کہا: ہمیں ہمیشہ عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا۔ اور کبھی نکاح نہ کروں گا۔ اتنے میں حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور ان لوگوں سے پوچھا: کیا تم لوگوں نے یہ باتیں کی ہیں؟ خدا کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور پرہیزگار ہوں اس کے باوجود روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں رات کو نماز پڑھتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہو' تو جو کوئی میری سنت کو ناپسند کرے اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں"

ان احادیث کا حاصل ہے: ۱) مجرد زندگی گزارنا' معاشرتی زندگی سے گریز' نفس کے تزکیہ کے لئے بدن کو فاقوں مارنا اور عبادت خواہ کیسی ہی افضل کیوں نہ ہو' اس میں سنت نبوی سے آگے بڑھنا' یہ سب باتیں شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔ ۲) جو شخص بھی زہد و تقویٰ و عبادت میں حضور اکرم ﷺ کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے گا وہ گمراہی بدعت و ضلالت و کفر کا مرتکب ہوگا۔ بدعت ہمیشہ نیک ارادوں اور

Marfat.com

ثواب کی نیت سے شروع کی جاتی ہے۔ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

تصوف

انبیاء کا منصب "تزکیہ نفس" تھا۔ نفس انسانی کی پاکی اور صفائی، رب واحد کی اطاعت اور عبودیت اس کا حاصل تھا۔ تصوف درحقیقت تزکیہ نفس ہی کا نام ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں تحریر کیا ہے۔ "تصوف سلوک حقیقی کا ایک گوشہ ہے۔ اس کا کام نفس کی تہذیب اور اس کا تزکیہ ہے تاکہ اس کو رفیق اعلیٰ کی صحبت کی سیر کے لئے تیار کر دے۔" تصوف کی اہمیت اور افادیت کے بارے میں مختلف افکار و نظریات ہیں۔ اس کی ماہیت اور لغوی معنی کے بارے میں بے شمار اقوال ہیں لیکن ان سب کا لب لباب یہی ہے کہ "تصوف" نفس کا تزکیہ ہے۔ اور یہ اسلام کو دین فطرت کے طور پر ماننے، محسوس کرنے اور اختیار کرنے کا نام ہے اور یہ کتاب و حکمت سے ماخوذ ہے۔"

تصوف۔ ارتقاء

ابتداء سے آج تک مختلف ادوار اور اقوام میں ہادی، پیغمبر، مصلحین آتے رہے۔ انبیاء و رسل، آسمانی ہدایت کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی فلاح و فوز کے ضامن بن کے آئے۔ انہوں نے جہالت و ضلالت کی تاریکیوں سے روشنی کی طرف لانے کا کام کیا۔ جب مختلف عوامل اور اسباب کے تحت انسان گمراہی کا شکار ہو گئے تو انبیاء کے نیک اور انسان دوست پیروکاروں نے اصلاح و ہدایت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کیا۔ ان نیک انسانوں نے نیک نیتی سے خارجی انقلاب لانے کے لئے داخلی انقلاب کی جدوجہد کی۔ اخلاقی تربیت، تعمیری اور صالح انداز فکر پیدا کرنے کے لئے ہر دور میں ایسی کوششیں جاری رہیں۔ ہندوؤں، یونانیوں، چینیوں، مصریوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی اصلاحی اور الہامی کتب اس کی استنادی شہادت ہیں۔

تصوف اور اسلام

اسلامی تصوف کے حامی قرآن و سنت کو اس کا اصل منبع تصور کرتے ہیں اور

Marfat.com

اس کے لئے قرآن و حدیث سے استدلال لاتے ہیں۔

مسلم متصوفین میں اولین میں اس وصف کے لوگ عباد' زہاد اور صالحین کہلائے۔ ان لوگوں نے بدلتے ہوئے حالات میں جب ملوکیت نے خلافت کی جگہ لے لی تھی اور سادہ طرز زندگی کے بجائے عیش و عشرت اور خدا فراموشی کا جذبہ پیدا ہو رہا تھا۔ دین اسلام کی حقیقی روح پیدا کرنے کی کوشش کی۔ یہ لوگ اپنی دین داری سخت ریاضت و عبادت' حب الٰہی' دنیاوی جاہ و مال سے بے نیازی اور سادگی کے سبب دوسرے لوگوں سے ممتاز نظر آتے تھے۔ لوگ انہیں عقیدت و احترام سے دیکھتے تھے۔

دوسری صدی میں یونانی فلسفہ کا اسلامی نظریات پر اثر پڑنا شروع ہو گیا۔ اسی دور میں حارث بن اسد محاسبی (م ۲۴۳ھ) نے سب سے پہلے تصوف پر رسالہ "الرعایۃ" لکھا۔ اس میں محاسبہ نفس پر زور دیا گیا تھا۔ یہی پہلا شخص تھا جس نے فقر و فاقہ اور نفلی عبادات میں غلو سے کام لیا تھا۔

صوفی کی اصطلاح بھی اسی صدی کی ایجاد ہے اور سب سے پہلے ابوہاشم محمد بن احمد الصوفی کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ چونکہ اون کا موٹا کپڑا پہنتے تھے۔ اور خرقہ یا گدڑی ان کا شعار یا علامت بن چکی تھی۔ لہٰذا یہ صوفی کہلائے۔ ابتدائی دور کے اسلامی تصوف کے زہد پرست صوفیاء درحقیقت زہاد و عباد تھے۔ زہد و تقویٰ ان کا مقصد تھا۔ اور بعد کے ادوار کے فلسفہ زدہ صوفیاء میں فلسفہ کی آمیزش ہو گئی اور مابعد الطبیعیات اور ہمہ اوست کا مسئلہ شامل ہو گیا۔ ان فلسفہ زدہ صوفیاء نے نزاع خیز تصورات' حلول' وحدت ادیان' فنائے نفس' شریعت و طریقت' باطنی کیفیات کو اپنایا۔ اور اپنے اپنے صوفیانہ مکتب فکر قائم کئے۔ اور شیوخ نے باقاعدہ حلقہ ہائے ارادت میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ علم ظاہر اور علم باطن نے تصوف کو زیادہ متنوع بنا دیا۔ اس مقام پر فقہائے کرام اور علمائے عظام نے ان کے اعلان الوہیت کو ناپسند کیا۔ کیونکہ یہ لوگ صوفیاء کی بعض تعلیمات کو نہ صرف شریعت بلکہ قرآنی تعلیمات کے منافی خیال کرتے تھے۔

منصور حلاج' شیخ شہاب الدین سہروردی اسی رقابت اور تنگ نظری کے سبب سے گمراہ اور مردود قرار پائے اور انہیں سزائے موت دلوائی گئی۔

Marfat.com

آنے والے ایام میں تصوف میں علم الکلام اور فلسفہ کی موشگافیاں داخل ہو گئیں اور کئی غیر ضروری مسائل کو زیر بحث لایا گیا۔ وحدۃ الوجود' وحدۃ الشہود اور حلول کے عقائد داخل ہو گئے۔ بعض باطنی عقائد' نظریہ کشف و کرامت اور شطحیات کو تصوف کا لازمی حصہ قرار دے دیا گیا۔ یوں فلسفیانہ نقطہ نگاہ سے راہبانہ تصوف' غیر اسلامی باتوں کے زیر اثر پروان چڑھا۔ اور اس نے فکری جمود پیدا کر دیا۔ کیونکہ تصوف نے ایک ایسا اخلاقی اور معاشرتی نصب العین پیدا کر دیا جو آخر کار مسلمانوں کی بربادی کا باعث ہوا۔ کیونکہ یہ تصوف قرآن و حدیث سے نا آشنا ہو گیا تھا۔

عباد' زہاد اور صلحاء کے تذکرہ نگاروں میں

۱۔ ابو عبدالرحمن السلمی	۴۱۲ھ طبقات الصوفیاء
۲۔ ابوسعید بن الاعرابی	
۳۔ ابو نعیم اصفہانی	۴۳۰ھ حلیتہ الاولیاء : ۲۰ جلدیں
۴۔ استاذ ابوالقاسم القشیری	۴۶۵ھ رسالتہ القشیریہ
۵۔ شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری	۴۶۵ھ کشف المحجوب
۶۔ فرید الدین عطار	۶۳۰ ھ تذکرۃ الاولیاء
۷۔ عبدالحق محدث دہلوی	اخبار اخیار

زیادہ مشہور ہیں۔

نامور عباد' زہاد اور صلحاء

۱۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ	۳۸ھ
خیر التابعین : اویس بن عامر	
۲۔ حرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ	
۳۔ ابو علی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۰ھ
۴۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ	۹۳ھ
۵۔ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۶/۷/۱۴۳ھ

Marfat.com

۶- ابو حازم مکی رحمۃ اللہ علیہ	
۷- محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۷ھ/۷۳۷ء
۸- ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۲ھ
۹- خواجہ عبدالواحد الزید رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۰ھ
۱۰- فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۷ھ
۱۱- شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۵ھ
۱۲- معروف بن فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۰ھ
۱۳- ابوسلمان درانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۸ھ
۱۴- حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۰ھ
۱۵- بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ	۲۱۷ھ
۱۶- خواجہ حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۶
۱۷- خواجہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ	۳۲۹ھ
۱۸- حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۳ھ
۱۹- ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ	۲۴۵ھ
۲۰- سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	۲۵۹ھ
۲۱- بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۲۶۱ھ
۲۲- سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۳ھ
۲۳- حکیم ابوعبداللہ علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۵ھ
۲۴- ابو ہبیرہ بصری	۲۸۷ھ
۲۵- عبداللہ دقاق	۲۹۰ھ
۲۶- ابوالحسن نوری	۲۹۵ھ
۲۷- ابوزکریا یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۵ھ
۲۸- جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۸ھ
۲۹- ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۸ھ
۳۰- عمر بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۷ھ

Marfat.com

۳۱۔ علو ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۸ھ
۳۲۔ ابوالحسن محمد بن اسماعیل خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ	۳۲۲ھ
۳۳۔ ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ	۳۲۸ھ
۳۴۔ ابو محمد رویم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ	۳۰۳ھ
۳۵۔ ابو احمد ابدالی رحمۃ اللہ علیہ	۳۵۵ھ
۳۶۔ بو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	۴۷۷ھ
۳۷۔ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ	۴۶۵ھ
۳۸۔ علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ	۴۶۵ھ
۳۹۔ خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ	۵۲۷ھ
۴۰۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۵۶۱ھ
۴۱۔ شہاب الدین سہروردیؒ	۶۳۲ھ

برصغیر (پاک و ہند) کے صوفیاء

خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ	۶۰۳ھ / ۶۱۷ھ
خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	۶۳۱ھ
خواجہ بختیار الدین کاکی رحمۃ اللہ علیہ	۶۳۴ھ
شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ	۶۴۲ھ
بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ	۶۶۱ھ
فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	۶۶۸ھ
شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ	۶۸۴ھ
علاؤ الدین صابر رحمۃ اللہ علیہ	۶۹۰ھ

کتب تصوف	تالیف	وفات
۱۔ الطواسین	حسین بن منصور حلاج	۳۰۹ھ
۲۔ اللمع فی التصوف	ابونصر سراج طوسی	۳۷۸ھ
۳۔ التصرف فی المذہب اہل تصوف	ابوبکر محمد کلاباذی	۳۸۰ھ

Marfat.com

۴۔ قوت القلوب	ابو طالب مکی	۳۸۲ھ
۵۔ طبقات الصوفیاء	ابوعبدالرحمان اسلمی	۴۱۳ھ
۶۔ بہجتہ الاسرار	ابوالحسن جہضمی	۴۱۴ھ
۷۔ حلیتہ الاولیاء	ابونعیم اصفہانی	۴۳۰ھ
۸۔ رسالہ قشیریہ فی التصوف	ابوالقاسم قشیری	۴۶۵ھ
۹۔ کشف المحجوب	شیخ علی ہجویری	۴۶۵ھ
۱۰۔ منازل السائرین	ابواسماعیل ہروی	۴۸۱ھ
۱۱۔ احیائے علوم کیمیائے سعادت	امام غزالی	۵۰۵ھ
۱۲۔ فتح الغیوب / غنیتہ الطالبین	عبدالقادر جیلانی	۵۶۱ھ
۱۳۔ عوارف المعارف	شہاب الدین سہروردی	۶۳۲ھ

صوفیاءِ کرام کا شجرہ طریقت:

۱) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ مسلم صحیح ص ۱۷ پر تحریر کیا ہے: اس دین طریقت کے ذریعے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے سے جو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے: ۲۔ ملا علی قاری مصنف "موضوعات کبیر" نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو تسلیم نہیں کیا۔ ۳) دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے اس سلسلہ طریقت کو پوری تحقیق کے بعد منحول قرار دیا ہے۔: اس پر مفصل بحث کی ہے:

موجودہ شجرہ طریقت' چودھویں صدی عیسوی میں استاد ابن ابی اصیبعہ نے مرتب کیا اور اس وقت سے یہ معروف ہے:

شجرہ طریقت

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ	الشہید	۴۰ھ
۲۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	المتوفی	۱۱۰ھ
۳۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	"	۱۵۶ھ
۴۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	"	۲۰۰ھ

Marfat.com

۵- حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۶ھ

۶- حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۳ھ

۷- حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ۲۹۸ھ

ابن جوزی اور علامہ ذہبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس سلسلے کے قدیم ترین چار واسطے منحول ہیں:

بعض طریقت کے سلسلے ایسی اسناد استعمال کرتے ہیں۔ جن میں معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰۶ھ) سے پہلے نو شیعہ اثنائے عشری امام آتے ہیں۔ قادری اور سہروردی اپنا سلسلہ آٹھویں امام حضرت موسیٰ رضا (۲۰۳ھ) سے ملاتے ہیں۔ جبکہ چشتی اپنا سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منتقل کرتے ہیں۔

۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ ۴۰ھ

ابو تراب' ابوالحسن علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم

۲- حضرت حسن رضی اللہ عنہ ۵۰ھ

۳- حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ

۴- حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ۹۵ھ

ابوالحسن علی (اصغر) بن حسین بن علی بن ابوطالب

۵- امام باقر رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۴ھ

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی

۶- امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۸ھ

ابو محمد جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی

۷- موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۳ھ

محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی

۸- موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۳ھ

علی بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

۹- محمد بن علی تقی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲۱ھ

Marfat.com

محمد بن علی بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

۱۰۔ علی نقی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۵ھ

علی بن محمد بن علی بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین

۱۱۔ حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۰ھ

سلسلہ چشتیہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	المتوفی	۱۱۰ھ
حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ	"	۱۷۶ھ
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ	"	۱۸۷ھ
حضرت ابواسحاق ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ	"	۱۶۲
حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ	"	۲۰۲ھ
حضرت خواجہ امین الحق ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ	"	۲۸۷ھ
حضرت خواجہ کریم الدین علوی دینوری رحمۃ اللہ علیہ	"	
حضرت خواجہ شریف الدین ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ	"	۳۲۹ھ
حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ	"	۳۵۵ھ
حضرت خواجہ ابی احمر ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ	"	
حضرت قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ	"	۵۱۷ھ
حضرت خواجہ منیر الدین محمد شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ	"	۵۷۶ھ
حضرت خواجہ ابی النور عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ	"	۶۰۳ھ
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ	"	۶۳۲ھ
حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	"	۶۳۳ھ
حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	"	۶۶۶ھ
حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ	"	۷۲۴

سلسلہ قادریہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	المتوفی	۱۱۰ھ

Marfat.com

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	"	۱۵۶ھ
حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	"	۱۶۳ھ
حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ	"	۲۰۲ھ
حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	"	۲۵۰ھ
حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	"	۲۹۷ھ
حضرت ابی بکر جعفر بن یونس شبلی رحمۃ اللہ علیہ	"	۳۳۵ھ
حضرت عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ	"	۴۲۵ھ
حضرت ابوالفرح محمد بن عبداللہ طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ	"	۴۴۷ھ
حضرت ابوالحسن علی بن محمد ہنکاری القرشی رحمۃ اللہ علیہ	"	۴۸۴ھ
حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ	"	۵۰۸ھ
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	"	۵۶۱ھ
حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	"	۵۶۳ھ
حضرت ابویاسر عمار رحمۃ اللہ علیہ	"	۵۸۲ھ
حضرت ابو نجم احمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ المعروف شیخ الکبری رحمۃ اللہ علیہ	"	۶۱۸ھ
حضرت شیخ ابوسعید مجدد الدین شرف رحمۃ اللہ علیہ	"	

سلسلہ نقشبندیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	المتوفی	۲۶۱ھ
حضرت ابوعلی مصری رحمۃ اللہ علیہ	"	۳۲۱ھ
حضرت ابوعلی کاتب رحمۃ اللہ علیہ	"	۳۴۲ھ
حضرت ابوعثمان سعید بن سلام مغربی رحمۃ اللہ علیہ	"	۳۷۳ھ
حضرت ابو عمرو ابراہیم زجاجی رحمۃ اللہ علیہ	"	۳۸۱ھ
حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	"	۴۲۵ھ
حضرت ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	"	۴۷۷ھ
حضرت ابویعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	"	۵۳۴ھ

Marfat.com

خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ	″	۵۷۵ھ
حضرت عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	″	۷۱۵ھ
حضرت خواجہ محمود الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ	″	۷۱۵ھ
خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ	″	۷۲۱ھ
حضرت محمد بابا سماسی	″	۷۵۵ھ
حضرت خواجہ سید میر کلال	″	۷۷۲ھ
حضرت بہاؤ الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	″	۷۹۱ھ
حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	″	۸۰۲ھ
حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	″	۸۵۱ھ
حضرت ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	″	۸۹۵ھ
حضرت محمد زاہد رخشی رحمۃ اللہ علیہ	″	۹۳۶ھ
حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ	″	۹۷۰ھ
حضرت مولانا محمد خواجگی امکنگی	″	۱۰۰۸ھ
حضرت محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	″	۱۰۱۲ھ
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	″	۱۰۳۵
حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	″	۱۰۷۹ھ

سلسلہ سہروردیہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	المتوفی	۱۱۰ھ
حضرت ابو محمد الحبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	″	۱۵۲ھ
حضرت ابی سلیمان ابوداؤد بن نصر طائی رحمۃ اللہ علیہ	″	۱۶۲ھ
حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ	″	۲۰۲ھ
حضرت ابوالحسن سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	″	۲۵۰ھ
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	″	۲۹۷ھ
حضرت شیخ ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ	″	۲۹۸ھ
حضرت شیخ احمد اسود دینوری رحمۃ اللہ علیہ	″	۳۶۷ھ
حضرت شیخ معمر نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ		

Marfat.com

حضرت شیخ ابو حفص قاضی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ " ۵۶۳ھ
حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص " ۶۳۲ھ
حضرت عمر بن محمد الکبری سہروردی
حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا القریشی الاسدی رحمۃ اللہ علیہ " ۶۶۱ھ
حضرت شیخ صدر الدین عارف بن بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ " ۶۸۴ھ
حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی " ۷۳۵ھ
بن شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ
حضرت میر سید مخدوم جہانیاں بخاری رحمۃ اللہ علیہ " ۷۸۵ھ

صوفیاء کی تعلیم و تربیت کا ردعمل۔ بھگتی تحریک

صوفیاء کی تعلیم و تربیت جو کشف و کرامات' قبوری شرک اور شرکیہ افعال اور غیر مسلموں کے ساتھ مخلوط معاشرت پر مبنی تھیں۔ عوام جو عملاً" ہندو مت سے تائب ہو کر صوفیاء کے توسط سے مسلمان ہوئے تھے' نے اپنائیں اس سے وہ مسلمان تو ہوئے لیکن ان کی معاشرت میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہوا۔ اگر وہ پہلے مندروں میں بتوں کے سامنے سربسجود تھے تو اب مقابر سجدہ گاہ بن گئے۔ پہلے دیوتا حاجت روا تھا تو اب صوفیاء مرادیں پوری کرنے لگے احکام اسلام کی پابندی اور اعمال حسنہ کی کوئی قیمت نہ تھی۔ روحانی مدارج' شرکیہ وظائف' چلہ کشی اور مرشد کی توجہ کے محتاج ہو کر رہ گئے۔

ہندو نے ردعمل کے طور پر "بھگتی تحریک" کا آغاز کیا بھگتی تحریک میں مشترک باتوں پر زور دیا گیا مثلاً" ۱) مسلمان صوفیاء اتحاد و حلول کے قائل تھے تو رشی' منی' سادھو' سنت سبھی اتحاد و حلول کے قائل تھے۔ ۲) مسلمان ولی کرامات دکھلا سکتے تھے تو اسی طرح کی کرامات ان کے سادھو اور جوگی بھی دکھلاتے تھے۔ ۳) ہندو اپنے دیوتا اور دیویوں کی حیات جاودانی کے قائل تھے۔ تو مسلمان بھی اپنے فوت شدہ بزرگوں کی حیات جاودانی کے قائل تھے۔ نزاعی کیفیت صرف ذات پات کی تقسیم تھی۔ چنانچہ ہندو

Marfat.com

مصلحین نے اس نزاعی ذات پات کے مسئلہ کو ایک طرف رکھ دیا اور "بھگتی تحریک" کا آغاز کیا۔

جنوبی ہند سے اس کی داغ بیل پڑی۔ چونکہ عرب تاجروں کے قدیم زمانہ سے جنوبی سواحل ہند سے تجارتی روابط تھے۔ اسلام کے بعد یہ تاجر مبلغین کا کام بھی سرانجام دینے لگے۔ سندھ، گجرات، مالا بالا، گونکن، کارو منڈل کے بحری اڈے ان کی تجارتی کوٹھیاں تھیں۔

نویں صدی عیسوی میں ان علاقوں میں اسماعیلیہ داعیوں کی آمد نے اسلامی تعلیمات کا رنگ بدل دیا۔ شیخ زین الدین ابویحیٰ ۸۷۳ء۔۹۲۳ء نورست گرو، پیر صدر الدین الحسینی ۸۸۹ھ پیر صدر الدین قدیم وید شاستر کے ماہر تھے۔ ہندو انہیں ہریش چندر اور سوہ دیو کے نام سے پکارتے تھے۔ انہوں نے جماعت خانہ سندھ میں کوٹڑی کے مقام پر بنایا۔ اور ہندوؤں کو مقامی زبان اور مقامی اصطلاحات میں دعوت دی۔ انہوں نے اللہ کو "برہما" حضرت آدم علیہ السلام کو "شیوا" اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "وشنو" سے تعبیر کیا۔ شریعت سے انحراف ان اسماعیلی داعیوں کا طریقہ تھا۔ "ست پنتھی" نامی بھگتی فرقہ کے بانی سید امام الدین اسماعیل تھے۔

بھگتی تحریک: منشور

۱) ایشور سے لو لگانا

۲) جگ میں جگ دیو کی چمک دمک اور روپ میں سروپ کی جھلک دیکھنا۔

۳) بھگوان اور اللہ، رام اور رحیم کو ایک جاننا

۴) سب آدمیوں سے پریم کرنا اور پریم کی نوبت بجانا۔

۵) چمار، چنڈال، ترک افغان ہندو مسلم ذات پات اونچ نیچ کو نہ ماننا۔

۶) پوجا، پاٹ، جنتر، منتر، تیرتھ یاترا، گنگا اشنان، برت، تلک، مالا سب دکھلاوے اور رسومات سے انکار کرنا

۷) کسی کو دکھ نہ دینا اور دکھیوں کی سیوا کرنا۔

Marfat.com

۸) دہن دولت کا موہ نہ لینا

۹) من کی جوت جگانا اور تن کے سکھ کی پرواہ نہ کرنا

۱۰) سرکار دربار سے پرے رہنا' گیان دھیان کی دیپک جلانا

بھگتی تحریک۔ دراصل ایک ردعمل تھا۔ یہ سماجی رویہ اور ماحول کا جبر تھا۔ جس نے اس تحریک کو پروان چڑھنے میں مدد دی۔ یہ دراصل ہندو روپ میں صوفیانہ تصوف تھا۔

جن تقاضوں کے زیر اثر یہ تحریک جنوبی ہند میں پروان چڑھی۔ انہیں تقاضوں کے پیش نظر شمالی ہند میں بھی یہ تحریک شروع ہوئی۔

سوامی رامانند نے اس کا بیج بویا۔ ان کے چیلے بھگت کبیر' پیپا' اننت نند' بھوانند' سکھا' سرسرا' پدماوتی' رائے داس دھنا نے اس پودے کو پروان چڑھایا۔

۱) رامانج (۱۰۱۶۔۔۔۱۱۳۷ء)' مدراس

رامانج ایک برہمن کے گھر پیدا ہوا۔ یہ بھگتی تحریک کا بانی ہے۔ وحدانیت کا قائل' برہما اور ایشور ایک ہی ہیں۔ وہی پرماتا (روح اعظم) ہے۔ اس کی ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں۔ وہ ہر فعل سے مبرا ہے۔ اسی سے روح و مادہ نکلتے ہیں۔ روح خدا کو صرف بھگتی (ریاضت شاقہ) سے حاصل کر سکتی ہے۔ یہ ذات پات کے قائل تھے لیکن شودروں اور چنڈالوں کے حق عبادت کو تسلیم کرتے تھے۔ فرض۔ ریاضت اور بھگتی تین درجات تھے۔

۲) سوامی رامانند ۱۲۹۹ء۔ الہ آباد۔ برہمن

رامانج کے پانچویں چیلے تھے۔ ذات پات کے سخت مخالف تھے۔ سنسکرت ترک کر دی۔ تمام تیرتھ یاترا کی۔ ہر ذات کے لوگ ان کے حلقہ ارادت میں تھے۔ یہ شیخ تقی سہروردی سے متاثر تھے۔ رام چندر اور سیتا جی کو وشنو کا اوتار قرار دے کر ان کی پوجا کو رواج دیا۔ ان کے بارہ چیلے مشہور تھے۔ ان کے دوہے ادب کی میراث ہیں۔

Marfat.com

۳) سوامی ولبھ اچاریہ ۱۴۷۹ء۔ دکن۔ برہمن

کرشن کو وشنو کا اوتار قرار دے دیا۔ کرشن اور رادھا کی محبت میں شرکت، دائمی مسرت اور بھگتی کے مترادف ہے۔ بھگتی، نفس کشی، ترک دنیا اور مایا کے جال سے نفرت اصول تھے۔

۴) سوامی جے تنیہ ۱۴۵۸ء۔ بنگال۔ برہمن

بھگتی کے پرچارک، پریم اور شانتی کے ماننے والے۔ کرشن ہر آتما میں موجودہ ہے۔ محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں اصول تھے۔

۵) بھگت کبیر ۱۴۴۰۔۱۵۱۸ء۔ بنارس۔ برہمن

یہ رامانند سوامی ۱۲۹۹ء، شیخ تقی سہروردی اور بھیکا سے متاثر تھے۔ بت پرستی کے مخالف، وحدانیت کے قائل۔ ذات پات کو گمراہ کن کہا۔ ان کے دوہے ادبی میراث ہیں۔

۶) بابا گورو نانک ۱۴۲۰ء (تلونڈی) ننکانہ صاحب ۱۵۳۸ء کرتار پور

یہ سکھ مت کے بانی بنے۔ اسلامی تصوف سے بے حد متاثر تھے۔ تیرتھ یاترا، خانقاہوں کی زیارت اور ترک دنیا کے بعد اپنے نئے مسلک کے پرچار میں مگن ہوئے۔

Marfat.com

معجزہ

تعارف:

"معجزہ عاجز کرنے والا واقعہ یا عمل ہے۔ ایک ایسا کام جس کے کرنے سے انسانی قدرت عاجز ہو اور اس کا ضعف و بے بسی واضح ہو۔" یہ عجز اور بے بسی صرف وقتی نہ ہو بلکہ استمراء زمانہ سے یہ ضعف انسانی اور مبرہن ہو جائے۔

معجزہ کی تاثیر کا تعلق رب کریم کی ذات سے ہے۔ اس کی قدرت کاملہ کا ظہور کسی خاص وقت میں کسی ایسے طریقے پر ہوتا ہے کہ عقل انسانی حیرت زدہ اور فکر و فہم انسانی مبہوت ہو جاتے ہیں۔ عقل و فکر کے وہ تمام پیمانے عاجز رہ جاتے ہیں۔ جن سے انسان مختلف اشیاء کو اپنی گرفت میں لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء و رسل کے ذریعے ایسے واقعات کو ظہور بخشتا ہے جن کو دیکھ کر انبیاء کے مخاطبین حیران و ششدر رہ جاتے ہیں۔

معجزہ اللہ تعالیٰ کا خاص فعل ہے۔ کیونکہ کائنات کا نظام اس کی عادت عامہ کے مطابق چل رہا ہے۔ جسے ہم علمی زبان میں "قدرتی طبعی قانون" کہتے ہیں۔ پوری کائنات ان قوانین طبعی کے اندر جکڑی ہوئی ہے۔ اس کی غالب قوت نے جو ضوابط طے کر دیئے ہیں۔ یہ کائنات بے چون و چراں ان کے مطابق چل رہی ہے۔

"اور سورج ہے کہ اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے اور یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے اور چاند ہے کہ اس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گزرتا ہوا وہ کھجور کی سوکھی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے۔ یہ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔" یاسین: ۳۶،۳۸،۴۰

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت خاصہ کے تحت قانون طبعی معطل ہو جاتا ہے اور ایک خاص واقعہ رونما ہوتا ہے۔ جس کی توجیہ مادی قوانین کے تحت نہیں کی جا سکتی۔ ایسا ہونا اس امر کی دلیل ہوتا ہے کہ خالق کائنات نے اپنی قدرت کے اظہار اور اپنے کسی خاص بندے کی تائید میں ایک خرق عادت واقعہ صادر کیا ہے۔ یہ

Marfat.com

واقعہ دو اعتبار سے معجزہ ہوتا ہے۔ ایک لحاظ سے تو وہ قانون عامہ کو توڑ دیتا ہے جو ایک انوکھا صدور ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے وہ عام انسانوں کو کہہ دیتا ہے کہ وہ اسی طرح کا کوئی کام کر سکیں۔ معجزہ چونکہ خدائی فعل ہوتا ہے اس لئے جن برگزیدہ ہستیوں کی تائید میں واقع ہوتا ہے۔ وہ بھی اسے الٰہی فعل ہی قرار دیتی ہیں۔

قانون عامہ اور عادات خاصہ سنت اللہ کے مظاہر ہیں اور تاریخ انسانی میں ان کا ظہور ایک مسلم حقیقت ہے۔

تاریخ انبیاء پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور رسل کی تائید میں معجزات کا ظہور کرتا رہتا ہے۔ معجزہ نبوت کی دلیل ہوتا ہے اور اس کی عملی تصدیق۔

امر واقعہ ہے کہ نبی جب نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب سے خصوصی تعلق ہے اور میری اطاعت کے بغیر نجات کی راہ نہیں ہے۔ اور اس کی حقانیت پر وہ یہ دلیل پیش کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں اور زبان سے وہ چیزیں ظاہر فرمائے گا جو اس کی عادت عامہ کے خلاف ہوں گی۔ اور تمام انسان مل کر بھی اس کی نظیر لانے میں عاجز ہوں گے۔ لہٰذا جب معجزے کا ظہور ہوتا ہے تو وہ نبوت کی تصدیق اور حقانیت کی دلیل ہوتا ہے۔ تمام انبیاء کی تائید و تصدیق کے لئے معجزات کا ظہور ہوا۔

اکثر انبیاءؑ سے ان کی قوموں نے فرمائشی معجزہ جات طلب کئے: کفار مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا:

۹۲-۹۱-۹۰ : ۱۷ "اور انہوں نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمے جاری کر دے یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو پھر تو اس کے درمیان نہریں جاری کر دے یا جیسا تیرا دعویٰ ہے۔ ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا توڑ کر گرا دے۔ یا تو اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لئے سونے کا ایک گھر ہو یا تو (ہمارے سامنے) آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تو تیرے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہیں لائیں گے تاوقتیکہ تو ہم پر ایک ایسی کتاب نہ اتارے جس کو ہم خود پڑھ لیں۔ (اے نبی) کہہ دے کہ میرا پروردگار (عجز)

Marfat.com

سے پاک ہے۔ میں تو صرف بھیجا ہوا ایک آدمی ہوں اور بس ○"

یا قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا:

۱۵۴ : ۲۶ "تو تو ہم ہی جیسا آدمی ہے۔ سو اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی لا ○

حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی بطور نشانی پیش کی۔

۷۳ : ۷ "یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ اسے کھلا پھرنے دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور بدی کے ارادے سے اسے ہاتھ نہ لگانا کہ تمہیں دردناک عذاب آ پکڑے گا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے دعویٰ نبوت کیا اور ہدایت کی دعوت دی تو فرعون نے بھی معجزہ طلب کیا:

کہا: اگر تو کوئی نشانی لایا ہے تو اسے ہمارے سامنے لا اگر تو سچا ہے۔ ۱۰۶ : ۷

تب اس نے لاٹھی زمین پر ڈال دی تو فوراً ہی ایک صریح اژدہا بن گئی اور اپنا ہاتھ اندر سے نکالا تو وہ اسی دم دیکھنے والوں کو چٹا نظر آیا۔ پھر اس نے اسے بڑی نشانی دکھلائی۔ ۲۰ : ۷۹

فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ بے شک یہ ایک دانا جادوگر ہے۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کافرین نے معجزہ طلب کئے اور انہیں جھٹلایا اور پیغمبروں کو نعوذ باللہ جادو، ساحر، کاہن کا خطاب دیا۔

معجزہ۔ اقسام

۱۔ نبوت کی دلیل کے طور پر عطا کئے جانے والا

الف۔ جن کی حیثیت دائمی ہوتی ہے اور انبیاء حسب ضرورت یہ معجزہ دکھلا سکتے ہیں۔

i) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ۲ معجزے

لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ید بیضا (روشن ہاتھ)

ii) حضرت سلیمان علیہ السلام

Marfat.com

ہوا اور جنات پر حکومت کرتے تھے اور پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔ ۱۶ : ۲۷ + ۲۱ : ۸۱ + ۲۱ : ۸۲

iii) حضرت داؤد علیہ السلام

لوہا ان کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا تھا۔ ۸۰ : ۲۱ + ۱۰ : ۳۴

iv) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات:

(اے نبی) بھلا تیرے پاس موسیٰ کی خبر بھی پہنچی ہے؟ جب اس کے پروردگار نے اسے طویٰ کے میدان میں پکارا" ۱۶، ۱۵ : ۷۹

اور اے موسیٰ یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ کہا: یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس پر سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور مجھے اس میں اور کئی فائدے ہیں۔ فرمایا: اے موسیٰ اسے زمین پر ڈال دے۔ اس نے اسے ڈال دیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے۔ فرمایا اسے پکڑ لے اور خوف نہ کر ہم اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے لگا کہ بغیر کسی برائی کے چٹا ہو کر نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہے۔" ۲۲۔۱۷ : ۲۰

حضرت داؤد علیہ السلام

"اور اس کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ زرہیں بنا اور اندازے سے کڑیاں جوڑ" ۱۱۔۱۰ : ۳۴

"اور ہم نے اسے تمہارے لئے ایک لباس بنانا سکھایا تاکہ وہ تمہیں تمہاری لڑائی کی زد سے بچائے۔" ۸۰ : ۲۱

حضرت سلیمان علیہ السلام

"اور بولا: لوگوں ہمیں پرندوں کی بولی سکھلائی گئی ہے۔" ۱۶ : ۲۷

Marfat.com

"اور ہم نے سخت ہوا سلیمان کے قابو میں کی تھی۔" ۲۱ : ۸۱ ' ۱۲ : ۳۴ '۳۴ : ۳۶ : ۳۸

"اور شیاطین بھی تابع کر دیئے۔ وہ سب عمارتیں بنانے والے اور غوطہ زن اور عمارتیں اس کے سوا دوسرے کام بھی کرتے تھے۔" ۸۲ : ۲۱

"اور جنات میں سے وہ جن تابع کئے جو اس کے سامنے اس کے رب کے حکم سے کام کرتے تھے۔" ۱۲ : ۳۴

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

"وہ لوگوں سے گہوارے میں اور پوری عمر کا ہو کر کلام کرے گا" ۴۵ : ۳

"کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب سے ایک نشان لے کر آیا ہوں۔ میں مٹی سے تمہارے لئے پرندے کی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ بحکم خدا ایک پرندہ ہو جاتا ہے۔ اور مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرتا ہوں اور باذن خدا مردوں کو جلاتا ہوں اور جو کچھ تم کھا کر آؤ۔ اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں رکھ کر آؤ۔ تو میں بتلا دیتا ہوں۔ اس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم مومن ہو۔" ۴۸ : ۳

ب۔ عارضی اور وقتی معجزہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آتش نمرود کا گلزار بننا ۶۹ : ۲۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پتھر پر عصا مارنا اور چشموں کا جاری ہونا ۱۶۰ : ۷' ۶۰ : ۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش و وفات ۴۴-۴۶ : ۳' ۲۷-۱۶ : ۱۹' ۴۵ : ۲' ۱۵۷ : ۴' ۱۱۰ : ۵ حضرت محمد ﷺ کا واقعہ معراج اور انشقاق قمر ۱ / ۵۴

نبی علیہ السلام کو ایسے واقعات کا نہ پہلے سے علم ہوتا ہے نہ وہ دعویٰ کر سکتا ہے۔

ج۔ ایسے معجزات جن کا کفار کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کبھی یہ

مطالبہ منظور ہو جاتا ہے' کبھی نہیں ہوتا۔ جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے مطالبے پر حاملہ اونٹنی کا پہاڑ سے برآمد ہونا۔ ۱۵۴ : ۲۷' ۷۳ : ۷' ۶۴ : ۱۱' ۵۹ : ۱۷' ۱۵۵ : ۲۶' ۲۷ : ۵۴

Marfat.com

۲۔ ایسے معجزات جو دینی یا دنیاوی غرض پورا کرنے کے لئے عطا کئے جاتے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے چشمہ زمزم جاری ہونا۔

حضرت مریم علیہ السلام کے لئے خوان نعمت اور نہر جاری ہونا۔

کرامت

"کرامت" کے لفظی معنی "بزرگی" ہے۔ اس سے معروف بیان یہ ہے کہ ایسا خرق عادت واقعہ جو عام حالات میں ممکن نہ ہو اور کسی صاحب بزرگ سے صادر ہو جائے۔"

کرامت کا معیار

۱۔ کرامت کا صدور کبھی کبھار یا شاذ ہی ہوتا ہے۔

۲۔ اس کا صاحب کرامت کو نہ پہلے سے علم ہوتا ہے نہ وہ اس کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

کیونکہ اگر وہ کوئی چیز دعویٰ سے پیش کرتا ہے تو یہ قدرت ہے کرامت نہیں۔

۳۔ معجزات کی طرح کرامت بھی وہبی چیز ہے۔

صاحب کرامت کی زندگی پابندی شریعت سے عبارت ہوتی ہے۔

۴۔ کرامت کسی اہم دینی یا دنیاوی غرض کو پورا کرنے کے لئے عطا کی جاتی ہے اور یہ بالعموم اتفاقاً" سرزد ہوتی ہے۔

۵۔ کرامت، معجزات انبیاء علیہ السلام کا تتمہ ہوتی ہے۔

صاحب کرامت ولی، نبی کی نبوت کو ثابت کرتا ہے اور اسی امر کی تصدیق کرتا ہے جو کہ نبی اپنے دعویٰ نبوت میں کرتا ہے۔ ولی کی کرامت نبی کے دعویٰ نبوت کے ثابت کرنے کے لئے حجت ہوگی۔

Marfat.com

۶۔ معجزہ کی شرط اظہار ہے اور کرامت کی شرط اخفا ہے۔ معجزہ کا حاصل غیر کے لئے ہوتا ہے اور کرامت کا ثمرہ صاحب کرامت کے لئے ہوتا ہے۔ ولی اپنی کرامت پر یقین نہیں کر سکتا۔

۷۔ صاحب کرامت کو یہ اختیار نہیں کہ جب چاہے کرامت کو ظاہر کر دے اور جب چاہے چھپا لے۔

کرامت۔ دلائل

قرآن الفرقان: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱۔ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى۔ ۲: ۵۷

ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور ہم نے ان پر من اور سلویٰ اتارا۔

۲۔ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔

ہلا تو اپنی طرف کھجور کے درخت کو گریں گی اوپر تیرے تر و تازہ کھجوریں۔

۳۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ○ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ○ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ (آل عمران)

۴۔ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

جنوں میں سے ایک عفریت نے کہا: میں اس کا تخت تیرے پاس اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے لا کھڑا کرتا ہوں: اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ ○ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ○ ۲۷: ۳۹۔۴۰

کہنے لگا: میں اس تخت کو تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا حاضر کرتا ہوں۔ حضرت سلیمان نے کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔

اصحاب کہف کے ذکر میں ہے:

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ

Marfat.com

ہم ان کی دائیں بائیں کروٹ بدلتے ہیں اور ان کا کتا اپنے دونوں ہاتھ غار کے منہ پر پھیلائے ہوئے ہے:

احادیث نبوی ﷺ:

۱) بخاری و مسلم دونوں میں مرفوع حدیث ہے: (مسلم کتاب البرو الصلۃ باب تقدیم برالوالدین)

واقعہ یہ ہے کہ ابن جریج راہب نے جنگل میں کٹیا بنا رکھی تھی۔ ممتا کی ماری ماں اس سے ملنے آئی۔ لیکن جریج راہب عبادت و ریاضت میں مصروف رہا۔ دل میں یہ ضرور سوچا کہ الٰہی ادھر تیری عبادت میں مصروف ہوں۔ دوسری طرف ماں پکار رہی ہے۔ کروں تو کیا کروں؟ بالآخر اس کے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ عبادت میں مصروف رہے اور ماں کی آرزو کی پرواہ نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اپنی ماں سے کوئی بات نہ کی اور اپنی عبادت میں لگا رہا۔ دوسرے دن پھر اس کی ماں آئی۔ پھر بھی اس نے حسب سابق اپنی ماں کی پکار کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ تیسری بار بھی ایسا ہی واقعہ ہوا تو اب ماں کو اتنا قلق ہوا کہ اس کے منہ سے اپنے اس درویش بیٹے کے حق میں بے اختیار یہ بددعا نکل گئی کہ ”یا الٰہی جب تک میرا بیٹا کسی فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے اسے موت نہ آئے۔“ بھلا ممتا کی ماری دکھیاری ماں کے منہ سے نکلی ہوئی آہ رائیگاں کیسے جاتی؟

ابن جریج اپنی عبادت اور خدا ترسی میں اتنا مشہور تھا کہ بنی اسرائیل کے اکثر لوگ اس سے حسد کرنے لگے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ ابن جریج پر ایسا الزام لگے جس سے اس کا یہ بلند مقام چھن جائے اور اسی غرض سے خفیہ مشورے بھی ہونے لگے تو ایک بدنام زمانہ فاحشہ عورت نے' جو حسن و جمال میں اپنی نظیر نہ رکھتی تھی' اس ”خدمت“ کو سرانجام دینے کا ذمہ لیا۔ اور اسی غرض سے اپنے آپ کو ابن جریج پر پیش کر دیا۔ جسے ابن جریج نے رد کر دیا۔ اب یہ فاحشہ عورت اور بھی سیخ پا ہو گئی اور اس ”بے آبروئی“ کا انتقام لینے پر اتر آئی۔ اب اس نے اپنے آپ کو ایک چرواہے پر پیش کیا۔ جس سے اس کو حمل ہو گیا اور جب بچہ پیدا ہوا تو لوگوں کے

Marfat.com

پوچھنے پر اس نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ حمل ابن جریج راہب سے ہوا ہے۔ بس پھر کیا تھا؟ لوگ دوڑے آئے۔ ابن جریج کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا اور اس کی کٹیا کو منہدم کر دیا۔ ابن جریج نے اس مار دھاڑ کی وجہ پوچھی تو لوگوں نے سارا ماجرا بتلایا۔ ابن جریج نے کہا تھوڑی دیر ٹھہرو۔ لوگ رک گئے تو وہ عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اللہ سے بصد گریہ و زاری اپنی بریت کی دعا کی۔ جو اللہ نے قبول کر لی۔ ابن جریج نے بچہ سے باپ کے بارے میں پوچھا بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بول اٹھا کہ فلاں چرواہا ہے۔

اس طویل حدیث میں تین ایسے بچوں کا ذکر ہے۔ جنہوں نے ماں کی گود میں کلام کیا ہے۔

۲۔ حدیث الغار

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے مروی ہیں: بنی اسرائیل سے تین آدمی کہیں جا رہے تھے۔ جب رات کا وقت ہوا تو ایک غار میں انہوں نے قیام کیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو اس وقت پہاڑ سے ایک پتھر لڑھک کر غار کے منہ پر مثل سرپوش قائم ہوا اور وہ تینوں متحیر ہوئے۔ آپس میں کہنے لگے کہ رہائی حاصل کرنا مشکل ہے۔ صرف ایک چیز یہاں سے رہائی دلوا سکتی ہے اور یہ ہے کہ ہم اپنے نیک اعمال بیان کریں اور بارگاہ الٰہی سے امید کریں ایک نے کہا: میرے ماں باپ زندہ تھے اور میرے پاس دنیا کے مال سے چند بکریاں تھیں ان کے علاوہ اور کوئی چیز بھی میرے پاس نہ تھی اور انہیں بکریوں کا دودھ پلاتا تھا۔ اور میں ہر روز لکڑیوں کا ایک گٹھا لا کر بازار فروخت کرتا اس کی قیمت سے کھانا اپنے ماں باپ کے لئے خرید لاتا تھا۔ ایک رات دیر سے گھر پہنچا آ کر بکریوں کا دودھ دوہا اور کھانا اس میں بھگو دیا۔ ایک پیالہ بھر کر ان کی طرف کھلانے کے لئے آیا تو وہ میرا انتظار کر کے سو چکے تھے۔ میں نے اٹھانا انہیں مناسب نہ سمجھا۔ پیالہ ہاتھ میں لے کر اسی جگہ کھڑا ہو گیا کہ جب بیدار ہوں گے اسی وقت کھانا کھلاؤں گا نیند سے بے آرام کرنا اچھا نہیں اور میں نے خود بھی کوئی چیز نہ کھائی۔ بس اسی انتظار میں کھڑے کھڑے صبح ہو گئی۔ جب والدین بیدار ہوئے تو میں نے پہلے انہیں کھانا کھلایا۔ پیچھے خود بیٹھا اور کھانا کھایا۔ دعا کی بار الٰہی اگر میرا عمل

Marfat.com

منظور ہے تو پتھر میں شگاف ڈال دے۔ اسی وقت پتھر جنبش میں آیا اور شگاف ہو گیا۔ دوسرے نے کہا: میں اپنے چچا کی لڑکی کے حسن و جمال کا عاشق تھا۔ میں نے کئی دفعہ اپنی خواہش پورا کرنے کی درخواست کی مگر اس نے مسترد کر دی۔ ایک بار موقع پا کر ایک سو بیس دینار اس کے پاس بھیجے تاکہ وہ ایک رات مجھ سے خلوت کرنے والی ہو۔ جب میں اس کے پاس آیا تو میرے دل میں خوف پیدا ہوا۔ میں نے اللہ کے خوف سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور پیسے بھی واپس نہ لئے۔ اس نے عرض کی بارگاہ خداوندی میں کہ اگر میرا یہ عمل مقبول ہے تو پتھر میں شگاف ڈال دے پتھر میں اسی وقت جنبش ہوئی اور شگاف پہلے کی نسبت زیادہ ہو گیا۔ تیسرے نے کہا: میرے پاس مزدوروں کی ایک جماعت تھی۔ میرا کام کیا کرتے تھے۔ جب کام تمام ہو گیا تو سب مزدوروں نے مزدوری وصول کر لی لیکن ایک مزدور بلاوجہ غائب ہو گیا۔ میں نے اس کے پیسوں کی ایک بکری خریدی۔ وہ بڑھ چڑھ کر چند سالوں میں ایک ریوڑ بن گیا وہ مزدور آیا اور اپنی مزدوری کا تقاضا کیا۔ میں نے اس سے کہا یہ تمام بکریاں اور مال تیرا ہی ملک ہے۔ اس نے کہا تمسخر نہ کر، میں نے کہا میں سچ کہتا ہوں وہ سارا ریوڑ لے کر چلا گیا۔ اور عرض کیا الٰہی یہ عمل تیری خوشنودی کے لئے کیا ہے۔ پتھر کو اتنا ہٹا دے کہ ہم باہر نکلیں۔ وہ پتھر اسی وقت غار کے منہ سے الگ ہو گیا۔ اور وہ تینوں اپنے راستے چل پڑے۔

۳۔ آثار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین

دور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین پوری ایک صدی یعنی ۱۱۰ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ وفات نبوی ﷺ تک صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی تعداد چار لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ مگر کرامات کے دس بارہ واقعات سے زیادہ مثالیں نہیں ملتیں۔ صحاح ستہ میں صحابہ کی کرامات علیحدہ عنوان کے تحت مذکور نہیں۔

آٹھویں صدی میں "مشکوٰۃ المصابیح" میں علیحدہ باب الکرامات کا پہلی بار اندراج کیا۔ یہ بارہ واقعات حدیث کی سب قسم کی کتابوں میں سے اخذ کئے گئے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیں: ۱) جمال الاولیاء مولف حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "جامع کرامات الاولیاء کی تلخیص و ترجمہ" ترجمہ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد

Marfat.com

تھانوی۔ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور۔ ۲) شریعت و طریقت : مولف مولانا عبدالرحمان گیلانی ناشر مکتبۃ السلام لاہور۔ ۳) کشف المحجوب : مولف شیخ ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری ۴) قصص الانبیاء : روضۃ الریاحین : مولانا اشرف تھانوی' مولانا ظفر علی تھانوی دارالاشاعت کراچی

گائے کا واقعہ

اور حدیث میں ایک قصہ آیا ہے کہ ایک گائے پر ایک شخص نے بوجھ لادا تو وہ گائے اس کی طرف متوجہ ہو کر بولی کہ میں بوجھ لادنے کے لئے پیدا نہیں کی گئی میں تو کھیتی میں کام آنے کے لئے پیدا کی گئی ہوں۔ لوگوں نے سن کر کہا "سبحان اللہ کیا عجیب بات ہے کہ گائے بھی کلام کرتی ہے۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ نے بھی سنی تو فرمایا یہ قصہ بالکل صحیح ہے میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ حدیث بھی صحیح مشہور ہے اور صحیحین میں مذکور ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں کھانے میں اضافہ :

اور حدیث صحیح متفق علیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے مہمان کا قصہ مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ کھانے میں جو لقمہ ہم اٹھاتے تھے وہ نیچے کی طرف سے بڑھ جاتا تھا حتیٰ کہ سب نے کھالیا اور سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے زیادہ ہو گیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر اپنی بی بی سے فرمایا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک مجھے بھی خبر نہیں ہے کیا ماجرا ہے مگر اتنا جانتی ہوں کہ یہ کھانا پہلے سے تین حصے زیادہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامتیں :

اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی امتوں میں محدث (یعنی وہ لوگ جنہیں الہام ہوتا ہے) پیدا ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر ہے۔

Marfat.com

اور وارد ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مقام پر لشکر بھیجا اس لشکر کے سردار ساریہ نامی ایک شخص تھے جب وہ لشکر وہاں گیا اور مقابلہ ہوا تو دشمن نے یہ فریب دیا کہ ایک پہاڑ کی کھو میں کچھ لوگ چھپا دیئے تاکہ وہ عین موقع پر کام آئیں۔ جب میدان گرم ہوا تو قریب تھا کہ ساریہ رضی اللہ عنہ دھوکہ کھا جائیں اور مغلوب ہوں کہ اتنے میں آواز آئی یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلُ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلُ یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار رہ۔ یہ آواز سن کر وہ ہوشیار ہو گئے۔ یہ آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دی تھی آپ اس وقت جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ پڑھتے پڑھتے آپ نے یہ الفاظ فرمائے خدا تعالیٰ نے وہ آواز جو ہزاروں کوس کے فاصلہ پر تھی پہنچا دی۔ اس قصے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوئیں ایک تو لشکر کا حال انہیں اتنی دور سے معلوم ہو جانا۔ دوسرے آپ کی آواز اتنی دور پہنچانا اور منجملہ ان احادیث کے وہ حدیث صحیح ہے جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ ابو سعد کے بارے میں انہوں نے بددعا کی تھی وہ تو کہا کرتا تھا کہ مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بددعا کا اثر:

اور سعید بن زید عمرو بن طفیل رضی اللہ عنہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ ان پر ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے کچھ زمین میری غصب کر لی ہے۔ سعید بولے اے خدا اگر یہ جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے زمین ہی میں قتل کر۔ مرنے سے کچھ دنوں پہلے وہ اندھی ہو گئی۔ ایک دن کچھ ٹٹولتی پھر رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں بے موسم پھل:

حدیث میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آیا ہے کہ بنت حارث بن نوفل جو راویہ ہیں کہتی ہیں کہ میں نے خبیب رضی اللہ عنہ سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے ایک روز دیکھا کہ وہ انگور کا خوشہ کھا رہے تھے حالانکہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں کہیں انگور نہ تھا تو یہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا تھا۔

Marfat.com

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے لئے روشنی:

سید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں وارد ہوا کہ ایک رات یہ دونوں صاحب حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے اور رات بہت تاریک تھی جب خدمت سراپا برکت سے رخصت ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ قدرت باری تعالیٰ سے ان کے آگے آگے دو روشن چیزیں چراغ کے مثل جل رہی ہیں جب وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو ان میں سے ایک چراغ ایک کے ساتھ اور دوسرا دوسرے کے ساتھ ہو لیا۔ جب وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے تو وہ روشن چیزیں نظروں سے غائب ہو گئیں۔

بادل سے آواز:

اور حدیث صحیح میں اس شخص کا قصہ وارد ہوا جس نے بدلی میں آواز سنی ہے کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دو پھر وہ بدلی کے ساتھ ساتھ گیا۔

شیر کی اطاعت:

اور وارد ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شیر نے راستہ بند کر رکھا تھا اور لوگ رستہ چلنے سے رکے ہوئے تھے جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گذر ہوا تو آپ نے شیر سے فرمایا کہ ہٹ جاؤ۔ اس نے دم ہلائی اور چلا گیا۔ پھر لوگ چلے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈرا دیتے ہیں۔

پانی پر چلنا:

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتحیات نے علا بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ایک موقع پر جہاد کے لئے بھیجا جب یہ چلے تو راہ میں سمندر کا ایک ٹکڑا پڑا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کے وسیلہ سے جناب باری میں دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پانی پر چلے گئے اور دریا پار کر گئے۔

Marfat.com

پیالہ کی تسبیح:

اور وارد ہوا ہے کہ سلمان اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک پیالہ پانی کا رکھا ہوا تھا کہ یکایک وہ پیالہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے لگا اور ان دونوں حضرات نے اس کی تسبیح سنی۔

فرشتوں کا سلام:

روایت ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کرنے آتے تھے اور وہ ان کا سلام سنتے۔ ایک دن انہوں نے کسی مرض کی وجہ سے داغ لگا لیا اس دن سے ملائکہ کا سلام سننا موقوف ہو گیا اور ایک سال تک نہ سنا۔ ایک سال کے بعد پھر اسی طرح سننے لگے۔

بال غبار آلود:

اور حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ بہت سے اللہ کے ایسے بندے ہیں کہ میلے کچیلے اور غبار آلودہ رہتے ہیں اور جو کسی کے دروازے پر جائیں تو کوئی بات نہ پوچھے اور دھکے دے کر نکال دیں اور شان ان کی یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات پر اڑ جائیں اور خدا کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

کرامت: آراء

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: ''اگر کسی شخص کو ہوا میں چار زانو بیٹھا ہوا دیکھو، پھر بھی اس کی پیروی اس وقت تک نہ کرو۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی میں اس کا عمل درست نہ پا لو۔'' التصرف: مصنف کلا بازی (م ۳۸۰ھ) کرامت کے بارے میں لکھتے ہیں: ''جب ولی سے کوئی کرامت ظاہر ہو تو اس کا عجز و انکسار بڑھ جاتا ہے۔ ولی سے جو ظاہر ہوتی ہیں، انہیں ان کا علم نہیں ہوتا۔ ولی کی کرامت ان امور میں ہوتی ہے۔ دعا کی مقبولیت، حال کی تکمیل، عمل کرنے کے لئے مزید قوت اور روزی سے بے فکری جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ لے لیتے ہیں۔'' استاذ

Marfat.com

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ہر ولی کی کرامت پیغمبر کے معجزات میں سے شمار کی جاتی ہیں اور کرامت کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں۔ کبھی تو اس طرح ہوتی ہیں کہ کوئی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اور کبھی فاقہ میں کھانا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بغیر ظاہر سبب کے ظاہر ہو جاتا ہے اور اسی قسم کے افعال جو عادت کے خلاف ہوں سرزد ہو جاتے ہیں۔ شیخ امام عارف باللہ محقق شیخ الطریق شہاب الدین سہروردی نے فرمایا: "اولیاء اللہ کی کرامات انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا تتمہ ہے۔ کیونکہ یہ کرامتیں انہیں رسول کے اتباع سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے کرامت ولی کی اس کے رسول کی اطاعت پر دلالت کرتی ہے۔ ہر پیغمبر کے بعد ان کے متبعین ایسے ہوئے ہیں کہ ان سے کرامات اور خوارق عادات صادر ہوئے ہیں۔"

اولیاء اللہ سے طرح طرح کی کرامات کا صدور ہے۔ غیب سے آوازیں سنتے ہیں۔ زمین کی طنابیں ان کے لئے کھنچ جاتی ہیں۔ شے کی ہیئت بدل جاتی ہے۔ دل میں پوشیدہ باتیں ان پر کھل جاتی ہیں اور یہ سب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کا ثمرہ ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع زیادہ کرتا ہے۔ اسے قرب و عبودیت زیادہ ملتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: اے نبی ﷺ کہہ دو: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمہیں خود چاہنے لگے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا: عبداللہ! یہ کیا بات ہے حضرات صحابہ رضوان سے اس قدر کرامات منقول نہیں جتنی کہ اولیائے کرام سے ہیں؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ "صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ایمان قوی تھے۔ انہیں اس کی احتیاج نہ تھی کہ کرامات سے انہیں تقویت دی جاتی بخلاف اوروں کے جیسے کوتاہ بین سمجھتے ہیں۔ ان کے ایمان میں اس قدر قوت نہیں اس لئے انہیں احتیاج ہے کہ اظہار کرامت سے یقین اور ایمان کو قوت دی جائے۔"

اللہ تعالیٰ انہیں کی شان میں فرماتا ہے: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ

Marfat.com

عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ۔ گھروں میں ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ بیع۔

استدراج

غیر متبع شریعت سے اگر کوئی بات خلاف عادت و معمول صادر ہوتی ہے تو اس کو استدراج کہتے ہیں: صاحب استدراج اس فعل سے جو اس سے صادر ہوتا ہے محظوظ ہوتا ہے اور اس کو اپنا کمال جانتا ہے۔ اس پر غرور و فخر کرتا ہے۔ ابلیس و بلعام سے بڑی بڑی کرامات ظاہر ہوئی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ابلیس کے بارے میں ارشاد ہے: وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ اور وہ کافروں میں سے تھا۔ بلعام کے بارے میں ارشاد ہے: فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۷: ۱۷۶ تو اس کی مثال کتے کی سی ہے۔ علمائے بنی اسرائیل کے بارے میں ارشاد ہے: ان لوگوں کی مثال جن کو توراۃ دی گئی تھی پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اس گدھے کی سی ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو۔ ۶۲: ۵

استدراج کا معیار:

۱) استدراج دعویٰ سے پیش کرتا ہے۔

۲) استدراج کسبی چیز ہے: مجاہدات و ریاضت، جنگلوں میں چلہ کشی، فاقہ کشی، معکوس لٹکنا، حبس دم، غیر شرعی طریقے۔

۳) استدراج کا مقصد نمود و نمائش اور دھاک بٹھانا ہوتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب دہم :

اعمال صالح

علم

سن ۱۳ قبل ہجری ۶۱۰ سن عیسوی ماہ رمضان المبارک کی ایک مبارک ساعت مقام جبل نور مکتہ المکرمہ روح القدس حضرت جبرائیل علیہ السلام، ملاء اعلیٰ اور محسن انسانیت ختم رسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اولین تعلق کا لمحہ فضا میں ایک نورانی آہنگ گونج اٹھتی ہے۔ تمام عالم دست بدستہ مودب و خاموش

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَأْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○

پڑھو اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا کیا ○ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون کی پھٹکی سے ○ پڑھو تمہارا رب بڑا ہی کریم ہے ○ جس نے علم بخشا قلم سے ○ سکھایا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا۔ (علق ۹۶ : ۱ تا ۵)

یہ ایک عظیم واقعہ ہے! بہت عظیم۔ اس کی عظمت، اس کا تصور، ہماری سوچ کی گرفت سے بے حد دور۔ یہ واقعہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے بھی عظیم ہے! مختلف امور پر اپنی دلالت کے لحاظ سے بھی عظیم ہے۔ نوع انسانی پر اپنے اثرات کے پہلو سے بھی عظیم ہے۔ اور جن لمحات میں یہ واقعہ رونما ہوا وہ بلامبالغہ زمین کی طویل تاریخ میں گذرنے والے لمحات میں عظیم ترین لمحات تھے۔

اللہ جل جلالہ جو عظیم، جبار، متکبر اور پوری کائنات کا مالک الملک ہے۔ اپنی جلالت و رفعت کی بلندیوں سے اس مخلوق کی طرف، جسے انسان کہا جاتا ہے اور جو کائنات کے ایک حقیر سے گوشے میں، جسے زمین کہا جاتا ہے، پڑی ہوئی تھی، اپنے فضل و کرم سے ملتفت ہوا۔ اس نے اس مخلوق سے ایک ہستی کو چنا کہ وہ خدائی نور کو اخذ

Marfat.com

کر سکے۔ خدائی حکمت کا امین بن سکے۔ خدائی کلمات کا اس پر نزول ہو اور وہ خدا کے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنائے جو اس مخلوق سے چاہتا ہے۔

اس واقعہ نے اول لمحے سے انسانی تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ انسانی ضمیر کی سمت سفر تبدیل کر دی۔ وہ مقام اور جہت کی تعین کر دی جس کی طرف انسان رخ کرے۔

اس لمحہ سے اہل زمین اللہ کے سایہ اور اس کی رحمت کھلی رحمت کی آغوش میں زندگی بسر کرنے لگے۔ حقیقتاً" یہ عجیب و غریب دور تھا۔ ۲۳ سالہ دور۔ اس دور میں انسان اور ملا اعلیٰ کے درمیان مسلسل اور کھلا ہوا ربط و تعلق رہا۔ اس مسافت۔ عظیم مسافت کا انہیں پتہ جنہوں نے راہ حق میں قدم بہ قدم اس حلاوت کا مزہ چکھا۔ اس ۲۳ سالہ دور کی بدولت انسان کی تاریخ کا رخ بدلا۔ انسان کی نئی پیدائش ہوئی اور وہ وحی الہٰی سے شریعت اخذ کرنے لگا۔ پوری نوع انسانی کی تاریخ میں فرقان۔ حق و باطل میں تفریق کرنے والا لمحہ۔ یہ لمحہ۔ اللہ کے نام سے ابتداء اور رسول اللہ ﷺ کو ملا اعلیٰ سے تعلق کے اولین لمحے اور دعوت کے راستے کے لئے جو اس کے لئے چنا گیا ہے۔ پہلے ہی قدم پر اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ پڑھنے کا آغاز اللہ کے نام سے ہو۔

یہ حیرت انگیز امر ہے کہ اولین وحی میں نہ تو توحید کا ذکر ہے نہ ہی آخرت کا بلکہ سارا زور پڑھنے' پڑھانے علم سیکھنے سکھانے قلم کے ذریعے تعلیم ہونے اور خدا کا سرچشمہ' علم ہونے پر ہے۔ اور علم ہی کو تخلیق کے بعد خدا کی عظیم نعمت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن کے اولین مخاطب اور خود رسول اللہ ﷺ "امی" تھے۔ ہدایت کا آغاز اور اس کا بالکلیہ دارومدار "علم" پر ہے اور نوع انسانی کی دنیاوی اور اخروی کامرانی علم سے وابستہ ہے۔ اور نبی امی ﷺ وہ تعلیم لائے جو دین اسلام کی معراج ہے اور یہ اس مقام سے شروع ہوئی جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ کی بنیاد رکھی۔ جو یہود' نصاریٰ اور مسلم کے جد امجد ہیں اسے اتحاد ثلاثہ کی دعوت ہے۔ اللہ تخلیق کائنات کے بعد جب انسان کو اپنا نائب بنانے کا ارادہ فرشتوں پر ظاہر کرتے ہیں تو یہ علم ہی تھا جسے اللہ رب العزت نے بطور سند فضیلت آدم پیش کیا۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہوا: "وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب۔ پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا ان کو سات آسمان اور خدائے تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ہے اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب۔ کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اس کو جو فساد کرے اس میں اور خون بہائے اور ہم پڑھتے رہتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو۔ فرمایا۔ بے شک مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور سکھلا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو۔ بولے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا بے شک تو ہی ہے اصل جاننے والا' حکمت والا۔ فرمایا اے آدم بتا دے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام پھر جب بتا دیئے اس نے ان کے نام فرمایا کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو کہ میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔ اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان۔ اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں میں سے۔ (البقرہ ۲:۲۹ - ۳۴)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تفصیلاً" یہ قصہ بیان کر کے علم کی برتری۔ علم کی بدولت آدم کی بطور نائب خدا تقرری علم کی بناء پر فرشتوں کا سجدۂ آدم کو اور اسی علم کی نفی یعنی شیطان کا آدم کو سجدہ کرنے سے انکار پر اسے کافر قرار دے کر نہایت ہی موثر طور پر ثابت کر دی۔

علم کے فضائل

علم کے فضائل قرآن پاک کی بہت سی آیات بیان کرتی ہیں

۱۔ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

جو لوگ ایمان لائے ہیں' اللہ انہیں اور جن لوگوں کو اللہ نے علم بخشا ہے' انہیں بلند مقامات عطا کرتا ہے۔ المجادلہ ۵۸: ۱۱

Marfat.com

۲۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

کہہ دیجئے جو لوگ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے' وہ کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔ (زمر: ۳۹:۹)

۳۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

اللہ کے بندوں میں صرف علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

۴۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (العنکبوت ۲۹: ۴۳)

اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم انسانوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں علماء کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے

۱) علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

۲) بہترین انسان وہ ہے جو صاحب علم اہل ایمان ہے۔ جس سے کسی کو کام پڑے تو وہ اسے نفع پہنچائے اور کسی کو اس سے کوئی غرض و طلب نہ ہو' تو وہ دوسروں سے بے نیاز رہے۔

۳) ایمان بے لباس ہے۔ اس کا لباس تقویٰ' اس کی زینت حیا اور اس کا حاصل علم ہے۔

۴) صاحب علم اللہ کی طرف سے زمین پر صاحب امانت ہے۔

۵) سن لو دنیا ملعون ہے۔ دنیا کی ہر چیز ملعون ہے۔ سوائے اللہ کے ذکر اور عالم و متعلم کے (روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ

(روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۔ دارمی)

علم پڑھنے اور پڑھانے سے حاصل ہوتا ہے (بخاری "تعلیقا" ج ا ص ۱۷۰)

معلم کے بارے میں قرآن شریف میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

"وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں کا سناتا ہے ان کو اس کی

Marfat.com

آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقل مندی اور اس سے پڑے ہوئے تھے وہ صریح بھول میں" الجمعہ ۶۲ : ۲

"جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں سے پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھلاتا ہے تم کو کتاب اور اس کے اسرار اور سکھلاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے۔" البقرہ ۲ : ۱۵۱

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

"عام اہل ایمان پر علماء کو سات سو درجات فوقیت حاصل ہے اور ہر درجے کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔"

فتح موصلی کا قول ہے :

"قلب کی غذا حکمت ہے اور وہ اسی غذا سے زندہ رہتا ہے۔ اگر وہ تین دن حکمت و عمل سے محروم رہے گا تو مردہ ہو جائے گا۔"

طلب علم کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

۱) جب کوئی شخص حصول علم کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے اس کی راہ میں اپنے بازو اور پر بچھاتے ہیں۔

۲) کسی روز علم کے کوئی باب حاصل کرنا' دن بھر سو رکعت پڑھنے سے کہیں بہتر ہے۔

۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ مرفوعاً" روایت کرتے ہیں : "علم حاصل کرو' علم کا اللہ کے لئے حاصل کرنا نیکی ہے۔ اس کی طلب عبادت ہے۔ اس میں انہماک تسبیح ہے اس پر بحث مباحثہ جہاد ہے۔ علم سکھاؤ' یہ صدقہ ہے علم اکیلے کا ساتھی' تنہائی کا رفیق' تنگی و وسعت میں رہنما' دوستوں کا غم خوار دوست' بہترین ہم نشین' اور راہ جنت کا روشن ستارہ ہے۔

علم ہی کی بدولت اللہ تعالیٰ قوموں کو سربلندی عطا فرماتا ہے۔ بھلائی میں قیادت و

Marfat.com

رہبری کا مقام دیتا ہے۔

لوگ ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ فرشتے اپنے پروں سے ان کے دامن کی گرد جھاڑتے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز ان کے لئے دعا کرتی ہے اور مغفرت چاہتی ہے۔ حتیٰ کہ دریا کی مچھلیاں، خشکی کے چوپائے اور درندے اور آسمانوں کے ستارے بھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ علم جہالت اور اندھے پن کی موت کے مقابلے میں دلوں کی زندگی ہے۔ تاریکی کے مقابلے میں آنکھوں کی بینائی ہے۔ ضعف و کمزوری کے مقابلے میں جسم کی توانائی ہے۔

علم کے مدارج

علم کی طلب ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے "ہر بالغ مسلمان پر دین کا ضروری علم حاصل کرنا فرض ہے۔ نماز، زکوۃ، حج، روزہ، امر و نواہی کے احکام سے آگاہی ضروری ہے۔ ان کے علاوہ جتنے علوم ہیں۔ وہ سب فرض کفایہ ہیں۔ سارے علوم کے مدارج یکساں نہیں۔ علم شرعیہ دوسرے علوم سے افضل ہیں۔

طریقہ تعلیم

۱) محاکاۃ : نقالی

اسوہ رسول مسلمانوں کے لئے راہ عمل ہیں۔

ارشاد ربانی ہے :

"تمہارے لئے بھلی تھی سیکھنی رسول اللہ ﷺ کی اسوہ حسنہ (چال) اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا۔"

۲) کوشش اور غلطی

۳) اشراط

۴) غور و فکر

فَسْـَٔلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

Marfat.com

سو پوچھ لو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے۔ (الانبیاء ۲۱ : ۷)
دارمی میں روایت ہے :
اگر سوال نہ ہو تو علم ختم ہو جائے۔

تعلیم : مبادی

الف : محرک۔ ترغیب و ترہیب اور قصص
"البتہ ان کے احوال (قصص) سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو"
(یوسف ۱۲ : ۱۱)
ب : معاوضہ۔
ج : تدریج و وقفہ
"اور پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اس کو ہم نے اتارتے اتارتے اتارا۔" (بنی اسرائیل ۱۷:۱۰۶)
د : مذاکرہ
و : عملی شرکت
ہ : توجیہہ
i) روزمرہ کے واقعات
ii) سوالات
iii) امثال
iv) توضیح
علم کا سرچشمہ ذات ربانی ہے۔ جس نے انسان کو تخلیق کیا۔
زندگی بخشی اور عقل و حواس سے سرفراز کیا۔
قرآن شریف سے ثابت ہے :
"پڑھو اپنے رب کا نام سے، جس نے پیدا کیا ○ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون کی پھٹکی سے ○ پڑھو تمہارا رب بڑا ہی کریم ہے ○ جس نے علم بخشا قلم سے ○ سکھایا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا ○ (العلق ۹۶ : ۱۔۵)

Marfat.com

"رحمٰن نے ○ سکھلایا قرآن ○ بنایا آدمی ○ پھر سکھلایا اس کو بات کرنا ○ (الرحمٰن ۵۵: ۱-۴)

"اور خدا ہی نے تم کو تمہاری ماں کے شکم سے پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل اور ان کے علاوہ اور اعضاء بخشے تاکہ تم شکر کرو۔" (النحل ۱۶: ۷۸)

"وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ مگر تم کم احسان مانتے ہو۔" (ملک ۶۷: ۲۳)

"اور اللہ بتلاتا ہے جس کو چاہے سیدھا راستہ۔" (بقرہ ۲: ۲۱۳)

علم انسان کو جہل سے مرغوب ہے۔ وہ صرف کائنات کے طبعی قوانین اور ضوابط کے جان لینے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مابعد الطبیعیات کا علم جاننے کے درپے ہوتا ہے۔ یہ اس کی مادی پیاس پوری کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ لیکن روحانی اطمینان کے لئے لازمی ہے اوراس کی عقل اسی ترتیب سے کام کرتی ہے اور یہ اس کی عین فطرت ہے۔ اس سے اس کی روح اور دل کو حقیقی مسرت اور طمانیت حاصل ہوتی ہے اور اسی سے حقیقی علم حاصل ہوتا ہے۔ اسی حقیقی علم کا سرچشمہ اللہ کی معرفت ہے۔ انسان بنیادی طور پر تجسس سے بھرپور فطرت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اسی جذبے کے زیراثر اشیاء کی حقیقت' ماہیت اور حکمت جاننے کی جستجو کرتا ہے۔ حقائق اور حکمت کے اسرار اپنے حافظہ میں محفوظ کرتا اور آنے والی نسلوں کو منتقل کرتا رہا۔ "شعور و آگہی کا یہ عرفان اس کے علم کی اساس و بنیاد بنا" اسلام نے علم کی اشاعت کا اہتمام خلوص اور جذبے کے ساتھ کیا۔ اور علم کی اجارہ داری چند افراد کے ہاتھوں سے نکال کر پوری انسانیت کے لئے عام کر دیا۔

حصول علم کے ذرائع

عام طور پر انسانی علم کے پانچ ذریعے اور طریقے سمجھے جاتے ہیں۔

۱) **وجدانیات** اس کا تعلق اندرونی حواس کا نتیجہ ہے۔

۲) **فطریات** اس کا علم خالق فطرت نے انسان کے اندر ودیعت رکھا ہے۔

Marfat.com

۳) **محسوسات** یہ ان ظاہری حواس کا نتیجہ ہے جو گویا باہر ہیں مگر جسم کے اندر ہے۔

۴) **بدیہیات** یہ حواس اور ذہن کا مشترکہ فیصلہ ہیں۔

۵) **قیاس آرائی** عقل و ذہن کی رائے جو اندرونی دماغی قوی کا نتیجہ ہیں۔ یہ تمام ذرائع اور طریق ہمارے اندرونی جسمانی مادیت ہے۔ یا ہمارے جسم کے مادی آلات علم کا نتیجہ ہے یا ان کا جسمانی قوی سے تعلق ہے۔

علم وجدان سے لے کر ذہن (قیاس) تک بتدریج مادیت سے ترقی کر کے ماورائے مادہ کے قریب تک پہنچتا ہے۔ معقولات تمام تر ذہنی اور غیرمادی ہیں تاہم اس غیرمادی قوت کا مرکز ہمارا مادی جسم ہی ہے اور اس حد تک غیرمادی قوت کا ارادہ سے تعلق بہرحال ہوتا ہے۔

غیرمادی علم

یہ علم مادی دل و دماغ کے آئینہ پر اوپر سے آ کر عکس ڈالتا ہے۔ اس کے ترتیب کے لحاظ سے مختلف درجات ہیں۔ جن کو فراست' حدس' کشف' الہام اور وحی کہتے ہیں۔ یہ تمام غیرمادی ذرائع انسان کے روحانی قوی سے وابستگی رکھتے ہیں۔ یہ مادی و روحانی' عامل روحانی اور خالص روحانی کے مدارج طے کرتے ہیں۔

۱: **فراست۔ تاڑ جانا** یہ قوت ہر شخص میں نمایاں نہیں ہوتی مگر جس میں نمایاں ہوتی ہے اس کی یہ کیفیت ایک ملکہ کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔ جو تجربہ کی کثرت اور عمل کی مہارت اور کمال کے بعد انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی چیز کی صرف بعض علامتوں سے درست نتیجہ جلد سے جلد اخذ کرلیتا ہے اور دیکھنے والے کو یوں معلوم ہوتا ہے گویا وہ غیب بیان کر رہا ہے۔ حالانکہ اس کا علم تمام تر ظاہری علامتوں اور نشانیوں پر مبنی ہوتا ہے۔ اخیار اور نیکو کاروں کے بارے میں حدیث ہے: (ترمذی)

"مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ خدا کی روشنی سے دیکھتا ہے۔"

Marfat.com

۲: حدس اس کا ذہن اور عقل کے غور و فکر، تلاش اور ترتیب سے تعلق ہے۔ فطری فن و کمال سے حاصل کردہ مہارت کے سبب ذہن سرعت سے آخری نتیجہ اخذ کر لیتا ہے۔ یہ اکثر کامل العقل اور صائب الرائے انسانوں کو فطرتاً" عطا ہوتی ہے۔

۳: کشف یہ خواب کی مثال ہے۔ عالم بیداری میں جب ظاہری حواس بیکار ہو جاتے ہیں اور ایسی چیزیں معلوم ہوتی ہیں جو کبھی کبھی عین واقعہ ثابت ہوتی ہیں۔ ہر شخص کے تجربہ میں ایسے متعدد حیرت انگیز واقعات گذرتے رہتے ہیں۔

"پھر جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ○ پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل ○ اور ہم نے اس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم ○ تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو۔" **(الصفات ۳۷: ۱۰۲-۱۰۵)**

"جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کے اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے۔" **(یوسف ۱۲: ۴)**

"بے شک خدا نے اپنے پیغمبر کو سچا اور صحیح خواب دکھایا کہ تم خدا نے چاہا تو مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر اور بال کتروا کر امن و امان سے داخل ہو گے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے۔ جو بات تم نہیں جانتے تھے اس کو معلوم تھی۔ اس نے اس سے پہلے ہی جلد فتح کروا دی۔ **(الفتح ۴۸: ۲۷)**

"خواب" یہ نیند کے دوران ذہنی سرگرمی کا نام ہے۔ جو بعض دفعہ یاد رہ جاتی ہے یا بعض دفعہ ذہن سے محو ہو جاتی ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔ ۱) بشارت۔ ۲) باطل خواب۔ ۳) پیشین گوئی بخاری، مسلم، ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **"مومن کا خواب نبوت کے ۴۶ اجزاء میں سے ایک جز ہے۔"** وحی کے ختم ہونے کے بعد مبشرات کا سلسلہ جاری ہے۔ تعبیر رویا کا علم باقاعدہ سے رائج ہے۔

Marfat.com

۴: الہام ۔ دل میں ڈالنا یہ وہ علم ہے جو محنت، تلاش، تحقیق، غور و ترتیب مقدمات کے بغیر دل میں آ جاتا ہے۔ اس کی صحت بعد کو حسی تجربوں اور عقلی دلیلوں سے ثابت ہو جاتی ہے۔ اس کی ابتدائی مثالیں وہ خیالات ہیں جو محققین، علماء، شعراء اور موجدین کے ذہن پردہ عدم سے پہلے پہل آتے ہیں:

ارشاد ربانی ہے "اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ اور پھر جب تم کو ان کی نسبت اندیشہ ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا اور نہ تو (غرق سے) اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا۔ (کیونکہ) ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچا دیں گے اور ان کو پیغمبر بنا دیں گے۔ (القصص ۲۸: ۷)

"اور جب میں نے حوارین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے۔ آپ شاہد رہئے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں (المائدہ ۵: ۱۱۱)

۵: وحی لغوی معنی "کسی کا اپنے دلی منشاء کو لبوں کی جنبش کے بغیر اخفاء اور آہستگی کے ساتھ دوسرے پر ظاہر کرنا ہے۔"

اصطلاحاً "خدا کا اپنے دلی منشاء سے اپنے خاص بندوں کو کسی غیبی ذریعہ سے مطلع کرنا ہے۔" یہ علم و اطلاع کے روحانی ذریعوں کی آخری سرحد ہے۔

جس طرح سے علم کی تین جسمانی قسمیں وجدان، حس، بدیہہ عام انسانوں کے لئے ذریعہ یقینی ہیں اسی طرح سے روحانی ذرائع تعلیم کے یہ تین ذریعے کشف، الہام اور وحی انبیاء علیہم السلام کے لئے یقینی ہیں۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں مکالمہ الٰہی کی تین اقسام ہیں۔

۱) وحی۔ اشارہ

دل میں کسی معنی کے بغیر آواز و الفاظ کے آ جانا۔ یہ اگر حالت بیداری میں ہے تو کشف ہے اور اگر خواب ہے تو "رویا" ہے۔

۲) خدا کا پردہ کے پیچھے سے بات کرنا

۳) فرشتہ کے ذریعہ سے بات کرنا۔

Marfat.com

الشوریٰ ۴۲ : ۵۱ میں ہے :

"اور کسی آدمی کی تاب نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے لیکن وحی (اشارہ) سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی قاصد کو بھیجے تو وہ خدا کے حکم سے' خدا جو چاہے' اس کو وہ وحی کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ بلند اور حکمت والا ہے۔" (النجم ۵۳ : ۳'۴)

"نبی خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو اس کو کی جاتی ہے"

وحی۔ غیبی ذریعہ اطلاع کا ارفع ترین درجہ ہے۔ جس کا تجربہ عام لوگوں کو نہیں ہے۔ لیکن اس سے نیچے درجہ کا غیبی ذریعہ اطلاع کا تجربہ ہر شخص کو تھوڑا بہت ہے۔ جس سے غیر جسمانی اور غیر حسی ذرائع علم کو باور کرنے میں مدد ملتی ہے۔

علم غیب

"اسلام کے عقیدہ میں غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں"

قرآن میں بار بار پیغمبر آخر الزماں ﷺ کو اس اعلان کی ہدایت ہوئی ہے :

۱) "تو کہہ دے اے پیغمبر کہ غیب خدا کے لئے ہے" (یونس ۱۰ : ۲۰)

۲) "کہہ دے کہ آسمانوں اور زمین میں خدا کے سوا کوئی نہیں جس کو غیب کا علم ہو۔" (النمل ۲۷ : ۶۵)

۳) "اور میں غیب نہیں جانتا" (الانعام ۶ : ۵۰)

اللہ کے سوا بالذات کسی کو غیب کا علم نہیں ہے غیب دانی جو ذاتی اور حقیقی علم ہے اس کی کلتیہ اور قطعاً نفی کی گئی ہے۔

لیکن اللہ اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو غیب کی باتوں کی اطلاع دیتا ہے۔ اور خدا کے واسطہ اور ذریعہ سے پیغمبر تعلیم و اطلاع پاتے ہیں۔

۱) "تو اللہ اپنے غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا لیکن اس پیغمبر پر جس کو پسند کرے" (الجن ۷۲ : ۲۶' ۲۷)

۲) "اور نہ تھا اللہ کہ غیب کی باتوں پر تم کو مطلع کرتا لیکن یہ کہ اپنے پیغمبروں

Marfat.com

میں سے جس کو چاہے چن لیتا ہے۔" (آل عمران ۳ : ۱۷۹)

۳) "اور وہ خدا کے ایک ذرہ علم کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے لیکن اتنے کا جتنے کا وہ چاہے۔" (البقرہ ۲ : ۲۵۵)

بعض باتوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کا علم کسی کو نہیں۔ اس کی صراحت سورہ ہود اور سورہ لقمان میں موجود ہے۔ اس سے یہ واضح ہے کہ پیغمبروں کو غیب کا کلی علم نہیں ملتا اور جن امور غیب کی پیغمبروں کو اطلاع دی جاتی ہے ان کا تعلق فریضہ رسالت اور اس کی مصلحتوں اور شریعتوں سے ہے۔

غیب کی حقیقت

غیب کا اطلاق ان امور پر ہوتا ہے جن کا علم انسان اپنے علم کے عام طبعی اور فطری ذریعوں سے حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ ذریعے وجدان' حواس' عقل اور استدلال ہیں۔ ان سے جو حاصل نہیں ہوتا وہ علم غیب ہے۔

قرآن پاک میں غیب کا اطلاق چار چیزوں پر ہوا ہے۔

ا۔ زمانہ ماضی کے واقعات جن کا علم بعد کو نہ تو حواس کے ذریعہ ہو سکتا ہو اور نہ عقل و فکر کے ذریعے۔ اگر ہو سکتا ہو تو تحریر و روایت کے ذریعہ۔ لیکن جس کے لئے تحریر و روایت کا ذریعہ یقینی طور پر مسدود ہو اس کا علم اگر ہو سکتا ہے تو غیبی ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔

ہود ۱۱ : ۴۹ میں ہے یہ قصہ من جملہ اخبار غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعے سے آپ کو پہنچاتے ہیں اس کو اس کے قبل نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم سو صبر کیجئے یقیناً نیک انجام متقیوں ہی کے لئے ہے۔

آل عمران ۳ : ۴۴ یہ (قصے) من جملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم ان کی وحی بھیجتے ہیں آپ کے پاس اور ان لوگوں کے پاس آپ نہ تو اس وقت موجود تھے جب وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے قلموں کو (پانی میں) ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص مریم کی کفالت کرے اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت موجود تھے جب کہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔

Marfat.com

(سورۃ یوسف ۱۲ : ۱۰۲) (اے محمد) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم وحی کے ذریعے سے آپ کو بتلاتے ہیں (اور) آپ ان (برادران یوسف) کے پاس اس وقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے۔

۲۔ آئندہ مستقبل میں جو واقعات ہونے والے ہیں اس کو بھی علم غیب کہیں گے۔

"اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا سو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر صرف خدا کو ہے (مجھ کو نہیں) سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ (یونس ۱۰ : ۲۰)

"یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے۔ اس کے وقت پر اس کو سوائے اس کے (یعنی اللہ کے) کوئی اور ظاہر نہ کرے گا وہ اس آسمان اور زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہو گا اس لئے کہ وہ تم پر محض اچانک آ پڑے گی۔ وہ آپ سے (اس طرح) پوچھتے ہیں (جیسے) گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

"بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔" (لقمن ۳۱ : ۳۴)

۳۔ زمانہ حال میں موجود واقعات کا طبعی قیود و شرائط کے بغیر علم غیب ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

"بالتحقیق اللہ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح دے دی۔"

(الحجرات ۴۹ : ۱۸)

"اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے۔

Marfat.com

اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے تو آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ کیجئے اور آپ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم (لوگ) کر رہے ہو۔" (ھود ۱۱: ۱۲۳)

۴۔ عالم غیب کی آخری چیز وہ امور ہیں جو غیر مادی ہونے کی وجہ سے ہمارے حواس اور عقل کے تنگ دائرہ عمل سے قطعاً باہر ہیں۔ فرشتے' جنت و دوزخ' اللہ کی رویت

جو (متقی) اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ لوگ قیامت سے (بھی) ڈرتے ہیں۔ (الانبیاء ۲۱: ۴۹)

وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں جو یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (البقرہ ۲: ۳)

وہ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اس کے وعدہ کی ہوئی چیز کو یہ لوگ ضرور پہنچیں گے۔ (مریم ۱۹: ۶۱)

دعوت و تبلیغ

اولین وحی کے بعد "انجانوں کو ہشیار اور بے خبروں کو آگاہ کرنا" سب سے پہلا حکم تھا۔

یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ (المدثر ۷۴: ۱،۲)

اے چادر پوش! اٹھ کھڑا ہو اور ہوشیار آگاہ کر

پھر بار بار حکم ہوتا رہا کہ:

بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔ (المائدہ ۵: ۶۷)

جو تیری طرف اتارا گیا ہے اسے اوروں تک پہنچا۔

فَادْعُ وَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ۔ (الشوریٰ ۴۲: ۱۵)

لوگوں کو دعوت دے اور مضبوط قائم رہ جس طرح تجھے حکم دیا گیا

Marfat.com

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى۔ (الاعلیٰ ۸۷ : ۹)
لوگوں کو نصیحت کر اگر نصیحت فائدہ مند ہو۔
وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الذریات ۵۱ : ۵۵)
اور نصیحت کر کہ نصیحت اہل ایمان کو فائدہ پہنچاتی ہے۔
فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ۔ (ق ۵۰ : ۴۵)
قرآن سے سمجھاؤ اس کو جو میری دھمکی سے ڈرتا ہو۔

پیغام الٰہی سچائی کا ایک بہتا سرچشمہ ہے جو آہستہ آہستہ قدرتی رفتار سے پہلے اپنی قریب کی زمین کو پھر آگے کو پھر اس سے آگے کو سیراب کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے کناروں تک پہنچ جاتا ہے۔ آنحضرت محمد ﷺ کو اس تبلیغ کا حکم اسی تدریج کے ساتھ ہوا۔

سب سے پہلے خاص اپنے گھر اور خاندان کے لوگوں کو سمجھانے کا حکم ہوا:
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ○ (الشعراء ۲۶ : ۲۱۴)
اور اپنے سب سے نزدیک اہل خاندان کو آگاہ و ہوشیار کر۔

اس کے بعد یہ دائرہ بڑھ کر شہر مکہ اور اس کے اطراف کی آبادیوں تک پہنچتا ہے:
لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا۔ (الشوریٰ ۴۲ : ۷)
تاکہ تو ام القریٰ (بستیوں کی ماں) اور جو آس پاس آبادیاں ہیں ان کو ہوشیار کرے۔
اب تبلیغ کا دائرہ اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور ہر زندہ روح' سمجھ بوجھ' احساس و عقل اس کی مخاطب ہو جاتی ہے:
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ○ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا۔ (یٰس ۳۶ : ۶۹-۷۰
یہ قرآن تو صرف ایک نصیحت اور صاف صاف خدا کا کلام ہے تاکہ وہ اس کو ہوشیار کرے جو زندہ ہے۔ پھر جس حد تک بھی اس کی آواز پہنچ جائے۔
سب سے اس کا خطاب ہے:
لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ۔ (الانعام ۶ : ۱۹)

Marfat.com

ان کو جن تک میری یہ آگاہ ہوشیار کرنے والی آواز پہنچے۔ پھر تمام انسانوں تک اس کی وسعت ہوتی ہے:

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ۔(ابراہیم ۱۴: ۵۲)

یہ (قرآن) تمام انسانوں کے لئے پیغام ہے:

آنحضرت ﷺ کو خطاب ہوا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (السباء ۳۴: ۲۸)

اور ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لئے خوش خبری سنانے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا۔

آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ تمام انسانوں کو خطاب کر کے یہ اعلان فرما دیں:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ (الاعراف: ۱۵۸)

کہو اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں۔

اور اس سے زیادہ یہ تمام کائنات آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ میں داخل ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔(الفرقان ۲۵: ۱، ۲)

برکت والا ہے وہ اللہ جس نے حق و باطل میں امتیاز بتانے والی کتاب اپنے بندہ (محمد ﷺ) پر نازل کی تاکہ وہ دنیا جہاں کے لئے ہوشیار و آگاہ کرنے والا ہو۔ وہ اللہ جس کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔

دین اسلام ایک دعوت اور تبلیغی مذہب ہے۔ آنحضرت محمد ﷺ نے مکہ میں رہ کر لوگوں کو بیدار و ہوشیار کیا۔ حج کے ایام میں ایک ایک قبیلہ کے پاس جا کر حق کا پیغام پہنچایا اسی زمانے میں یمن اور حبشہ تک آپ ﷺ کی آواز پہنچی اور لوگ حق کی تلاش میں آپ ﷺ تک آئے۔

مدینہ منورہ آئے تو قریش گو برسوں تک دوسرے قبیلوں تک اسلام کی اشاعت میں سدراہ بنے رہے۔ پھر بھی آپ ﷺ نے مبلغ و داعی بھیج بھیج کر قبیلوں تک پیغام الٰہی پہنچایا۔ عرب اور بیرون عرب میں اسلام کے واعظ، قاصد اور مبلغ بھیجے گئے اور دنیا

Marfat.com

کے امراء و سلاطین کو دعوت اسلام کے مکتوب ارسال کئے گئے۔ عرب' دیلم' ایران' حبشہ اور روما کے طالبین حق آئے اور فیضان حق سے سیراب ہوئے۔

یہ نکتہ کہ کس طرح سے لوگوں کو تبلیغ و دعوت کرنی ہے۔ دنیا میں پہلی بار حضرت محمد ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے ادا ہوا۔ آپ ﷺ نے نہایت اختصار لیکن پوری تشریح کے ساتھ اپنے پیروؤں کو یہ بتلایا کہ پیغام الٰہی کس طرف لوگوں تک پہنچایا جائے۔ "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط(النحل ۱۶ : ۱۲۵) "اپنے پروردگار کی راہ کی طرف لوگوں کو دانائی عمدہ نصیحت کے ذریعے بلا اور ان سے مناظرہ خوش آئند طریقے سے کر۔" اس آیت مبارکہ میں تبلیغ و دعوت کا اصول تعلیم ہوئے۔ الف : عقل و حکمت

ب : موعظہ حسنہ

ج : مناظرہ بطریق احسن مناظرہ کے بارے میں متکلمین نے بیان کیا کہ تین باتیں ضروری ہیں : الف : برہانیت : جن میں یقینی مقدمات کے ذریعے سے دعویٰ کے ثبوت پر دلیلیں لائی جاتی ہیں۔ ب : خطابیات : موثر اور دل پذیر اقوال سے مقصود کو ثابت کیا جاتا ہے۔ ج : جدلیات : مقبول عام اقوال فریقین کے مسلم مقدمات سے استدلال کیا جاتا ہے۔

داعی نرمی اور خیر خواہی سے بات کرے۔ مخالف کی بدسلیقگی' بدتہذیبی اور درشتی سے درگزر و برداشت کرنا چاہئے۔ نصیحت کرنا اور سمجھانا چاہئے۔ گفتگو میں موثر طرز و انداز اختیار کرنا چاہئے جو دل میں گھر کرے۔ ان ربانی ہدایات کی تعمیل میں آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ فرماتے وقت یہ نصیحت فرمائی : "دین الٰہی کو آسان کر کے پیش کرنا سخت بنا کر نہیں۔ لوگوں کو خوشخبری دلانا' نفرت نہ دلانا۔" صحیح بخاری جلد دوئم بعث معاذ رضی اللہ عنہ الی الایمن تبلیغ کا ایک اصول یہ ہے کہ کسی نئی قوم کو دعوت دیتے وقت شریعت کے تمام احکام کا بوجھ ایک دفعہ اس کی گردن پر نہ ڈالا جائے بلکہ رفتہ رفتہ وہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں۔ دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں لطف و محبت' امداد و اعانت اور غم

Marfat.com

خواری و ہمدردی کرنا بھی ایک طریقہ ہے۔ اسے تالیف قلب سے موسوم کیا جاتا ہے۔ غور و فکر کی دعوت دی جائے۔ فہم و تدبر کا مطالبہ کیا جائے۔

"دین میں کوئی زبردستی نہیں ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی۔" البقرہ ۲ : ۲۵۶ دین کو زبردستی پھیلانا' اسلام کی نگاہ میں ایک ایسا فعل ہے جس سے رسول کی شان کو اس نے بہت بلند سمجھا ہے : "اگر تیرا پروردگار چاہتا کہ زمین کے سب لوگ ایمان لے آتے تو کیا اے پیغمبر تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔" یونس ۱۰ : ۹۹ اسلام میں حق کی حمایت اور باطل کی شکست کے لئے لڑنا بہتر ہے اور آنحضرت محمد ﷺ کو مجبوراً" لڑنا پڑا۔ اس لئے مخالفین اسلام نے یہ نتیجہ نکالا کہ اسلام کو تلوار کے زور سے لوگوں میں پھیلانے کے لئے یہ لڑائیاں لڑی گئیں۔ حالانکہ قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں کسی کافر کو زبردستی مسلمان بنانے کا حکم ہو۔ بلکہ حکم ہے کہ : "اور اگر لڑائی میں کوئی مشرک تجھ سے پناہ کا طالب ہو تو اس کو پناہ دے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کا پیغام سن لے پھر اس کو وہاں پہنچا دے۔ جہاں وہ بے خوف ہو کہ یہ بے علم لوگ ہیں۔" التوبہ ۹ : ۶

اسلام کی امن پسندی نے یہ قانون بنایا ہے کہ اگر کسی مخالف قوم سے لڑائی آن پڑے تو میدان جنگ مین پہنچ کر بھی صلح و آشتی کا خیال دور نہ کیا جائے۔ بلکہ تلوار کے فیصلے سے پہلے دو باتیں ان کے سامنے پیش کی جائیں۔ اول یہ کہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ اور لڑائی سے ہاتھ اٹھا کر ہمارے بھائی بن جاؤ اگر ایسا کرو گے تو تم دین' حکومت اور عزت کے تمام جقوق میں ہمارے برابر ہو جاؤ گے۔ اگر یہ منظور نہ ہو تو اپنے مذہب پر قائم رہ کہ ہماری بالادستی قبول کر لو۔ اس حالت میں تمہاری حفاظت کی ہر قسم کی ذمہ داری ہمارے سر پر ہو گی۔ یہ قانون سر تا پا امن پسندی' سلامت طلبی اور خون ریزی سے بچنے کی آخری کوشش پر مبنی ہے۔

حضور پرنور حضرت محمد ﷺ کے بعد اسلام کے دوسرے داعی افضل البشر بعد از انبیاء علیہ السلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ جن کی مساعی سے مکہ کے بہت سے معزز گھرانوں کے پرجوش نوجوان حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت

Marfat.com

طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت و تبلیغ سے دائرہ اسلام میں آئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، قاری مدینہ کا نام نامی آتا ہے۔ جن کے موثر واعظوں کو سن کے مدینہ کے گھرانے کے گھرانے توحید حق کے پرستار ہو گئے۔ان کے علاوہ جن اکابر صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے مختلف ملکوں، بادشاہوں، قوموں اور قبیلوں میں دعوت اسلام کے فریضہ کو انجام دیا۔ ان کے نام یہ ہیں:

- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
- حضرت جعفر طیار بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
- حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ
- حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
- حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ
- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
- حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
- حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ
- حضرت منقذ بن حبان رضی اللہ عنہ
- حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ
- حضرت عیاش بن ربیع مخزومی رضی اللہ عنہ
- حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ
- حضرت سلیط بن عمرو بن عبد شمس رضی اللہ عنہ
- حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ
- حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ
- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
- حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ
- حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ
- حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
- حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ
- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ
- حضرت وبر بن نخیس رضی اللہ عنہ
- حضرت عامر بن شہر رضی اللہ عنہ
- حضرت ثمامہ بن آثال رضی اللہ عنہ
- حضرت احنف رضی اللہ عنہ
- حضرت عمر بن مرہ رضی اللہ عنہ
- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ
- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ
- حضرت شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ

اور اس سے زیادہ یہ کہ اسلام نے اپنے ہر پیروکار پر خیر کی دعوت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور تواصی بالحق (باہم ایک دوسرے کو سچائی کی نصیحت) کرنا ضروری قرار

Marfat.com

دیا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی تاریکی سے روشنی میں لانے کی جدوجہد کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "اے علی رضی اللہ عنہ! تمہاری کوشش سے ایک آدمی کا بھی دین حق کو قبول کر لینا دنیا کی بڑی سے بڑی دولت سے بڑھ کر ہے۔" (صحیح مسلم باب خیبر)

قرآن میں ہے: "اور تم میں سے ایک گروہ ضرور ایسا ہونا چاہئے جو خیر کی طرف دعوت دے بھلائی کے کاموں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔" (آل عمران ۳: ۱۰۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا:

"اے پیغمبر: تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں خود بھی پوری بصیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہا ہوں اور جو میرا اتباع کرتے ہیں وہ بھی، اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔" (یوسف ۱۲: ۱۵۸)

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنا دیا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول تمہارے پر گواہ بن جائیں۔" (البقرہ ۲: ۱۴۳)

داعی کا کردار

داعی کے کردار کا خاکہ قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے:

سورۃ التوبہ ۹: ۱۸-۲۲ "خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے یہی لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل ہوں۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ یہ لوگ خدا کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔ اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے

Marfat.com

رہے۔ خدا کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی رحمت کی اور خوش نودی کی اور بہشتوں کی خوش خبری دیتا ہے۔ جن میں ان کے لئے نعمت ہائے جاودانی ہے اور وہ ان میں ابد رہیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا کے ہاں بڑا صلہ تیار ہے۔"

سورۃ المومنون ۲۳ : ۱-۱۱ "بے شک ایمان والے راستگار ہو گئے جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بے ہودہ باتوں سے منہ موڑتے رہتے ہیں اور جو زکوۃ ادا کرتے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں سے جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ ان سے مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ خدا کی مقرر کردہ حد سے نکلنے والے ہیں اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں اور جو نماز کی پابندی کرتے ہیں یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں یعنی جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

الفرقان ۲۵ : ۶۳ "اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں۔ اور جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں اور جو وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور عجز و ادب سے کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔ اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں

لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے۔ اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق یعنی شریعت کے حکم سے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہو گا۔ قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہو گا اور ذلت و خواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو خدا نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے والا مہربان

Marfat.com

ہے۔ اور جو توبہ کرتا ہے اور عمل نیک کرتا ہے تو بے شک وہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب ان کو بے ہودہ چیزوں کے پاس سے گذرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گذرتے ہیں اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں تو ان پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ غور و فکر سے سنتے ہیں اور وہ جو خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے دل کا چین اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔ ان صفات کے لوگوں کو صبر کے بدلے اونچے اونچے محل دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے ان سے دعا و سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت ہی عمدہ جگہ ہے کہہ دو کہ اگر تم خدا کو نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ تم نے تکذیب کی ہے۔ سو اس کی سزا تمہارے لئے لازم ہوگی۔"

مومن بنیادی طور پر مجاہد ہوتا ہے۔ دین کی دعوت و تبلیغ کا عمل بھی مسلسل جہاد ہے۔ نفس کو اللہ کا مطیع و فرماں بردار بنا کے رکھنا اور اللہ کی مرضیات کا تابع کرنا بھی جہاد ہے۔ مومن کی ساری زندگی جہاد سے عبارت ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"اس کی دوستی اور دشمنی' اس کا دینا اور روکنا خالص اللہ کے لئے ہو تو اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے۔"

حدیث نبوی ﷺ ہے:

میرے رب نے مجھے نو کاموں کا حکم دیا ہے:

۱۔ کھلے اور چھپے ہر حال میں اللہ سے ڈروں۔

۲۔ کسی سے مہربان ہوں یا ناراض' دونوں حالتوں میں انصاف کی بات کروں۔

۳۔ غربت و امیری میں سیدھے راستے پر رہوں۔

۴۔ جو مجھ سے کٹے' میں اس سے جڑوں۔

۵۔ جو مجھ سے زیادتی کرے میں اس پر رحم کروں۔

Marfat.com

۶- اور یہ کہ میری خاموشی تفکر کی خاموشی ہو۔

۷- جو مجھے محروم کرے میں اسے عطا کروں۔

۸- اور میری گفتگو ذکر الٰہی کی گفتگو ہو۔

۹- اور میری نگاہ عبرت کی نگاہ ہو۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

"حقیقی مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔"

داعی کے اوصاف

۱) صبر

۲) ایثار

۳) لگن

۴) منضبط، مسلسل اور پیہم سعی

داعی کی قوت

۱) قرآن

۲) نماز

۳) ذکر اللہ

۴) عبادات

دعا

دعا۔ دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والی پیاس اور حاجت کی صدا ہے۔ جو زبان پر لفظ اور آنکھ میں آنسو بن جاتی ہے۔ دل سے نکلتی ہے۔ دل میں اترتی ہے۔ زبان سے نکلتی ہے۔ دل کی صدا بن جاتی ہے۔"

دعا۔ مومن کا ہتھیار ہے۔ اس کی عبادت کی روح ہے۔ عقلمند صاحب ایمان اپنی دنیاوی تدابیر کے ساتھ اپنے رب سے دعا مانگتا ہے کہ وہ ان تدابیر میں برکت فرما

Marfat.com

دے۔ دعا کا ساتھ ہر وقت مومن کا سرمایہ ہے۔ مومن کی زندگی سراپا ذکر ہے اس کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر گوشہ یاد الٰہی سے معطر ہے۔

دعا۔ عبدیت کاملہ کا ظہور و نتیجہ ہے۔ دعا عبد و معبود کا تعلق ہے۔ "دعا رحمت و برکت کے دروازے کی کلید ہے" دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا بندگی کا نہایت واضح اور موثر مظاہرہ ہے خدا کو دعا مطلوب ہے۔ وہ اپنے بندے کی دعا سنتا ہے اور اسے منظور فرماتا ہے۔

زندگی کا کوئی لمحہ اور کوئی کام اور کوئی ضرورت دعا کی حاجت سے بے نیاز نہیں اور ہر دن اور ہر رات ایسے لمحات آتے ہیں جو خصوصی لمحات ہوتے ہیں۔

تعلیم و تاثیر اور جذب و شوق کے حصول کا کوئی نسخہ دعا سے زیادہ موثر نہیں ہے۔ دعا کی تعلیم رب العالمین نے قرآن پاک میں دی ہے۔ اللہ کے حبیب حضرت محمد ﷺ نے دی ہے۔ اللہ کے حبیب ﷺ نے جن الفاظ میں دعا کی تعلیم دی ہے۔ ان میں اتنی حرارت اور اتنا گداز' اتنا وفور شوق اور اتنی محتاجیت اور عاجزی' اتنی الحاح و زاری ہے کہ دل پگھل کر ایک نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں۔ جو دل زندگی کے لئے نافع ہیں۔ ان دعاؤں سے زیادہ موثر اور بلیغ الفاظ انسان لا نہیں سکتا۔ یہ دعائیں مستقل معجزات اور دلائل نبوت ہیں۔ پیغمبر کا یقین ہے۔ "عبد کامل" کا نیاز ہے محبوب رب العالمین کا اعتماد و ناز ہے۔

فطرت نبوت کی معصومیت و سادگی ہے' دل دردمند و قلب مضطر کی بے تکلفی و بے ساختگی ہے۔ صاحب غرض و حاجت مند کا اصرار و اضطرار ہے اور بارگاہ الوہیت کے ادب شناسوں کی احتیاط بھی' چارہ ساز کی چارہ سازی اور دل نوازی کا یقین و سرور بھی۔

دعا۔ قرآنی دلائل

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ (المومنون: ع ٦)

"اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بے

Marfat.com

شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔"

دعا کا حکم:

"اور ہر نماز کے وقت تم خدا کی طرف متوجہ ہو جایا کرو اور خالص اسی کے فرماں بردار ہو کے اس کو پکارو۔" (۷ : ۲۹)

"اور نصیحت وہی پکڑتا ہے جو خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو خالص خدا ہی کے فرماں بردار ہو کر اسی کو پکارو چاہے کافر برا ہی کیوں نہ مانیں۔" (۴۰ : ۱۳)

"وہی زندہ رہنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور خالص اسی کے فرماں بردار ہو کر اس کی عبادت کرو۔ سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا پالنے والا ہے۔" (۴۰ : ۵۶)

"اسی ایک خدا کو پکارو۔ اور اگر اسی کی مرضی میں آئے گا تو وہ اس آفت کو دور کردے گا جس کے لئے تم پکارتے ہو۔" (۶ : ۴۱)

دعا مانگنا، انسانی فطرت کا تقاضا ہے:

"اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچ جاتی ہے تو وہ لیٹا ہوا، یا بیٹھا ہوا یا کھڑا، ہر حال میں ہمیں پکارے جاتا ہے اور پھر جب ہم اس سے اس کی تکلیف کو دور کردیتے ہیں تو ایسا بے پرواہ بن کے چل دیتا ہے کہ گویا تکلیف کے لئے جو اس کو ہو رہی تھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔ (۱۰ : ۱۲)

"اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہو کر اس کو پکارتا ہے پھر جب وہ اپنی طرف سے کوئی نعمت بخشتا ہے تو جس مطلب کے لئے اس نے پہلے پکارا تھا۔ اس کو بھلا دیتا ہے اور خدا کا شریک ٹھراتا ہے تاکہ اپنی بری مثال سے دوسروں کو بھی خدا کی راہ سے گمراہ کرے۔" (۳۹ : ۸)

"تو جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ تو ہم کو پکارتا اور پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ میری لیاقت کی وجہ سے

Marfat.com

ملی ہے (نہیں) بلکہ یہ تو آزمائش ہے مگر اکثر لوگ واقف نہیں" (۴۹:۳۹)

دعا قبول کرنا اللہ کی رحمت ہے:

"اور جب میرے بندے تجھ سے میری بابت سوال کریں تو میں ان کے پاس ہوں۔ جب کوئی مجھ سے دعا کرے تو میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ تو ان کو چاہئے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ انہیں سیدھا راستہ دکھاؤں۔" (۲:۱۸۶)

اللہ کو حاجت نہیں ہے:

"تو کہہ دے کہ اگر تم خدا کو نہ بلاؤ۔ تو میرے پروردگار کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں۔ سو تم نے اس کی آیتوں کو جھٹلایا تو اس کا وبال پکڑ کر رہے گا۔" (۲۵:۷۷)

"جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ اپنی مدد کے لئے' وہ بھی تم جیسے بندے ہیں۔ تو ان کو بلا دیکھو۔ پس اگر تم سچے ہو تو وہ تمہاری فریاد کو پہنچیں گے۔" (۷: ۱۹۴)

دعا۔ آداب

۱) محرمات سے بچنا۔

الف۔ کھانے' پینے' پہننے اور کمانے میں حرام ذرائع سے بچنا۔

ب۔ ناپاکی' نجاست' غلاظت سے بچنا۔

۲) ماموارت۔ پسندیدہ اعمال کرنا۔

الف۔ وضو کرنا۔

ب۔ نماز پڑھنا۔

ج۔ نیکی کرنا۔

د۔ صدقہ دینا۔

و۔ دو زانو بیٹھنا۔

Marfat.com

ہ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا۔

ی۔ اول اور آخر درود شریف پڑھنا۔

۳) اخلاص۔ دعا میں اخلاص شامل ہو۔

الف۔ یقین کے ساتھ دعا کرنا۔

ب۔ قبولیت کے جلد یا بدیر ہونے پر شاکی نہ رہنا۔

ج۔ عاجزی و انکساری برتنا۔

د۔ انبیاء علیہم کے وسیلہ مانگنا۔

و۔ آواز پست رکھنا اور آہ و زاری کرنا۔

۴) منہیات : ناپسندہ امور۔

الف۔ ادب و احترام نہ برتنا۔

قرآن کی جامع دعائیں

رحمت و مغفرت کی دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ (الاعراف : ۲۳)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔۔۔۔۔۔ اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کھائے تو ہم یقیناً تباہ ہو جائیں گے۔"

بلاشبہ اگر خدا انسان کے گناہوں کو معاف نہ کرے اور اپنی بے پایاں رحمت سے نہ نوازے تو وہ تباہ ہو جائے گا۔

فلاں دارین کی جامع دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

(البقرہ ۲ : ۲۰۱)

Marfat.com

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔

صبر و ثبات کی دعا

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔(البقرہ ۲: ۲۵۰)

"پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط جما دے اور کافروں پر فتح یاب کرنے کے لئے ہماری مدد فرما۔

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا

رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ ○ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ○(المومنون ۲۳: ۹۷، ۹۸)

"پروردگار! میں شیطان کی اکساہٹوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں بلکہ اے میرے پروردگار! میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔

عذاب جہنم سے بچنے کی دعا

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَائَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا۔(الفرقان ۲۵: ۶۵، ۶۶)

"اے ہمارے پروردگار! عذاب جہنم ہم سے پھیر دے۔ بلاشبہ اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے۔ وہ تو بہت ہی برا ٹھکانا اور بہت ہی برا مقام ہے۔

اصلاح قلب کی دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔(آل عمران ۸)

"پروردگار! جب تو نے ہمیں سیدھی راہ پر لگا دیا ہے تو پھر کہیں ہمارے قلوب کو کجی میں مبتلا نہ کرنے ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا فرما کہ تو ہی حقیقی فیاض

Marfat.com

ہے۔"

صفائی قلب کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ○ (الحشر ۱۰)

"پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرما دے اور ہمارے ان بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے خلاف بغض نہ پیدا ہونے دے بے شک تو بڑا ہی شفقت کرنا والا مہربان ہے۔"

حالات کے سدھار کی دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّھَیِّ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رُشْدًا۔(الکھف ۱۸: ۱۰)

"پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما اور ہمارے معاملہ میں سدھار (کے سامان) مہیا فرما۔"

استغفار

رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔(المومنون ۲۳: ۱۰۹)

"پروردگار! ہم ایمان لائے پس تو ہماری مغفرت فرما دے۔ ہم پر رحم کر دے تو بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے۔

اہل و عیال کی طرف سے سکون کی دعا

رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔(الفرقان ۲۵: ۷۴)

"پروردگار! ہمیں ہمارے جوڑوں کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں ہی کے لئے مثال بنا۔"

یعنی ہم کو ایسی نیک اور پاکیزہ زندگی عطا فرما کہ پرہیز گار لوگ ہمیں اپنے لئے نمونہ اور مثال سمجھیں۔

Marfat.com

والدین کے لئے دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ (ابراہیم ۴۱)

"پروردگار! میری اور میرے والدین کی اور تمام مومنوں کی اس دن مغفرت فرما جس دن کہ حساب قائم ہو گا۔"

آزمائش سے بچنے کی دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف وَارْحَمْنَا وقف اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ (البقرہ ۲: ۲۸۶)

"اے ہمارے پروردگار! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں ان پر گرفت نہ کر مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار! جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے، وہ ہم پر نہ رکھ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما ہم پر رحم کر تو ہمارا مولا ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

اہل کفر سے نجات کی دعا

عَلَى اللّٰهِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ (یونس ۱۰: ۸۵، ۸۶)

"ہم نے خدا ہی پر بھروسہ کیا، اے ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہم کو کافروں سے نجات دے۔

خاتمہ بالخیر کی دعا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ (یوسف ۱۰۱)

Marfat.com

"اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی میرا ولی اور کارساز ہے۔ دنیا اور آخرت میں میرا خاتمہ اسلام پر فرما اور انجام کار مجھے اپنے صالح بندوں میں شامل فرما۔"

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ (آل عمران ۱۹۳، ۱۹۴)

"پروردگار! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو، ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی پس اے ہمارے آقا، جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما اور جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دور فرما اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے پروردگار! اپنے رسولوں کے ذریعے تو نے جو وعدے کئے ہیں تو انہیں ہمارے حق میں پورے فرما اور قیامت کے روز ہمیں رسوا نہ کر بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے۔"

قرآن کریم کی مفصل دعائیں

۱/۱-۷ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا ہے۔ سب طرح کی تعریف خدا ہی کو ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ نہایت رحم والا مہربان۔ روز جزا کا مالک۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا رستہ دکھا۔ ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے فضل کیا۔ نہ ان کا جن پر غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

Marfat.com

۱۲۷-۱۲۸ / ۲ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ عَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَامَنَا سِکَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

اے ہمارے پروردگار ہماری یہ (خدمت) قبول کر۔ بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری نسل میں ایک امت پیدا کر جو تیری فرماں بردار ہو اور ہم کو ہماری عبادت کے طریقے بتا ار اور ہمارے گناہوں سے درگذر فرما۔ بے شک تو ہی بڑا درگذر کرنے والا مہربان ہے۔

۲۰۱ / ۲ رَبَّنَا اٰتِنَا فِیْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِیْ الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

اے رب ہمارے دے ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہمیں دوزخ کے عذاب سے۔

۲۵۰ / ۲ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِيْنَ ○

اے رب ہمارے ڈال دے ہم پر صبر اور جما ہمارے قدم۔ اور غالب کر ہم کو کافر لوگوں پر۔

۲۸۵-۲۸۶ / ۴ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَيْکَ الْمَصِيْرُ ○ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِيْنَ ○

اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا اور تسلیم کیا۔ تیری ہی مغفرت اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے پروردگار نہ پکڑ ہم کو اگر بھول جائیں یا چوک جائیں۔ اے رب ہمارے نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا کر رکھا تھا ہم سے پہلے لوگوں پر۔ اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز جس کی طاقت ہم کو نہیں اور درگذر کر ہم سے اور بخش دے ہمیں اور رحم کر ہم پر۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ تو غالب کر ہم

Marfat.com

کو کافروں پر۔

۷۔۸ / ۳ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

اے رب ہمارے نہ پھیر ہمارے دل ہدایت کرنے کے بعد اور ہمیں اپنے پاس سے دے ایک رحمت کہ بے شک تو ہی دینے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار تو ایک دن جس میں شبہ ہی نہیں لوگوں کو اکٹھا کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔

۱۵ / ۳ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے پس بخش دے ہمارے گناہ اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے

۲۵۔۲۶ / ۳ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

تو یوں کہہ کہ اے خدا ملک کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہت دے اور تو جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور تو ہی جس کو چاہے عزت دے اور تو ہی جسے چاہے ذلت دے۔ سب طرح کی خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو ہی رات کو گھٹا کر دن میں شامل کر دے اور تو ہی دن کو رات میں شامل کر دے اور تو ہی بے جان سے جاندار اور تو ہی جاندار سے بے جان نکالے اور تو ہی جس کو چاہے بے حساب روزی دے۔

۳۷ / ۳ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○

اے میرے پروردگار اپنی جناب سے مجھ کو نیک اولاد عنایت فرما۔ بے شک تو دعائیں سنتا ہے۔

Marfat.com

۵۲ / ۳ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

اے ہمارے پروردگار جو (کتاب) تو نے اتاری۔ اس پر ہم ایمان لائے اور ہم نے رسول کی پیروی کی تو ہم کو تصدیق کرنے والوں میں لکھ رکھ۔

۱۴۶ / ۳ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر اور ہمارے کاموں میں جو ہم سے زیادتیاں ہو گئی ہیں۔ ان سے درگذر فرما اور ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافر لوگوں پر ہمیں فتح دے۔

۱۷۲ / ۳ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○

ہم کو اللہ کافی ہے۔ اور وہ بہترین کارساز ہے۔

۱۹۰-۱۹۲-۱۹۳ / ۳ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○

اے رب ہمارے تو نے عبث نہیں پیدا کیا۔ تو پاک ہے پس بچا ہمیں دوزخ کے عذاب سے۔ اے رب ہمارے تو جسے دوزخ میں ڈالے تو ضرور اسے رسوا کر دیا اور سیاہ کاروں کا کوئی ساتھی نہیں۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے کو ایمان کے لئے پکارتے سنا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیوں کو ہم سے اتار دے اور ہمارا نیکوں کے ساتھ خاتمہ کر۔ اے رب ہمارے دے ہمیں جو اپنے رسولوں کی معرفت تو نے ہم سے وعدہ کیا اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

۷۵ / ۴ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ○

Marfat.com

اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نکال یہاں کے رہنے والے ظلم کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔

۲۵ / ۵ رَبِّ اِنِّي لَا اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔

اے میرے پروردگار اپنی ذات اور اپنے بھائی کے سوا اور کوئی میرے بس کا نہیں ہے تو ہم میں اور ان نافرمان لوگوں میں امتیاز کر۔

۸۳ / ۵ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

اے ہمارے پروردگار ہم تو ایمان لے آئے تو ہم کو تصدیق کرنے والوں کے ساتھ لکھ رکھ۔

۱۱۴ / ۵ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار۔ جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں سب کے لئے عید قرار پائے اور تیری طرف سے نشانی اور ہم کو روزی دے اور تو سب روزی دینے والوں میں بہتر ہے۔

۱۶۲ / ۶ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔

۱۶۳ / ۶ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○

اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو یہ ہی حکم دیا گیا ہے اور میں اس کا (سب سے) پہلا فرماں بردار ہوں۔

۲۳ / ۷ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم برباد ہو جائیں گے۔

Marfat.com

۴۷ / ۷ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

اے رب ہمارے ہمیں ظالم لوگوں میں شامل نہ کر۔

۸۹ / ۷ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ○

ہمارا پروردگار علم کے رو سے سب چیزوں پر حاوی ہے ہمارا بھروسہ اللہ ہی پر ہے اے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم میں حق کے ساتھ فیصلہ کر اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

۱۲۶ / ۷ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○

اے رب ہمارے ہم پر صبر ڈال دے اور مسلمانی کی حالت میں موت دے۔

۱۵۱ / ۷ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

اے میرے پروردگار میرا اور میرے بھائی کا (قصور) معاف فرما اور ہم کو اپنی رحمت میں لے لے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

۱۵۵-۱۵۶ / ۷ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ○ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ط

تو ہی ہمارا مددگار ہے۔ پس بخش دے ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو سب سے اچھا بخشنے والا ہے اور اس دنیا اور آخرت کی بہتری ہمارے نام لکھ دے ہم تیری ہی طرف رجوع ہوئے۔

۱۲۹ / ۹ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

مجھ کو خدا بس کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور وہ ہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

۸۵-۸۶ / ۱۰ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

Marfat.com

اے رب ہمارے نہ کیجیو ہمیں ستم کش ظالم لوگوں سا۔ اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں سے بچا لے۔

۴۷ / ۱۱ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ اَسۡئَلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ وَاِلَّا تَغۡفِرۡلِیۡ وَتَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ○

اے میرے پروردگار میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ جس چیز کا علم مجھ کو نہیں اس کی تجھ سے درخواست کروں اور اگر تو میرا (قصور) معاف نہیں فرمائے گا اور مجھ پر رحم نہیں کرے گا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔

۱۰۱ / ۱۳ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ○

اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمینوں کے تو ہی ہے رفیق میرا دنیا اور آخرت میں اٹھانا مجھ کو اور شامل کرنا مجھے نیکوں کے ساتھ۔

۳۹۔۴۰۔۴۱ / ۱۴ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ○ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ ○

کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار دعا سنتا ہے۔ اے رب میرے کر دے مجھے نماز درست رکھنے والا اور میری نسل کو بھی۔ اے رب ہمارے اور میری دعا قبول کر۔ اے رب ہمارے بخش دے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور تمام مومنین کو جس دن حساب قائم ہو۔

۲۴ / ۱۷ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ○

اے رب رحم کر میرے والدین پر جیسا انہوں نے مجھ چھوٹے کو پالا۔

۸۰ / ۱۷ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ○

اے رب میرے داخل کر مجھے داخل کرنا سچائی کا اور نکال مجھے نکالنا سچائی کا اور میرے لئے اپنے پاس سے ایک مدد دینے والی قوت مہیا فرما۔

۱۰ / ۱۸ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّہَیِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا ○

Marfat.com

اے رب ہمارے دے ہمیں اپنے پاس سے ایک رحمت اور ہمارے لئے کام میں درستی کا سامان کر دے۔

۲۵-۲۶-۲۷-۲۸ / ۴۰ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ○ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ○ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ○ يَفْقَهُوا قَوْلِي ○

اے رب میرے کھول دے سینہ میرا اور آسان کر مجھ پر میرا کام اور کھول دے گرہ میری زبان کی کہ میری بات کو لوگ سمجھیں۔

۱۱۴ / ۲۰ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ○

اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر۔

۸۳ / ۲۱ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○

کہ مجھ کو بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

۸۷ / ۲۱ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ○

تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ میں نے ظلم کیا

۸۹ / ۲۱ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ○

اے رب میرے نہ چھوڑ مجھے اکیلا اور تو سب سے اچھا وارث ہے۔

۱۱۲ / ۲۱ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○

اے میرے پروردگار حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ اور ہم (مسلمانوں کا) پروردگار رحمٰن ہے جس سے ہم (ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو مدد مانگتے ہیں۔

۲۹ / ۲۳ رَبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ○

اے رب میرے اتار مجھے مبارک جگہ میں۔ اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

۹۴ / ۲۳ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○

تو اے میرے پروردگار مجھ کو ظالم لوگوں میں شامل نہ کر لیجیو۔

Marfat.com

۹۷-۹۸ / ۲۳ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنَ ○ وَاَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ ○

اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی چھیڑ سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری اے رب اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

۱۰۶-۱۰۷ / ۲۳ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ○ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○

اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بدبختی نے آ دبایا اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو یہاں سے نکال۔ بے شک پھر اگر ہم دوبارہ ایسا کریں تو ہم بے شک قصور وار ہیں۔

۱۰۹ / ۲۳ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ○

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو بخش دے ہمیں اور رحم کر ہم پر اور تو سب مہربانوں سے بہتر ہے۔

۱۱۸ / ۲۳ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ○

اے رب میرے بخش دے مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور تو سب مہربانوں سے بہتر ہے۔

۶۵، ۲۵ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا ○

اے رب ہمارے ٹال دے ہم سے دوزخ کا عذاب۔ کہ اس کا عذاب گلوگیر ہے۔

۶۶ / ۲۵ اِنَّھَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ○

بے شک وہ برا ٹھکانہ ہے چاہے تھوڑی دیر رہو یا ہمیشہ کو۔

۷۴ / ۲۵ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ○

اے رب ہمارے ہماری بیبیوں اور اولاد کی طرف سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور کر دے ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا۔

Marfat.com

۸۳-۸۴-۸۵-۸۷-۸۸-۸۹ / ۲۶ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْنَ ○ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ○ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ○ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○

اے میرے پروردگار مجھ کو سمجھ عنایت فرما اور مجھ کو نیک بندوں میں شامل کر اور آنے والی نسلوں میں میرا ذکر جاری رکھ۔ اور آرام گاہ جنت کے وارثوں میں سے مجھ کو بھی وارث بنا۔ جب لوگ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے۔ اس دن مجھ کو رسوا نہ کیجیو۔ کہ اس دن نہ مال ہی کام آئے گا نہ بیٹے (کام آئیں گے) مگر جو پاک دل لے کر خدا کے حضور میں حاضر ہو گا۔

۱۱۸ / ۲۶ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

مجھ میں اور ان لوگوں میں ایک قطعی فیصلہ کر دے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو جو میرے ساتھ ہیں بچا لے۔

۱۶۹ / ۲۶ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ○

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ (لوگ) کر رہے ہیں نجات دے۔

۱۹ / ۲۷ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ○

اے رب میرے مجھے توفیق دے کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا۔ اس کا شکریہ ادا کروں اور ایسے نیک کام کروں جو تو پسند کرے اور داخل کر دے مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں۔

۱۶ / ۲۸ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ○

اے رب میرے بے شک ظلم کیا میں نے اپنی جان پر پس مجھ کو بخش دے۔

۲۱ / ۲۸ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

Marfat.com

اے رب میرے نجات دے مجھ کو ظالم لوگوں سے۔

۲۴ / ۲۸ رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ○

اے رب میرے میں اس بھلائی کا جو تو میری طرف اتارے محتاج ہوں۔

۳۰ / ۲۹ رَبِّ انۡصُرۡنِیۡ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ○

اے رب میرے غالب کر مجھے مفسد لوگوں پر۔

۱۷-۱۸-۱۹ / ۳۰ فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ○ وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِیًّا وَّحِیۡنَ تُظۡہِرُوۡنَ ○ یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَیُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ وَیُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَکَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَ ○

پس جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو۔ اللہ کی پاکیزگی بیان کرو۔ اور آسمان اور زمین میں بھی اللہ تعریف کے لائق ہے اور تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو۔ وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم (مرنے کے بعد) نکالے جاؤ گے۔

۱۰۰ / ۳۷ رَبِّ ہَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ○

اے میرے پروردگار مجھ کو نیک روحوں میں سے (ایک نیک روح) عطا فرما۔

۴۶ / ۳۹ اَللّٰہُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ عٰلِمَ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ اَنۡتَ تَحۡکُمُ بَیۡنَ عِبَادِکَ فِیۡ مَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ○

بار خدایا آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے چھپے اور کھلے کے جاننے والے۔ جن باتوں میں تیرے بندے آپس میں اختلاف کر رہے ہیں۔ تو ہی ان کے جھگڑوں کو چکائے گا۔

۷-۸ / ۴۰ رَبَّنَا وَسِعۡتَ کُلَّ شَیۡءٍ رَّحۡمَۃً وَّعِلۡمًا فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَکَ وَقِہِمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ○ رَبَّنَا وَاَدۡخِلۡہُمۡ جَنّٰتِ عَدۡنِ نِ الَّتِیۡ وَعَدۡتَّہُمۡ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَاَزۡوَاجِہِمۡ وَذُرِّیّٰتِہِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

Marfat.com

اے رب ہمارے محیط ہوا ہے ہر چیز کو تیرا رحم اور علم تو بخش دے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے اے رب ہمارے، اور داخل کر انہیں ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے آباؤ اجداد کو اور ان کی بیبیوں کو اور ان کی اولاد میں سے (جو نیک ہو) ان کو۔ کیونکہ تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

۱۳۔۱۴ / ۴۳ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ○ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ○

پاک ہے وہ جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا ہے اور ہم ایسے نہ تھے کہ ان کو قابو میں کر لیتے اور بے شک ہم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۱۵ / ۴۶ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

اے میرے پروردگار مجھ کو توفیق دے کہ جو احسانات تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں میں تیرے ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا رہوں اور ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو اور میری اولاد میں نیک بختی پیدا کر۔ میں تیری طرف رجوع لاتا ہوں اور میں تیرے فرماں بردار بندوں میں ہوں۔

۱۰ / ۵۴ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ○

میں عاجز ہوں سو اب تو ہی بدلہ دے۔

۱۰ / ۵۹ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

اے رب ہمارے بخش دے ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے آگے رہے اور نہ کر ہمارے دلوں میں کدورت ایمان والوں کے ساتھ۔ اے رب ہمارے تو بہت مہربان رحم والا ہے۔

Marfat.com

۴-۵ / ۶۰ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

اے رب ہمارے تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف ہم رجوع ہوئے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اے رب ہمارے نہ کر ہمیں ستم کش کافر لوگوں کا اور بخش دے ہمیں اے رب ہمارے۔ کیونکہ تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔

۸ / ۶۶ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اے رب ہمارے کامل کر دے ہمیں ہمارا نور اور بخش دے ہمیں کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۲۸ / ۷۱ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ○

اے رب بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو کوئی میرے گھر میں ایماندار ہو کر آئے، اور تمام ایماندار مرد اور عورتوں کو اور ایسا کر کہ ظالموں کی تباہی بڑھتی چلی جائے۔

۱-۲-۳-۴-۵ / ۱۱۳ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○

کہہ کہ میں تمام مخلوقات کے شر سے صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گنڈوں پر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

۱-۲-۳-۴-۵-۶ / ۱۱۴ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○

کہہ کہ (شیطان) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ جنات اور آدمیوں کے۔ ان کے شر سے میں لوگوں کے پروردگار لوگوں کے بادشاہ لوگوں کے معبود کی پناہ مانگتا ہوں

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کی جامع دعائیں

نبی اکرم ﷺ شب و روز' سفر و حضر میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے۔ محدثین نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ سب حدیث کی کتابوں میں جمع فرما دی ہیں۔ قرآن پاک کی دعاؤں کے ساتھ آپ نبی اکرم ﷺ کی ان دعاؤں کے پڑھنے کا بھی اہتمام کیجئے۔ یہ دعائیں نہایت جامع' پر اثر اور بابرکت بھی ہیں اور ان سے یہ ہدایت بھی ملتی ہیں کہ ایک مومن کے سوچنے کا صحیح انداز' اس کی آرزوؤں کا حقیقی مرکز اور اس کی تمنائیں کیا ہونی چاہئیں حقیقت یہ ہے کہ آدمی کی صحیح تصویر اس کی آرزوؤں ہی میں دیکھی جا سکتی ہے' بالخصوص ان اوقات میں جب آدمی کو یہ بھی اطمینان ہو کہ وہ بندوں کی نظر سے اوجھل ہے اور اس کی سرگوشی کو سننے والا صرف اس کا پروردگار ہے۔ نبی اکرم ﷺ شب کی تاریکی میں' تنہائی میں' لوگوں سے الگ اور لوگوں کی موجودگی میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے۔ ان کے لفظ لفظ سے اخلاص' سوز' شوق اور نور ٹپکتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عظیم بندہ ہے جسے اپنے بندہ ہونے کا احساس ہے اور وہ سراپا احتیاج بن کر ہر وقت اپنے رب سے مانگتا رہتا ہے اور اس کا شوق و انہماک برابر بڑھتا ہی جاتا ہے وہ جو کچھ مانگتا ہے اس کی روح یہ ہے کہ خدایا! مجھے اپنا قرب عطا فرما۔ اپنے غضب سے محفوظ رکھ کر اپنی خوشنودی سے نواز اور آخرت کی سرخروئی اور کامرانی نصیب فرمایا۔

صبح و شام کی دعائیں

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"خدا کا جو بندہ بھی ہر صبح اور شام کو یہ دعا پڑھ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔"

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ (مسند احمد)

Marfat.com

"خدا کے نام سے (ہر کام کا) آغاز ہے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پابندی سے صبح و شام اس دعا کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی ترک نہ فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنَ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ۔ (ترمذی)

"خدایا! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طالب ہوں۔ خدایا! میں تجھ سے عفو و درگزر اور سلامتی اور عافیت چاہتا ہوں۔ دین و دنیا کے معاملات میں اپنے اہل و عیال اور اپنے مال و دولت میں۔ خدایا! تو میری ستر پوشی فرما اور میری بے چینیوں کو امن و چین سے بدل دے۔ خدایا! آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں تیرے عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں ناگہاں اپنے نیچے کی طرف سے ہلاک کیا جاؤں (یعنی خدا مجھے زمین میں دھنسنے کے عذاب سے بچائے رکھے)

کاہلی اور بزدلی سے بچنے کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں رہتا تھا اور میں کثرت سے آپ کو یہ دعا پڑھتے سنا کرتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ۔ (بخاری، مسلم)

"خدایا! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، رنج و غم سے، بے بسی اور کاہلی سے، بخل اور بزدلی سے، قرض کے بار سے اور لوگوں کے دباؤ سے۔"

Marfat.com

تقویٰ اور پاک دامنی کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی۔

"خدایا! میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ' پاک دامنی اور استغناء کا سوال کرتا ہوں۔"

یہ دعا انتہائی جامع ہے' نبی اکرم ﷺ نے ان چار لفظوں میں درحقیقت وہ سب ہی کچھ مانگ لیا ہے جس کی بندہ مومن کو ضرورت ہے۔

دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ۔(طبرانی)

"خدایا! سارے کاموں میں ہمارا انجام بخیر فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔"

نماز کے بعد کی دعا

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔

"اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر (فرمایا) اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی نماز کے بعد ان کلمات کو ترک نہ کرنا۔ ہر نماز کے بعد یہ کلمات ضرور پڑھا کرنا۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

"خدایا! تو ہماری مدد فرما۔ اپنی یاد اور اپنے شکر کے لئے اور اپنی اچھی بندگی کے لئے۔

نبی اکرم ﷺ کی وصیت

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے وصیت فرمائی۔

Marfat.com

"شداد! جب تم دیکھو کہ دنیا والے سونا اور چاندی جمع کرنے میں لگ گئے ہیں تو تم ان کلمات کا ذخیرہ کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَةِ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ (مسند احمد)

"خدایا! میں ثابت قدمی اور راست بازی میں استقلال کا سوال کرتا ہوں اور تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور تیری بہترین بندگی بجا لانے کی توفیق مانگتا ہوں اور خدایا! میں تجھ سے قلب سلیم اور زبان صادق کا خواست گار ہوں اور ہر وہ بھلائی تجھ سے مانگتا ہوں جس کا تجھے علم ہے اور ہر اس برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور اپنے سارے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہیں بے شک تو غیب کی باتوں سے پوری طرح واقف ہے۔

مغفرت و رضاء الٰہی کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

"میں تمہیں چند کلمے دینا چاہتا ہوں ان کے ذریعے رحمان سے سوال کرو۔ رحمان کی طرف لپکو اور شب و روز ان ہی الفاظ میں خدا سے دعا مانگو۔"

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ صِحَّةً فِیْ اِیْمَانٍ وَاِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلُقِیْ وَنَجَاحًا یَتْبَعُهٗ فَلَاحٌ وَرَحْمَةً مِنْکَ وَعَافِیَةً وَمَغْفِرَةً مِنْکَ وَرِضْوَانًا۔ (طبرانی، حاکم)

"خدایا! میں تجھ سے اپنے ایمان میں صحت و قوت کا طالب ہوں حسن اخلاق میں ایمان کی تاثیر کا خواہاں ہوں اور ایسی کامیابی چاہتا ہوں جس کے تحت آخرت کی فلاح حاصل ہو اور تجھ سے رحمت، سلامتی، گناہوں کی معافی اور تیری رضا کا طالب ہوں۔"

Marfat.com

گناہوں سے پاک ہونے کی دعا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ نَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ بَعِّدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطِیْئَتِیْ کَمَا بَعَّدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ (معجم کبیر)

"خدایا! تو میرے دل کو خطاؤں کے میل سے ایسا پاک و صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف ستھرا کر دیتا ہے۔ خدایا! تو مجھے گناہوں سے اتنا دور کر دے جتنا تو نے مشرق اور مغرب میں دوری کر رکھی ہے۔

مخلوق کی نظر میں عزت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا۔

"خدایا! تو مجھے انتہائی صابر بنا دے اور بہت زیادہ شکر گزار بنا دے اور مجھے میرے اپنی نگاہوں میں حقیر اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا بنا دے۔

جامع دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نماز میں مشغول تھی۔ نبی اکرم ﷺ کو مجھ سے کچھ ضرورت تھی اور مجھے دیر لگ گئی تو آپ نے فرمایا عائشہ' مختصر اور جامع دعائیں مانگا کرو پھر میں جب نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی تو میں نے پوچھا' یا رسول اللہ ﷺ! مختصر اور جامع دعا کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَسْئَلُکَ مِمَّا سَاَلَکَ بِہٖ مُحَمَّدٌ وَاَعُوْذُبِکَ مِمَّا

Marfat.com

تَعَوَّذَ مِنْهُ مُحَمَّدٌ وَمَا قَضَيْتَ لِيْ مِنْ قَضَاءٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَهُ رُشْدًا۔ (حاکم)

"خدایا! میں تجھ سے ساری کی ساری بھلائی کا سوال کرتا ہوں' جلد ہونے والی کا بھی اور بدیر ہونے والی کا بھی۔ معلوم کا بھی اور غیر معلوم کا بھی۔ اور میں ساری کی ساری برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں' فوری ہونے والے برائی سے بھی اور بدیر ہونے والی برائی سے۔ معلوم سے بھی اور نامعلوم سے بھی اور تجھ سے جنت کا طالب ہوں اور ایسے قول و عمل کا جو جنت کے قریب کر دینے والا ہو اور میں جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس قول و فعل سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جو جہنم سے قریب کر دینے والا ہو اور میں تجھ سے وہ بھلائیاں چاہتا ہوں جس کا سوال تجھ سے (محمد ﷺ) نے کیا ہے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان ساری چیزوں سے جن سے محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے اور یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے حق میں جو فیصلہ بھی فرمائے گا اس کا انجام بخیر فرما۔"

اسلام پر قائم رہنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَلَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوًّا حَاسِدًا۔

"خدایا! مجھے اٹھتے' بیٹھتے' سوتے (جاگتے ہر حالت میں) اسلام پر قائم رکھ اور کسی دشمن اور حسد کرنے والے کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔"

نو مسلم کی دعا

حضرت ابومالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد کا بیان ہے کہ جب کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اس کو نماز سکھاتے پھر اس کو بتاتے کہ اس طرح دعا مانگو۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔

"خدایا! تو میری مغفرت فرما۔ مجھ پر رحم کر مجھے سیدھے راستے پر چلا' مجھے عافیت بخش اور مجھے روزی عطا فرما۔"

نفاق اور بد اخلاقی سے بچنے کی دعا

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْکِرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ۔

"خدایا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے اخلاق' برے اعمال اور خواہشات نفس سے۔ خدایا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں' جھگڑے' نفاق اور بداخلاقی سے۔

میدان عرفات میں دعا

اے اللہ جل جلالہ

"بے شک تو جانتا ہے میری چھپی اور کھلی باتوں کو' پس قبول فرما میری معذرت اور تجھے معلوم ہے میری حاجت پس پورا کر دے میری مانگ اور تو جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے۔ پس درگزر فرما میری خطاؤں سے۔"

اے میرے رب!

بے شک میں مانگتا ہوں ایسا ایمان جو پیوست ہو جائے میرے دل میں اور سچا یقین کہ مجھے یقین ہو جائے کہ جو بات مجھے پیش آئے وہ میرے لئے پہلے سے مقدر تھی اور رضائے کامل عطا فرما اپنی طرف سے اس پر جو تو نے میری قسمت میں لکھ دیا ہے کہ تو ہی میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں۔"

الٰہی!

موت دینا حالت اسلام پر اور داخل فرما مجھے نیک بندوں کے زمرہ میں۔

اے ہمارے رب!

نہ چھوڑ ہمارا اس جگہ کوئی گناہ مگر اسے بخش دے۔

اور ہماری تمام دشواریوں کو آسان فرما دے۔

اور ہماری تمام حاجتوں کو پورا فرما دے۔

اور ہمارے کام ہم پر آسان فرما دے۔

اور کھول دے ہمارے سینوں کو اور منور کر دے ہمارے قلوب اور انجام دے ہمارے تمام نیک عملوں کو خیر اور خوبی کے ساتھ۔

اے ہمارے رب!

Marfat.com

ہمیں حالت اسلام پر موت دے اور اپنے نیک بندوں کے زمرہ میں شامل فرما اور رسوا ہونے اور فتنہ میں پڑنے سے محفوظ فرما۔ اے سب جہانوں کے رب اور درود و سلام ہو اللہ کے پیارے، ہمارے سردار محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل پر اور آپ ﷺ کے اصحاب پر۔ آمین

(۱)

اِلٰهِيْ عَبْدُكَ بِبَابِكَ فَقِيْرُكَ بِبَابِكَ مِسْكِيْنُكَ بِبَابِكَ

میرے معبود، تیرا بندہ تیرے در پر ہے، تیرا فقیر تیرے در پر ہے، تیرا مسکین تیرے در پر ہے۔

سَائِلُكَ بِبَابِكَ ذَلِيْلُكَ بِبَابِكَ ضَعِيْفُكَ بِبَابِكَ ضَيْفُكَ بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

تیرا سائل تیرے در پر ہے، تیرا ذلیل تیرے در پر ہے، تیرا کمزور و ناتواں بندہ تیرے در پر ہے۔ تیرا مہمان تیرے در پر ہے، اے رب العالمین!

(۲)

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْاِجَابَةُ (کنز العمال، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ و ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اے اللہ، تو نے کہا ہے، اور تیرا کہنا حق ہے، مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اے اللہ، یہ ہے دعا، اب قبول کرنا تجھ پر ہے۔

(۳)

اِرْحَمْنِيْ مَوْلَائِيْ مَوْلَائِيْ اَنْتَ الْغَفَّارُ وَاَنَا الْمُسِيْئُ هَلْ يَرْحَمُ

Marfat.com

الْمُسِيئُ اِلَّا الْغَفَّارُ مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ اَنْتَ الْمَالِکُ وَاَنَا الْمَمْلُوکُ وَھَلْ یَرْحَمُ الْمَمْلُوکَ اِلَّا الْمَالِکُ مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا الْعَبْدُ وَھَلْ یَرْحَمُ الْعَبْدُ اِلَّا الرَّبُّ مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ اَنْتَ الرَّزَّاقُ وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ وَھَلْ یَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ اِلَّا الرَّزَّاقُ مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ اَنْتَ الْکَرِیْمُ وَاَنَا اللَّئِیْمُ وَھَلْ یَرْحَمُ اللَّئِیْمَ اِلَّا الْکَرِیْمُ مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنَا الذَّلِیْلُ وَھَلْ یَرْحَمُ الذَّلِیْلَ اِلَّا الْعَزِیْزُ مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ اَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ وَھَلْ یَرْحَمُ الضَّعِیْفَ اِلَّا الْقَوِیُّ مَوْلَائِیْ مَوْلَائِیْ اَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ وَھَلْ یَرْحَمُ الْمُذْنِبَ اِلَّا الْغَفُوْرُ۔

رحم کر مجھ پر، میرے مولا، میرے آقا، تو بے حد بخشنے والا ہے اور میں بدکار، سوائے بخشنے والے کے اور کون ہے جو مجرم پر رحم کرے گا۔ میرے مولا، میرے آقا، تو مالک ہے اور میں تیرا مملوک، سوائے مالک کے اور کون ہے جو مملوک پر رحم کرے گا۔ میرے مولا، میرے آقا، تو رب ہے اور میں تیرا بندہ، سوائے رب کے اور کون ہے جو بندے پر رحم کرے گا۔ میرے مولا، میرے آقا، تو رازق ہے اور میں مرزوق، سوائے رازق کے اور کون ہے جو مرزوق پر رحم کرے گا۔ میرے مولا، میرے آقا، تو کریم ہے اور میں لئیم سوائے کریم کے اور کون ہے جو لئیم پر رحم کرے گا۔ میرے مولا، میرے آقا، تو عزت والا ہے میں ذلیل، سوائے عزت والے کے اور کون ہے جو ذلیل پر رحم کرے گا۔ میرے مولا، میرے آقا، تو قوت والا ہے اور میں کمزور و ناتواں، سوائے قوت والے کے اور کون ہے جو کمزور پر رحم کرے گا۔ میرے مولا، میرے آقا، تو بخشنے والا ہے اور میں گنہگار، سوائے بخشنے والے کے اور کون ہے جو خطاکار پر رحم کرے گا۔

(۴)

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ

Marfat.com

لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ اِلَیْکَ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَۃَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَہِلُ اِلَیْکَ اِبْتِہَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُہٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُہٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُہٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُہٗ اَللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیًّا وَکُنْ لِیْ رَءُوْفًا رَحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ۔

میرے اللہ' تو میری بات کو سنتا ہے اور تو میرے مقام اور حالت کو دیکھتا ہے اور میرے چھپے اور کھلے سب کو جانتا ہے' تجھ سے میری کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ میں مصیبت زدہ ہوں' محتاج ہوں' فریادی ہوں' پناہ کا طلب گار ہوں' ڈرنے والا ہوں' ہراساں ہوں' اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں' اعتراف کرتا ہوں۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں' جیسے بے کس مانگتا ہے اور میں تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے گنہگار و ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے اور میں تجھ کو پکارتا ہوں جیسے خوف زدہ آفت رسیدہ پکارتا ہے' ایسے شخص کی پکار جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہے اور جس کے آنسو تیرے لئے بہہ رہے ہیں' جس کا تن بدن تیرے آگے بچھا ہوا ہے' اور جو اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہے۔ اے اللہ تو ایسا نہ بنا کہ تجھ سے مانگوں' اور پھر بھی محروم رہوں' تو میرے حق میں بڑا مہربان' نہایت رحم کرنے والا ہو جا' اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر' اے سب دینے والوں سے بہتر۔ (کنز العمال' طبرانی عن ابن عباس وعبداللہ بن جعفر)

(۵)

اَللّٰہُمَّ اَسْئَلُکَ بِعِزِّکَ وَذُلِّیْ اِلَّا رَحِمْتَنِیْ وَاَسْئَلُکَ بِقُوَّتِکَ وَضُعْفِیْ وَبِغِنَائِکَ عَنِّیْ وَفَقْرِیْ اِلَیْکَ ھٰذِہٖ نَاصِیَتِیْ الْکَاذِبَۃُ الْخَاطِئَۃُ بَیْنَ یَدَیْکَ عَبِیْدُکَ سِوَایَ کَثِیْرٌ وَلَیْسَ لِیْ سَیِّدٌ سِوَاکَ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ اِلَّا اِلَیْکَ۔

Marfat.com

اے اللہ' میں تیری عزت کے آگے اپنی ذلت کے واسطے سے تجھ سے مانگتا ہوں۔ اگر تو نے مجھ پر رحم نہ کیا تو ..... میں تیری قوت کے آگے اپنی ناتوانی کے واسطے سے تجھ سے مانگتا ہوں' اور میں تیری مجھ سے بے نیازی اور تیرے آگے اپنی محتاجی کے واسطے سے تجھ سے مانگتا ہوں۔ یہ رہی میری جھوٹی اور خطا کار پیشانی' جو تیرے سامنے پڑی ہے' میرے علاوہ تیرے بندے بے شمار ہیں' لیکن تیرے سوا میرا آقا کوئی نہیں۔ نہ تیرے سوا تجھ سے میری کوئی جائے پناہ' نہ جائے نجات۔ (ابن قیم مدارج السالکین)

(۶)

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجیٰ عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

میرے اللہ' تیری مغفرت میرے تمام گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع ہے' اور مجھے تیری رحمت کا آسرا ہے نہ کہ اپنے عمل کا۔

ایک شخص نے رسول اللہ ص کے سامنے فریاد کی: ہائے میرے گناہ' ہائے میرے گناہ! فرمایا کہ یہ کلمات کہو۔ اس نے کہا' فرمایا پھر کہو' اس نے دوبارہ کہے۔ فرمایا پھر کہو' اس نے تیسری بار کہے۔ فرمایا کھڑے ہو جاؤ' تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے

(حاکم عن جابر بن عبداللہ)

(۷)

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا سْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

Marfat.com

میرے اللہ' تو تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں جتنا بس میں ہے تجھ سے عہد و پیمان پورا کرتا ہوں' تیری پناہ چاہتا ہوں جو کچھ کیا ہے اس کے شر سے۔ اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اعتراف ہے اور ساتھ ہی اپنے گناہوں کا اقرار مجھے بخش دے' تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔

(بخاری عن شداد بن اوس)

اس کو حضور اکرم ﷺ نے سید الاستغفار کہا ہے۔ جو صبح یا شام مانگے گا' اور مر جائے گا' وہ جنت میں جائے گا۔ مگر اس کے علاوہ قرآن مجید اور حدیث میں استغفار کے لئے متعدد کلمات کی تعلیم دی گئی ہے' جو بہ آسانی سیکھے جا سکتے ہیں۔

(۸)

اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔

میرے اللہ' پناہ چاہتا ہوں' میں تیری ناراضی سے تیری رضا میں' اور تیری معافی میں تیرے عذاب سے اور تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں تیری تعریف کرنا میرے بس میں نہیں' تو بس ایسا ہے جیسی تو نے آپ اپنی تعریف کی ہے۔ (مسلم عن عائشہ)

(۹)

رَبِّ كَمْ مِنْ نِعْمَةٍ اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا شُكْرِيْ وَكَمْ مِنْ بَلِيَّةٍ ابْتَلَيْتَنِيْ بِهَا قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا صَبْرِيْ فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُكْرِيْ فَلَمْ يَحْرِمْنِيْ وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِيْ فَلَمْ يَخْذُلْنِيْ وَيَا مَنْ رَاٰنِيْ عَلَى الْخَطَايَا فَلَمْ يَفْضَحْنِيْ۔

میرے رب کتنی نعمتیں ہیں جو تو نے مجھے دیں مگر ان پر میں نے تیرا شکر کم ہی

Marfat.com

ادا کیا۔ اور کتنی مصیبتیں ہیں جن میں تو نے مجھے ڈالا‘ مگر ان پر میں نے تیرے لئے کم ہی کچھ صبر کیا۔ پس اے وہ کہ جس کی نعمتوں پر میں نے شکر کم ہی کیا اور پھر بھی اس نے مجھے محروم نہ کیا‘ اور اے وہ کہ جس کی مصیبتوں پر میں نے کم ہی صبر کیا اور پھر بھی اس نے میرا ساتھ نہ چھوڑا‘ اور اے وہ کہ مجھے گناہ کرتے دیکھتا رہا اور پھر بھی اس نے مجھے رسوا نہ کیا۔ (کنز العمال‘ دیلمی‘ عن علی رضی اللہ عنہ)

(۱۰)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّ فِیْ رِضَاکَ ضُعْفِیْ وَخُذْ اِلَی الْخَیْرِ بِنَاصِیَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَھٰی رِضَائِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاَنَا فَقِیْرٌ فَارْزُقْنِیْ۔

اے اللہ‘ میں کمزور ہوں‘ پس اپنی رضا جوئی میں میرا ضعف‘ اپنی قوت سے دور کر دے اور کشاں کشاں مجھے خیر کی طرف لے جا‘ اور اسلام کو میری پسند کا منتہا بنا دے۔ میں ذلیل ہوں‘ تو مجھے عزت دے اور میں محتاج ہوں‘ تو مجھے رزق دے۔

(۱۱)

اَللّٰھُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِیَنَا وَجَوَارِحَنَا بِیَدِکَ وَلَمْ تُمَلِّکْنَا مِنْھَا شَیْئًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ بِنَا فَکُنْ اَنْتَ وَلِیَّنَا وَاھْدِنَا اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ۔

اے اللہ‘ ہمارے دل‘ اور ہماری مہار‘ اور ہمارے اعضاء سب تیری مٹھی میں ہیں‘ اور تو نے ہمیں ان میں سے کسی چیز کا بھی مالک نہیں بنایا‘ پس‘ جب تو نے ہمارے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے تو بس تو ہی ہمارا والی بن جا اور ہمیں سیدھے راستے کی طرف لے جا۔ (ترمذی‘ عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

(۱۲)

یَا رَحْمٰنُ قَلْبِیْ بَیْنَ اُصْبُعَیْکَ الْکَرِیْمَتَیْنِ تُقَلِّبُهٗ کَیْفَ تَشَاءُ فَثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ وَاجْعَلْ قَلْبِیْ یَطْمَئِنُّ بِذِکْرِکَ وَاَنْزِلِ السَّکِیْنَةَ فِیْ قَلْبِیْ وَاَلْزِمْنِیْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی وَاجْعَلْنِیْ اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا۔

اے رحمٰن، میرا دل تیری دو مہربان انگلیوں کے درمیان ہے، تو اسے جس طرح چاہتا ہے الٹا پھرتا ہے۔ پس میرے دل کو اپنے دین پر جما دے اور میرے دل کو ایسا بنا دے کہ تیری یاد سے اطمینان پائے۔ اور میرے دل میں سکینت اتار دے اور مجھے تقویٰ کی بات کا پابند رکھ، اور مجھے اس کا زیادہ حق دار اور اس کا اہل بنا۔

(۱۳)

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَفْسًا بِکَ مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِکَ تَرْضٰی بِقَضَائِکَ تَقْنَعُ بِعَطَائِکَ

اے اللہ، میں تجھ سے ایسا نفس مانگتا ہوں جو تجھ پر مطمئن رہے، تیرے ساتھ ملاقات پر یقین رکھے، تیرے ہر فیصلے پر راضی رہے اور تو جو کچھ بھی عطا کرے اس پر قانع رہے۔ (کنز العمال، عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ)

(۱۴)

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَزَکِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلٰهَا۔

اے اللہ، میرے نفس کو اس کے مناسب حال تقویٰ عطا کر، اور اسے پاک کر دے، تو ہی ہے اسے سب سے بہتر پاک کرنے والا، تو ہی ہے اس کا مالک اور آقا۔

(مسلم، عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

(۱۵)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَاءِ اِلَيَّ وَاجْعَلْ خَشْيَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَاءِ عِنْدِيْ وَاقْطَعْ عَنِّيْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ وَاِذَا اَقْرَرْتَ اَعْيُنَ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ فَاقْرِرْ عَيْنِيْ بِعِبَادَتِكَ۔

اے اللہ ' اپنی محبت کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب بنا دے اور اپنے ڈر کو تمام چیزوں کے ڈر سے زیادہ کر دے اور مجھے اپنے ساتھ ملاقات کا ایسا شوق دے کہ میری دنیا کی محتاجیاں ختم ہو جائیں ' اور جہاں تو نے دنیا والوں کی لذت ان کی دنیا میں رکھی ہے ' میری لذت اپنی عبادت میں رکھ دے۔ (کنزل العمال ' عن ابی بن مالک رضی اللہ عنہ)

(۱۶)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اُحِبُّكَ بِقَلْبِيْ كُلِّهٖ وَاُرْضِيْكَ بِجُهْدِيْ كُلِّهٖ۔

اے اللہ ' مجھے ایسا بنا دے کہ اپنے سارے دل کے ساتھ تجھ سے محبت کروں اور اپنی ساری کوششیں تجھے راضی کرنے میں لگا دوں۔

(۱۷)

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اَخْشَاكَ كَاَنِّيْ اَرَاكَ يَوْمَ اَلْقَاكَ وَاَسْعِدْنِيْ بِتَقْوَاكَ وَلَا تُشْقِنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ۔

اے اللہ ' مجھے ایسا بنا دے کہ میں تجھ سے اس طرح ڈروں میں تجھے تیرے ساتھ ملاقات کے وقت دیکھ رہا ہوں ' یہاں تک کہ تجھ سے آ ملوں اور مجھ پر اپنے تقویٰ سے سعادت بخش اور مجھے بدبخت نہ بنا کہ تیری نافرمانی کروں۔ (کنز العمال ' عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

(۱۸)

رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ ذَکَّارًا لَکَ شَکَّارًا لَکَ رَھَّابًا لَکَ مِطْوَاعًا لَکَ مُطِیْعًا لَکَ مُخْبِتًا اِلَیْکَ اَوَّاھًا مُنِیْبًا۔

میرے رب، مجھے ایسا بنا دے، کہ میں تجھے بہت یاد کیا کروں، تیرا بہت شکر کیا کروں، تجھ سے بہت ڈرا کروں، تیری بہت فرماں برداری کیا کروں، تیرا بہت مطیع رہوں، تجھ سے سکون پایا کروں، اور ہائے ہائے کرتا ہوا تیری ہی طرف لوٹ کر آیا کروں۔

(۱۹)

اَللّٰھُمَّ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَبَرْدَ الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَذَّۃَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ۔

اے اللہ، میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، کہ تیرے ہر حکم پر راضی ہوں، موت کے بعد زندگی کی لذت نصیب ہو، تیرے کریم چہرے کو دیکھنے کی لذت ملے، تیری ملاقات کا مشتاق رہوں۔

(۲۰)

اَللّٰھُمَّ فَخُذْ بِیَدِیْ فِی الْمَضَائِقِ وَاکْشِفْ لِیْ وُجُوْہَ الْحَقَائِقِ ووفقنی لما تحبہ

اے اللہ، مشکلات میں میرے ہاتھ پکڑے اور میرے سامنے ہر معاملے میں حقائق کے سارے پہلو کھول دے، اور اس جس چیز سے تو محبت کرتا ہے، اس کی مجھے توفیق دے۔

Marfat.com

(۲۱)

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَائِیْ ھٰذَا اِلَیْکَ فَاِنِّیْ لَمْ اُخْرُجْ بَطَرًا وَلَا اَشَرًا وَلَا رِئَاءً وَلَا سُمْعَۃً وَاِنَّمَا خَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ وَاَسْئَلُکَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

میرے اللہ' مانگنے والوں کا تجھ پر جو حق ہے اس کے واسطے سے مانگتا ہوں' اور تیری طرف سے میرے اس چلنے کا جو حق ہے اس کے واسطے سے' میں اکڑتا اتراتا نہیں نکلا ہوں' نہ دکھاوے کے لئے' میں صرف تیرے غضب سے بچنے کے لئے اور تیری رضا کی تلاش میں نکلا ہوں' میرا سوال ہے کہ مجھے آگ سے بچا دے اور میرے گناہ معاف کر دے بے شک تیرے علاوہ کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ (ابن قیم' زاد المعاد' ج ۲' شرح بسفر السعادت)

ہر نماز کے وقت مسجد جاتے ہوئے' خصوصا" اگر سحر کے وقت دعائیں مانگنا ہوں' تو فجر کے وقت' خاص طور پر رمضان میں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کے لئے نکلتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے "اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو نماز سے فراغت تک اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

ذکر الٰہی

اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ (الاحزاب ۴۲)

اللہ رب العزت نے اپنی مخلوقات کو اعمال صالح کے ذریعے اپنا قرب اور خوشنودی حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے اپنی وحدانیت عظمت و بزرگی کے اقرار

Marfat.com

اور اظہار کا حکم دیا ہے۔ مراقبہ، ذکر، تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن مجید اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ اور فرشتوں، انبیاء کرام علیہ السلام، حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہیں۔

"وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور زمینوں اور آسمانوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور غور کے بعد کہتے ہیں) کہ اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بیکار تو پیدا نہیں کیا ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے(۳ آل عمران: ۲۰)

اور ان لوگوں کی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا کا ارادہ کرتے ہیں۔ (سورہ انعام ع ۶)

اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو ہدایت فرماتے ہیں وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت پیدا ہوتی ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ (رعد رکوع ۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں (جو معصوم اور بے گناہ ہیں) تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھاتا ہے تو میں دو ہاتھ متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ متفق علیہ

Marfat.com

مراقبہ

تفکر و تدبر کو مراقبہ کہتے ہیں۔

طریقہ:

(ا) آیات اور احادیث پر توجہ مرکوز کرنا اور ان کا مسلسل ورد: بعض آیات اور احادیث حسب ذیل ہیں:

الف- ا) وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ' وہ تمہارے ساتھ ہے' جہاں بھی تم ہو۔ (الحدید ۵۷: ۴)

۲) وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ' کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے' نہ چھوٹی نہ بڑی' جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔ (یونس ۱۰: ۶۱)

۳) اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ' یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (البقرہ ۲: ۲۰)

۴) وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ' ہم اس (انسان) کی رگ گردن سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں (ق ۵۰: ۱۶)

۵) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ' اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے۔ درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتب میں لکھا ہے۔ (الانعام ۶: ۵۹)

۶) وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ' وہ اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے۔ (الانعام ۶: ۱۸)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ اس کا ضمن میں ہرگز دخل نہ ہو۔ فقط اس بات کا استحضار کرے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات عالیہ کے لئے موجود ہے۔

۷) اس تفکر و تدبر کے لئے آدمی ایسا وقت مقرر کرے جس میں اس کو کسی چیز کا خیال نہ ستا رہا ہو نہ تو اس کو حوائج ضروریہ سے فراغت کی فکر لاحق ہو۔ گویا اس کا دل ہر قسم کی پریشانی اور خیال سے خالی ہو۔

ب۔ ۷) اس دعائے ماثور کا ورد اس پر غور و خوض بھی مراقبہ کا حصہ ہے:
اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ' اے اللہ جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مال دار کو تیرے عذاب سے اس کی مال داری نہیں بچا سکتی۔ (بخاری)

۲۔ ذکر اللہ: تفکر و تدبر کے ساتھ ذکر اللہ بھی انتہائی ضروری ہے آپ کا ارشاد ہے: ذکر اللہ کے سوا دوسری باتیں زیادہ نہ کیا کرو کیونکہ اس سے سنگ دلی پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے بعید ترین چیز قلب قاسی (وہ دل جو رحم سے خالی ہو اور کسی چیز بات کا اثر قبول نہ کرے) ہے۔ انسان جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کے دل سے مختلف قسم کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور اس کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کو چشم سر سے دیکھ رہا ہے۔ انسان جب دنیاوی لذات میں مشغول ہوتا ہے تو وہ اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اور اس طرح اس کے اور اللہ کے درمیان ایک حجاب حائل ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ دوزخ کی آگ ہے۔ اسی غفلت سے ہر برائی جنم لیتی ہے۔ یہی ہلاکت اور بربادی ہے اور جب یہ سلسلہ دیر تک چلتا رہا تو بندے کے لئے نجات کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان ہلاکتوں اور بربادیوں سے بچنے کا جو مکمل علاج تجویز کیا ہے وہ ہے مسنون طریقے سے ذکر اللہ۔ وہ اذکار حسب ذیل ہیں:

۱) تسبیح: یعنی سبحان اللہ۔ تحمید: الحمد اللہ۔ آپ نے فرمایا

Marfat.com

الحمد للہ شکر کی بنیاد ہے' اور شکر کا اظہار تین طرح ہوتا ہے۔ (۱) زبان سے اللہ تعالیٰ کی مدح اور تعریف۔ (۲) دل سے اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام و اعتراف اور (۳) اعضا اور جوارح کا اس کے احکام کے مطابق استعمال۔

تیسرا ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کا ہے جس سے شرک جلی اور خفی کی نفی ہوتی ہے۔

اس طرح اس کے ذریعے وہ حجابات دور ہو جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ یہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ' لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

چوتھا کلمہ "اللہ اکبر" ہے۔ یہ کلمہ زمین اور آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے۔

دعا بھی تفکر و تدبیر اور خدا کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں عزت اور ذلت' موت و حیات' بادشاہی اور گدائی' ضرر اور نقصان صرف اور صرف خدائے لم یزل کے ہاتھ میں ہے۔ جس کا اظہار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سے اچھی طرح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قاضی الحاجات' شافی الامراض' دافع البلیات اور مجیب الدعوات جیسے کلمات سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا مومن کے ایمان کی علامت ہے۔

اذکار مسنونہ میں ایک استغفار بھی ہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ ایک ذکر اسماء حسنیٰ کا ہے: یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام' یَا حَیُّ یَا قیوم' یا ستار یا غفار' درود بھی ذکر ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

۳) افعال الٰہی میں تفکر و تدبیر / تذکیر بالاء اللہ: تفکر و تدبیر کی ایک اور قسم افعال الٰہی ہیں۔ قرآن نے بڑی تفصیل سے ان کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً" آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور' دن اور رات کے آنے جانے اور گھٹنے بڑھنے اور ان کی افادیت پر غور و فکر۔ اس عمل سے انسان کے دل میں یہ بات اتر جاتی ہے کہ یہ سب کچھ بلامقصد پیدا نہیں ہوا۔ کائنات کے بارے میں قرآن پاک کی آیات کی تعداد ۷۵۶ ہے جو آسمانوں اور زمین' سورج اور چاند ستاروں' درختوں' جانوروں' سمندروں وغیرہ کے بارے میں ہیں۔ یہ انسان کے تفکر و تدبر اور غور و فکر کا موضوع ہونا چاہئے۔

Marfat.com

۴- تَفَکُّرُ وَ تَدَبُّرُ فِیْ اَیَّامِ اللّٰہ : ایام اللہ سے مراد وہ واقعات ہیں جن کا ذکر قرآن پاک نے کیا ہے اور جن میں قوموں کے عروج و زوال کے اسباب بیان ہوئے ہیں۔ ان سے آدمی کو یہ سبق ملتا ہے کہ ماضی میں بعض اقوام کن وجوہات کی بناء پر صفحہ ہستی سے مٹ چکی ہیں' اگر وہ ہم میں بھی پیدا ہوں تو ہمارا بھی صفحہ ہستی سے مٹنا یقینی ہے اور ماضی میں بعض اقوام کن وجوہات کی بناء پر ترقی سے ہمکنار ہوئی ہیں' وہ اگر ہم میں پیدا ہوں تو ہم بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

۵) تفکر و تدبر فی الحیاۃ بعد المماۃ : موت اور موت کے بعد کے بارے میں تفکر و تدبر کی ترغیب دی گئی ہے' تاکہ انسان کو یہ بات ہر وقت مستحضر رہے کہ اس دنیا کی زندگی عارضی ہے' ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہے۔ اس دنیا کی ہر چیز کے ساتھ انسان کا تعلق ختم ہونا ہے اس کے ساتھ صرف اس کا عمل باقی رہنا ہے۔ اگر اس کا عمل نیک اور اچھا ہے تو اس ابدی زندگی میں خوش و خرم اور کامیاب ہو گے اور اس کی شکل جنت کی صورت میں ہو گی اور اگر ساتھ رہنے والا برا ہو گا تو وہاں اپنے برے اعمال کے نتائج سے دوچار ہو گا' جس کی عملی شکل دوزخ ہو گی۔

۶) تلاوت قرآن و فہم قرآن : قرآن پاک کی تلاوت اور اس کے فہم کی بہت زیادہ تاکید ہے۔ یہ اس لئے کہ قرآن پاک اس تمام مواد کا منبع ہے جس پر غور و خوض اور تفکر و تدبیر ہونا چاہئے۔ تلاوت قرآن اور اس کے فہم کے فضائل میں بے شمار روایات نقل کی ہیں۔ آیت الکرسی' سورہ حشر کی آخری آیات اور سورہ اخلاص کے ورد پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ تلاوت قرآن پاک سے کبھی بھی غفلت نہیں برتنا چاہئے۔ قرآن پاک ترتیل خوش الحانی اور فہم کے ساتھ پڑھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ختم قرآن کے لئے کم از کم مدت تین دن مقرر کی ہے۔

۷) صاف اور خالص نیت : انسان جو کچھ بھی کرتا ہے اس کا دارومدار اس کی نیت پر ہے۔ اگر نیت صاف ہے تو اس کا عمل خدا کے ہاں مقبول ہے۔ انسان کے ہر عمل میں للہیت کا ہونا ضروری ہے۔ صحیح نیت اعمال کے لئے اس طرح ضروری ہے جس طرح بدن کے لئے روح۔ وہ کہتے ہیں کہ ریا اور دکھاوا انسانی عمل کی بربادی کے بہت بڑے اسباب ہیں۔ ریا درحقیقت شرک کی ایک قسم ہے۔

Marfat.com

جو شخص ایک عمل برملا اس ارادے سے کرتا ہے کہ لوگ اس سے سبق اور ترغیب حاصل کریں گے تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے مگر ایسا کرنے میں للہیت بہت ضروری ہے۔

۸) حسن خلق: تصوف میں حسن خلق کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ حسن خلق یہ ہے کہ انسان فیاض ہو، کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کرے، عفو و درگذر سے کام لے، تواضع و انکسار اس کا شیوہ ہو، کسی کے خلاف دل میں حسد نہ رکھے، کسی سے نفرت نہ کرے، بے جا غصے سے کام نہ لے۔ حسن خلق میں یہ بھی آتا ہے کہ انسان خدا کی ہر مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور محتاجوں کی حاجت روائی کرے اور مفلس، لاچار اور معذور لوگوں کا خیال رکھے۔

۹۔ حفاظت زبان: خدا کے ساتھ تعلق کے قیام یا انقطاع میں زبان بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے زبان کے مضر اثرات سے بچنے کی ایک بڑی تاکید آئی ہے۔ اس میں فضول گفتگو، یا وہ گوئی، جھوٹ، بہتان، غیبت، چغلی، گالی گلوچ، فحش کلام اور کسی کو برے ناموں سے پکارنا، یہ سب اعمال انسان کا تعلق نہ صرف خدا سے بلکہ انسان کا تعلق انسان سے بھی کاٹتے ہیں یا کمزور ضرور کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ان سب سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

۱۰) خواہشات کی غیر شرعی تکمیل سے اجتناب اور زہد کا مفہوم: خدا کے ساتھ انسان کا تعلق توڑنے یا کمزور کرنے میں انسانی خواہشات کی بلا تامل تکمیل بھی بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے۔ ان کی تکمیل میں بہت احتیاط سے کام لینے کی تاکید آئی ہے۔ یہ زہد مشروع ہے لیکن نفس کی جائز خواہشات کا ترک زہد نہیں، رہبانیت ہے۔ زہد یہ ہے کہ انسان شرع کے مطابق اپنے نفس کی جائز خواہشات کی تکمیل ضرور کرے مگر نہ نفس کی غلامی کرے نہ اس میں اس قدر مشغول ہو کہ خدا کے ساتھ اس کا تعلق بالکل ختم یا کمزور ہو جائے۔ زہد غیر مشروع یہ ہے کہ انسان اپنے اوپر حلال چیز حرام کرے یا اپنے مال کو ضائع کرے یا دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو جائے۔ زہد مطلوب یہ ہے کہ جو کچھ بھی انسان کے پاس ہو اس کے مقابلے میں انسان کا بھروسہ خدا کے فضل و کرم پر ہو، اگر وہ کسی مصیبت کا شکار ہو جائے تو اس پر شور و

Marfat.com

فغاں نہ کرے بلکہ اس مصیبت کے بدلے جن جن انعامات کی خوش خبری دی گئی ہے ان پر زیادہ سے زیادہ خوش ہو۔

۱۱) قناعت: قناعت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان حرص اور لالچ جیسی منفی صفات کا مقابلہ کرے یا ان کے مقابلہ میں جودو سخا سے کام لے۔ اگر انسان کسی کے مال کا لالچ نہ کرے اور وہ اس کو بن مانگے ملے تو اس کو رد کرنا یا نہ لینا قناعت نہیں ہے "اس میں کوئی شک نہیں کہ مال ایک محبوب اور من پسند چیز ہے مگر جو آدمی سیر چشم ہو اور اس کے پاس مال ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں اور جو لوگ اس کو حرص اور لالچ سے حاصل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہیں ڈالتے۔ اس لئے انسان لالچ اور سوال کسی حالت میں نہ کرے اور نہ مال کے ساتھ دلی لگاؤ پیدا کرے۔ مال کی محبت جب کسی پر سوار ہو جاتی ہے تو اس کا تعلق خدا کے ساتھ بڑی مشکل سے قائم ہوتا ہے۔ مال کوئی بری چیز نہیں ہے' اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے' قرآن نے اس کو خیر اور فضل کہا ہے۔

۱۲) تکبر اور خود پسندی سے اجتناب: تکبر اور خود پسندی لوگوں کو حقیر جاننے کا سبب بنتے ہیں۔ جب نفس یہ عادت قبول کر لیتا ہے تو پھر یہ دوسرے لوگوں پر ظلم کرنے اور ان کو ذلیل سمجھنے میں کوئی پس و پیش نہیں کرتا۔ یہ فساد معاشرہ کا سبب بنتا ہے۔

۱۳) صبر: صبر ان اسباب کے تابع نہ ہونے کا نام ہے جن سے آرام یا پریشانی ہوتی ہو یا اتباع خواہش نفسانی تکبر اور قطع محبت پیدا ہوتی ہوں۔

۱۴) عدالت: عدالت میں گھر والوں کے ساتھ محبت' اہل محلہ کے ساتھ نیک برتاؤ' شہر والوں کے ساتھ حسن معاشرت' بزرگان دین کی توقیر و اکرام اور ہر ایک کے مرتبے کا لحاظ رکھنا وغیرہ شامل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے المسلم من سلم اَلْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے مضر اثرات سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَتِهٖ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر زیادتی کرتا ہے اور نہ اس کو ظالم کے حوالے کرتا ہے جو آدمی اپنے

Marfat.com

مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔

یقین کا مفہوم اور اس کی اہمیت

توحید، اخلاص، توکل، شکر، انس اور ہیبت وغیرہ کو یقین کے شعبے میں شمار کیا جاتا ہے۔

یقین اور ایمان دو مترادف الفاظ ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق "یقین سراسر ایمان ہے" یقین یہ ہے کہ آدمی اسلامی تعلیمات پر، جن میں تقدیر، معاد اور جزا و سزا پر بلا جھجک ایمان بھی شامل ہیں، اس طرح ایمان لائے جس کے بعد عقل کو اس میں فلسفے ڈھونڈنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ اس کی فکری قوتیں ان عقیدوں کے تصور سے بھر جائیں۔ کسی اور چیز کے لئے ان میں گھسنے کی گنجائش نہ رہے۔ اس طریقے سے انسانی عقل کی تہذیب ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ انسانی نفس اور قلب کی تہذیب کی صورت میں ظہور پذیر ہو گا۔

انسان زندگی میں جن چیزوں سے عادتاً ڈرتا ہے، قلب اور نفس کی اس تہذیب کے بعد انسان کے دل میں ان کا کوئی خوف پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ اس کو ملنے یا پیش آنے والا ہے اس کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی اور جو کچھ اس کے مقدر میں نہیں ہے وہ اسے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی دینے پر قادر نہیں ہے۔

ایسا شخص اسباب کی ظاہری کثرت اور قوت سے بالکل خائف اور پریشان نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس کو یہ کمال یقین ہوتا ہے کہ عالمین میں تصرف صرف اللہ کی قدرت کاملہ کا ہے اور صرف اسی کا ارادہ ہمیشہ اور ہر حال میں نافذ العمل رہتا ہے۔ اسباب محض عادی ہیں۔ ان کو بروئے کار لانا ہے، بے شک سنت اللہ ہے مگر ان کی پشت پر ایک مسبب الاسباب (خدا) موجود ہے۔

یقین کے شعبے

۱۔ شکر : شکر یہ ہے کہ انسان کو یہ یقین ہو جائے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دیا ہے، ان کے حصول اور

Marfat.com

کسب میں اس کا کوئی بھی ذاتی کمال نہیں ہے اس یقین سے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور وابستگی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور ذاتی کمالات کے باوجود وہ خدا کی ہر نعمت کو اپنے آپ پر خدا کا احسان سمجھتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو سراپا محتاج اور عاجز سمجھتا ہے اور خدا کی حمد و ثناء میں ہر وقت مصروف رہتا ہے۔ ہر چھوٹی بڑی نعمت سے متعلق اس کی زبان پر ہمیشہ یہ کلمہ جاری رہتا ہے کہ هَـٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي یا وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَتِهِ فَمِنَ اللّٰه۔

۲- توکل : توکل یہ ہے کہ انسان کا اللہ تعالیٰ کے تصرف کامل پر یقین اس قدر پختہ ہو جائے کہ اسباب ظاہری پر اس کا اعتماد بالکل اٹھ جائے لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب اور مسببات کا جو نظام قائم کیا ہے اس کو توڑنے کی کوشش نہ کرے۔ اسباب کو بروئے کار ضرور لائے اس لئے کہ یہ سنت اللہ میں سے ہیں مگر اسباب پر بھروسہ نہ کرے اور اسباب کی پشت پر ایک مسبب الاسباب کا وجود تسلیم کرے اور اسے اپنے ایمان کا ایک حصہ بنا لے۔

۳- ہیبت : ہیبت سے مراد انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا یقین راسخ ہونا ہے جس کے بعد یہ تصور ہر وقت اور ہر حال میں اس کے دل میں جاگزیں ہو اور وہ اپنے آپ کو اس کے مقابلے میں ہیچ سمجھنے لگے۔

۴- حسن ظن اور انس : ایک اور مفید نتیجہ "حسن ظن" ہے' جس کو صوفیائے کرام کی زبان میں مقام انس کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن انسان میں یہ استعداد پیدا کرتا ہے کہ اس کی رحمتیں اور مہربانیاں اس پر نازل ہوں اور وہ پھر اس حدیث شریف کا عملی مصداق بن جائے کہ " اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِی " میں اپنے بندوں کے ساتھ اس کے ظن کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔

۵- تفرید : تفرید سے مراد یہ ہے کہ خدا کی یاد انسان کے قوائے ادراکیہ پر اس طرح چھا جائے گویا کہ وہ اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے برملا دیکھ رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل میں برے خیالات کا آنا بند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد بندے کے بوجھ کو اس کے کندھے سے اتار کر پھینک دیتی ہے۔

۶- اخلاص : اخلاص یہ ہے کہ انسان کے ہر عمل میں للہیت پیدا ہو اور اس

Marfat.com

کا ہر عمل صرف اور صرف خدا کی خوشنودی اور رضا کے لئے ہو۔ ایسے فرد کو قرآن کی اصطلاح میں محسن کہتے ہیں۔ اخلاص سے انسان کے اندر عبادت کا ایک زبردست داعیہ پیدا ہو جاتا ہے، جس میں ریا اور دکھاوے کی مطلق آمیزش نہیں ہوتی، یہاں تک کہ افعال عادیہ میں بھی پھر اخلاص ہی اخلاص نظر آتا ہے۔

احوال : ان احوال کا ذکر کرتے ہیں جو یقین کے بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض احوال کا تعلق عقل سے، بعض کا قلب سے اور بعض کا نفس سے ہوتا ہے۔

حلاوت : ان احوال میں سے ایک عبادت اور دعا میں حلاوت کا محسوس ہونا ہے۔ آدمی نماز اس طرح پڑھے کہ اس کے دل میں نماز کے علاوہ اور کوئی خیال نہ آئے۔ اسی طرح انسان ہر وقت محاسبے کی حالت میں رہے۔ آپ نے فرمایا : عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتا رہے اور نفس کو مطیع کرے اور آخرت میں فلاح پانے کے لئے نیک عمل کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان روزانہ سونے سے پہلے اپنے نیک اور بد اعمال کا جائزہ لے۔

حیا : ان احوال میں سے ایک حیا ہے۔ اس کا تعلق نفس سے ہے۔ جب انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے جلال اور کبریائی سے معمور ہوتا ہے اور وہ اس کو ہر وقت اپنے پاس مکمل یقین کے ساتھ موجود سمجھتا ہے تو پھر ایسا کام نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ کے جلال اور کبریائی اور حاضر و ناظر ہونے کے عقیدے سے متصادم ہو مثلاً" پھر وہ کسی بھی برائی کے قریب نہیں پھٹکتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

شکر : احوال قلب میں سے ایک شکر ہے۔ ایمان اور یقین انسان کی عقل اور قلب پر اس حد تک غالب آ جائیں کہ وہ دنیا کے مصالح و مضار سے بے پرواہ ہو جائے اور ایسی چیزوں سے محبت کرے جن سے عام حالات میں محبت نہیں کی جاتی اور وہ یہ سب کچھ رضائے الٰہی کے خاطر کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ اس روایت کا مصداق بن جاتا ہے کہ "اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہ"

خشیت : قلب کے احوال میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اللہ کی عبادت کو باقی تمام چیزوں پر ترجیح دے اور اس کے دل میں خدا کا خوف اس قدر جاگزیں ہو کہ

Marfat.com

اس پر رونے اور کپکپی کی حالت طاری ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا یا جو آدمی خدا کے خوف سے تھوڑی دیر کے لئے روتا ہے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہتا ہے۔

توبہ: ان احوال میں سے ایک توبہ ہے۔ انسان کمزور ہے' اس سے گناہ سرزد ہوتا ہے لیکن گناہ کے سرزد ہونے کے بعد خدا کی طرف رجوع کرنا اور اپنے کئے ہوئے گناہ پر پشیمانی کا اظہار کرنا توبہ کہلاتا ہے۔ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر مہربان ہے۔ لیکن ایک دفعہ توبہ کرنے کے بعد اس گناہ پر اصرار اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے۔ انسان اگر صحیح معنوں میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ کے ہاں شرک کے علاوہ ہر گناہ قابل معافی ہے۔

Marfat.com

کتابیات

Marfat.com

Marfat.com

کتابیات

ان کتب کی فہرست جن سے استفادہ کیا گیا یا جن کا ذکر آیا ہے

الف ممدودہ

آثار الباقیہ — البیرونی

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

اولیائے ملتان — سید اولاد علی گیلانی

الف مقصورہ

اپ نشد

اتھروید

احوال و آثار شیخ — ڈاکٹر شمیم محمود زیدی

بہاؤالدین ذکریا ملتانی

احیائے علوم — امام غزالی

اخبار الاخیار — عبدالحق محدث دہلوی

ارتھ شاستر — کوتلیہ شنکر اچاریہ

اردو جامع انسائیکلوپیڈیا

اردو ڈائجسٹ

اسلامی انسائیکلوپیڈیا

اقبال اور تصوف — محمد شریف بقا

الاوراد — شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ

التصرف فی المذہب — کلا بازی

اہل تصوف

الرعایۃ — حارث بن اسد محاسبی

الطواسین — حسین بن منصور حلاج

اللمع فی التصوف — ابو نصر سراج طوسی

انجیل

انسان کامل — عبدالکریم جیلی

انسانی تمدن کی داستان — باری علیگ

ب

بخاری شریف — امام اسماعیل بخاری

بہجۃ الاسرار — ابو الحسن جہضمی

بھگوت گیتا

بیہقی

برہمد

بھگوتا

پ

پران

پنشد ماسترا

ت

تاریخ ابن خلدون — علامہ ابن خلدون

تاریخ اسلام — ڈاکٹر حمید الدین

تاریخ پنجاب — سید محمد لطیف

تاریخ خطیب بغدادی — خطیب بغدادی

تاریخ سندھ — اعجاز الحق قدوسی

تاریخ عالم — بلاذری

تاریخ فخر الدین مبارکشاہ — فخر الدین مبارکشاہ

تاریخ فرشتہ — محمد قاسم فرشتہ

Marfat.com

تاریخ ملتان — سید عباس حسین گردیزی
تاریخ ملتان — لالہ حکم چند
تاریخ ملتان — مولانا نور احمد فریدی
تاریخ ملتان ذیشان — منشی عبدالرحمن خان
ترجمان القرآن
ترمذی
تذکرۃ الاولیاء — فرید الدین عطار
تذکرہ اولیائے ہند
تذکرہ ملتان
تشریحات برہما
تعریف جدولی — صدر الدین عارف
تورات

ج

جامع کرامات الاولیاء — شیخ یوسف بن اسمٰعیل بن ہانی
جتکا کہانیاں
جمال الاولیاء — مفتی محمد جمیل

چ

چچ نامہ

ح

حاکم
حلیۃ الاولیاء — ابو نعیم اصفہانی

خ

خزینۃ الاصفیاء — مفتی غلام سرور لاہوری
خلاصۃ العارفین

د

دارمی
دانش رومی و سعدی — ڈاکٹر غلام جیلانی برق
دھرم شاستر — منوجی
دیلمی

ر

راحت القلوب
رامائن
رحمت اللعالمین — قاضی سلیمان سلمان منصور پوری
رسالۃ القشیری — ابو القاسم قشیری
رگ وید
روضۃ الریاحین — مولانا ظفر علی تھانوی

ز

زاد المعاد — ابن قیم
زبور

س

سام وید
سائنس میگزین
سفر السعادت — شرح زاد المعاد
سفینۃ الاولیاء
سیارہ ڈائجسٹ

ش

شرح کشف المحجوب — مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال

Marfat.com

شریعت وطریقت — مولانا عبدالرحمن کیانی

ص

صحاح ستہ
صحف ابراہیم
صحف موسیٰ
طبقات الصوفیاء — ابوعبدالرحمن اسلمی

ع

عوارف المعارف — شہاب الدین سہروردی

غ

غنیۃ الطالبین — عبدالقادر جیلانی

ف

فتح الباری
فتح الغیوب — عبدالقادر جیلانی
فتوحات مکیہ — شیخ محی الدین ابن عربی
فصوص الحکم — شیخ محی الدین ابن عربی

ق

قصر عارفاں — مولوی احمد علی چشتی
قصص الانبیاء — مولانا اختر حجازی
قصص الاولیاء — مولانا اشرف علی تھانوی
قوت القلوب — ابوطالب مکی

ک

کتاب الہند — البیرونی
کشف المحجوب — سید علی ہجویری
کنز العمال
کیمیائے سعادت — امام غزالی

ل

لباب الالباب — بدرالدین عوفی

م

محفل انبیاء — محمد جمیل احمد
محمد رسول اللہ — علامہ رشید رضا مصری
مدار السالکین — علامہ ابن قیم
مرۃ الاسرار
مرقع ملتان — سید اولاد علی گیلانی
مسلم
مسند احمد
مشائخ سہرورد — مولانا نور احمد فریدی
مشکوٰۃ المصابیح
معالم التنزیل
مقدمہ مسلم صحیح — امام مسلم
ملتان — احمد نبی خان
منازل السائرین
موضوعات کبیر — ملا علی قاری
مہران آف سندھ — ایچ، جی، راورٹی

ن

نقوش رسول نمبر

ے

یجروید

Marfat.com

Marfat.com

اشاریہ

۱) شخصیات

۲) مقامات

۳) اقوام و قبائل

۴) آیات

۵) متفرق

Marfat.com

Marfat.com

اشاریہ ۱) شخصیات

الف ممدودہ

آدم علیہ السلام، حضرت ۵۷، ۲۰۱، ۲۲۳

آرام ۲۹

آرام شاہ ۴۹، ۵۰

آگستائن، راہب، ۲۱

آئی یوخان ۸۸

الف مقصورہ

ابان بن عثمان ۲۴

ابراہیم علیہ السلام، حضرت ۳۲، ۵۸، ۱۷۴، ۲۰۸، ۲۲۲، ۲۳۰

ابراہیم بن ادہم ۱۹۳، ۱۹۷

ابراہیم بن مسعود غزنوی ۴۶

ابراہیم لودھی ۵۴

ابراہیم بسعود غزنوی ۴۶، ۴۷

ابلیس ملعون ۲۱۹، ۲۲۳

ابن ابی اصیبعۃ ۱۹۵

ابن اثیر ۲۵

ابن اسحاق ۲۴

ابن الخطیب ۱۰۰

ابن اللہ (نعوذباللہ) ۱۷۳

ابن ایاس ۲۵

ابن جریج، راہب ۲۱۱، ۲۱۲

ابن جوزی ۱۹۶

ابن حزم ۲۴

ابن خطل ۹۶

ابن خلدون ۲۱

ابن شہاب الزہری ۲۴

ابن عربی ۱۸۱، ۱۸۲

ابن عساکر ۲۵

ابن عمرؓ ۲۱۲، ۲۱۶

ابن قتیبہ ۲۴

ابن قیم ۱۹۰، ۲۷۵، ۲۸۱

ابن نوفل ۲۴

ابن ہشام ۲۴

ابواحمد ابدال چشتی ۱۹۷

ابواحمر ابدال چشتی ۱۹۷

ابو اسحاق شامی، خواجہ شریف الدین ۱۹۷

ابو اسماعیل ہروی حنبلی ۱۸۲، ۱۹۵

ابوالبرکات ۲۵

ابوالحسن جہضمی ۱۹۵

ابوالحسن خرقانی ۱۰۲، ۱۹۸

ابوالحسن فصیحی ۱۰۰

ابوالحسن محمد بن اسماعیل خیر النساج ۱۹۴

ابوالحسن نوری ۱۹۳

ابوالحسن ہنقاری قریشی ۱۰۲، ۱۹۸

ابواحمد ابدالی ۱۹۴

ابوالدرداء ۲۱۷، ۲۷۸

ابوالعاص ۹۳، ۹۴

ابوالفتح، داؤد بن نصر بن حمید ۴۵، ۷۲، ۷۷،

ابو الفرح طرطوسی ۱۰۲، ۱۹۸

ابوالفضل ۲۵

ابوالقاسم گرگانی ۱۰۲

ابواللباب منبہ ۷۷

ابوالمحاسن ۲۵

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ حضرت ۱۹۵، ۲۱۴، ۲۳۹، ۲۴۰

ابوبکر ایاز ۹۷، ۱۰۷

ابوبکر شاہ تغلق ۵۴

ابوبکر شبلی = شبلی

ابوبکر نساج ۱۰۲

ابوحازم مکیؒ ۱۹۳

ابو حفص سہروردی ۱۰۰، ۱۰۲، ۲۰۰

ابو حنیفہؒ امام اعظم، ۴۹، ۱۰۰

ابوذر غفاریؓ حضرت، ۲۴۰

Marfat.com

ابو زید انصاریؓ ۲۴۰
ابو سفیان، حضرت، ۹۵
ابو سعد ۲۱۵
ابو سعید بن الاعرابی ۱۹۲
ابو سعید مبارک مخزومی ۱۰۲، ۱۹۸
ابو سعید مجدد الدین شرف ۱۹۸
ابو سلمان درانی ۱۹۳
ابو شمامہ ۲۵
ابو طالب مکی ۱۹۵
ابو عبدالرحمٰن اسلمی ۱۹۲، ۱۹۵
ابو علی ثقفی ۱۹۴
ابو عثمان حیری ۱۹۳
ابو عثمان سعید بن سلام مغربی ۱۰۲، ۱۹۸
ابو علی رودباری ۱۰۲
ابو علی کاتب ۱۹۸
ابو علی مصری ۱۰۲، ۱۹۸
ابو عمرو ابراہیم زجاجی ۱۹۸
ابو مالک اشجعیؓ ۲۷۰
ابو محمد رویم بن احمدؒ ۱۹۴
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ ۲۳۹، ۲۴۰
ابو نصر بن محمد غوری ۸۷

ابو نصر سراج طوسی ۱۹۴
ابو نعیم اصفہانی ۱۹۲، ۱۹۵
ابو ہاشم محمد بن احمد صوفی ۱۹۰
ابو ہبیرہ بصری ۱۹۳، ۱۹۷
ابو ہریرہؓ ۸، ۲۲۴، ۲۶۸، ۲۷۴، ۲۷۹، ۲۸۲
ابو یاسر عمار ۱۹۸
ابو یعقوب یوسف ہمدانی ۱۹۸
ابی بن مالکؓ ۲۷۹
ابی بن کعب ۱۶۰
ابی مابل ۲۹
اپالونیس ۱۷۹
اتارا ۷۳
اجیتا ۷۳
اجی ویکا ۷۳
احمد حنبل، حضرت امام، ۱۰۰، ۲۱۸
احمد بن زنبل دیار بکری ۲۵
احمد بیگ خان ۸۳
احمد شاہ درانی ۸۵، ۸۶
احمد غزالی ۱۰۰، ۱۰۲
احمد غوث = غوث احمد غوث
احنفؒ حضرت ۲۴۰
اختر سعید ۸۹
اختیار الدین قراقاش ۸۷

اختیار الدین کریز ۷۹
ارج ۲۹
ارجن ہیرو ۳۰۶
ارسطو ۲۱، ۶۲
ارسلان شاہ بن مسعود غزنوی ۴۶، ۷۸
ارفحشند ۵۷
ارفک ۲۹
ارکلی خان ۷۹
اروادی ۳۰
اژند ۶۷
اسحاقؑ، حضرت ۵۸
اسد علی شاہ ۸۹
اسعد، امام ۱۰۰
اسماعیلؑ، حضرت ۵۸، ۲۰۹، ۲۲۲
اسود ۲۹
اشوک ۳۷، ۳۸، ۶۲، ۷۲
اصغر علی ۸۷
افلاطون ۲۱، ۶۱، ۱۸۰
اکبر ۸۲
اکبر محی الدین = ابن عربی
اگنی دیوی ۷۰
الب خان ۷۹
البیرونی، ابو ریحان،

Marfat.com

۱، ۳۳

بگین ۴۴

تش، شمس الدین ۴۹،

۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۸، ۷۸،

۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۸

الموداد ۲۹

الیاس ۶۰

الیسہ ۳۰

امام الدین، اسماعیل سید

۲۰۱

ام سلمہؓ ۲۶۹

اموری ۳۰

امونیس سیکاس ۱۷۹

امیر اسماعیل ۴۴، ۴۵،

۴۶

امیر حسینی ۱۱۲

امیر خان ابو الباقی ۸۳

امیر خسرو ۱۲، ۱۲۹

امیر داد حسن ۸۷

امیر علی سید ۲۵

انس بن مالکؓ ۱۸۹

انکساغورث ۷۳

اننت تند ۲۰۲

انندپال ۴۵

اورنگ زیب ۸۳، ۸۴،

۱۳۱

اوزال ۲۹

از بک باشی ۵۱

اوقہ ۲۹

اوکا ۷۳

اویس قرنیؒ ۱۹۲

اے اے مائیکل ۸۸

ایڈورڈ ۸۷

ایس ایم عثمان ۸۸

ایف ایل برائنس ۸۷

اے کے مالک ۸۸

ایرائو تھنس ۳۳

ایل ڈبلیو کنگ ۸۷

ایل ڈی یو تھم ۸۷

ایم اے حسینی ۸۸

ایم ڈی ہیوٹ ۸۸

ایم زیڈ خان ۸۸

ایم فیض رسول ۸۹

ایم نصیر احمد خان ۸۹

ایوب علیہ السلام حضرت

۵۸

ب

بابر، ظہیر الدین ۵۳، ۸۲

باقر، امام ۱۹۶

باقر خان، ۸۵

باقر خان، نجم ثانی ۸۳

بانا ۱۷

بایزید بسطامی ۱۹۳، ۱۹۸

بخاری، امام اسماعیلؒ ۱۸۳

بختیار الدین اوشی = کاکی

بختیار خلجی ۴۸

بدر الدین عوفی، سید ۵۳

بدیل بن مہلقہ ۴۱

بدیل بن ورقا ۹۵

برانڈ ہنری ڈوبنسن ۸۷

براہمن ۳۶، ۳۷

برہان الدین قمر ۱۱۱

برہما ۳۵

بشر حافیؒ ۱۹۳

بکرماجیت ۳۹، ۷۲

بلاذری، احمد بن یحییٰ ۲۴

بلعام (بلعم) ۲۱۹

بلگرامی، امیر حیدر حسین

۲۵

بنت حارث بن نوفل ۲۱۵

بو علی فارمدی ۱۹۴، ۱۹۸

بو علی قلندرؒ ۱۱۱

بہائی ۳۰

بہادر خان ازبک ۸۳

بہادر خان محمد سعید شعبانی

۸۲

Marfat.com

بہاؤالدین ذکریا ملتانی شیخ
۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۹۳،
۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰،
۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵،
۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹،
۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۵، ۱۱۷،
۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۵،
۱۲۶، ۱۲۹، ۱۳۲، ۱۳۳،
۱۳۴، ۱۹۴، ۲۰۰
بہاؤالدین سام (غوری)
۴۷
بہاؤالدین شداد، ۲۵
بہاؤالدین محمد نقشبندی ۱۹۹
بہرام ایبہ کشلو خان ۸۰،
۱۲۸
بہرام شاہ بن مسعود غزنوی
۴۶، ۴۷، ۷۸
بہرام شاہ معزالدین ۵۳
بہلول لودھی ۵۴، ۸۱
بھائی بدن ہزاری ۸۶
بھگت کبیر ۲۰۲، ۲۰۳
بھگوان، کرشن ۳۶، ۲۰۳
بھوانند ۲۰۲
بھیکا ۲۰۳
بی اے قریشی ۸۸
بی بی راستی ۱۲۱، ۱۲۵
بی بی فاطمہ ۹۶، ۹۸

پ

پدماوتی ۲۰۲
پرتھوی راج ۴۸
پرسوا ۷۳
پرھلاد ۶۹، ۷۰، ۷۱
پریس مار سیڈون ۸۸
پلاٹینس ۱۷۹
پونی تھامسن ۸۷
پلوٹارک ۳۳، ۱۷۹
پیپا ۲۰۲
پیر صدر الدین حسینی، نوروست گرو ۲۰۱

ت

تاج الدین، ملک، ۸۰
تاج الدین یلدوز ۴۸، ۴۹،
۵۱
تاج الملک کافوری ۸۰
تبریزی، جلال الدین،
۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۱۰،
۱۱۱، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۹۴
تجرمیہ ۳۰
تربیت خان ۸۴
ترلی توخوشین ۱۰۵، ۱۱۸
ترسیس ۳۰
تغلق، سلطان محمد ۱۴، ۸۰،
۱۲۸
تقی الدین مقریزی ۲۵
تقی سہروردی ۲۰۲، ۲۰۳
توبل ۳۰
تھانوی، مولانا اشرف علی ۲۱۴
تھانوی، مولانا ظفر علی ۲۱۴
تیمور شاہ ۸۶
تیمور مغل ۸۱
تیراس ۳۰

ث

ثمامہ بن آثال رضی اللہ تعالیٰ ۲۴۰

ج

جابر بن عبداللہ ۲۷۵
جبرائیل علیہ السلام، حضرت ۲۲۱
جریر بن عبداللہ، ۲۴۰
جسر حاشی ۳۰
جعفر صادق، امام ۱۹۶

Marfat.com

جعفر طیارؓ، حضرت ۲۴۰
جلال الدین بخاری ۱۱۱
جلال الدین خوارزم شاہ
۵۱، ۵۲، ۵۵، ۱۰۶، ۱۱۸
جلال الدین فیروز شاہ خلجی
۵۴، ۷۹.
جلم بن شیبان ۷۲، ۷۷
جمال الدین بسطامی ۱۱۰
جمال الدین سلیمان ۹۸
جمال الدین شاہ ۱۲۵
جمر ۳۰
جمشید ۵۹
جمعدار باج سنگھ ۸۶
جمیل احمد تھانوی، مولانا
مفتی ۲۱۳
جنابلی ۲۵
جنید بغدادیؒ، ۱۰۰، ۱۰۱،
۱۰۲، ۱۹۳، ۱۹۶، ۱۹۸،
۱۹۹، ۲۱۷
جنید بن عبدالرحمٰن المری
۴۲
جولیس سیزر ۶۳
جہانگیر ۸۲
جھنڈا سنگھ ۸۶
جے تنیہ سوامی ۲۰۳
جے ڈی پنسی ۸۸

چ

چارلس جوزف ہیلنس ۸۷
چچ بن سلائج ۷۲، ۷۷
چست قبا، حاجی جمال الدین
۵۰
چغتائی خان ۵۲، ۱۰۳، ۱۱۸
چندر گپت موریا ۳۸، ۶۲
چنگیز خان اعظم ۱۲، ۵۱،
۵۲، ۱۱۲
چوہدری عبدالوحید ۸۹

ح

حارث بن اسد محاسبی ۱۹۱،
۱۹۳
حاطب بن ابی بلتعہؓ ۲۴۰
حام ۲۹، ۳۰
حامد رضا ۸۸
حباتی ۳۰
حبیب بن مہلب ۴۲
حبیب عجمی ۱۰۱، ۱۹۲،
۱۹۵، ۱۹۸، ۱۹۹
حجاج بن یوسف ۴۰، ۴۱
حرم بن حبانؒ ۱۹۲

حزقیل حضرت ۶۱
حزیفہ المرعشیٰ، خواجہ
۱۹۳، ۱۹۷
حسام الدین ترمذی، مولانا
۹۸
حسن افغان ۱۱۱
حسنؓ، امام حضرت، ۱۹۶
حسنؒ بصری، ۱۰۱، ۱۹۲،
۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۹
حسن رضا پاشا ۸۹
حسن عسکریؒ ۱۹۷
حسینؓ حضرت ۱۹۶
حسین بن ابراہیم ۸۷
حسین ارغون ۸۲، ۱۳۱
حسین شاہ لنگاہ ۸۱
حسین شاہ لنگاہ ثانی ۸۱
حصر مادت ۲۹
حکم بن ابی العاص ۳۹
حکیم ابو عبداللہ علی ترمذی
۱۹۳
حکیم بن جبلہ عدوی ۴۰
حکیم بن حزام ۹۵
حلاج، حسین بن منصور
۱۸۳، ۱۹۱، ۱۹۴
حمزہ اصفہانی ۲۴
حمید، شیخ ۷۷

Marfat.com

حمید الدین حاکم ۱۱۱
حنث ۳۰
حواسی ۳۰
حیات اللہ خان ۸۵

خ

خان جہاں لودھی ۸۳
خان خاناں، ۸۱، ۸۲
خان شہید (سلطان محمد) ۷۹، ۱۲۲
خالد بن سعیدؓ ۲۴۰
خالد بن ولیدؓ ۲۴۰
خبیبؓ ۲۱۵
خدیجہؓ، حضرت ۹۳، ۹۴
خسرو پرویز ۶۴
خسرو ملک ۴۸، ۷۸
خسرو شاہ بن بہرام شاہ ۴۶، ۷۸
خضر خان، سید ۵۴، ۸۰، ۸۱
خطیب بغدادی ۲۵
خواجہ ابو سعید ۵۱
خواجہ اسحاقؒ ۱۹۳
خواجہ معین الدین چشتی ۵۱، ۱۱۰، ۱۱۸، ۱۹۴، ۱۹۷
خواجہ مقیم ۸۲
خوارزم شاہ = جلال الدین
خویلہ ۲۹

د

دارا شکوہ ۸۴
دارا یوش ۳۶، ۳۷، ۶۲
داؤد علیہ السلام، حضرت ۶۰، ۱۸۹، ۲۰۷
داؤد بن حاتم مہلبی ۴۳
داؤد بن نصر بن حمید ابو الفتوح = ابوالفتح
داؤد بن نصر بن ولید عمانی ۷۷
داؤد طائی، خواجہ ۱۰۱، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۸، ۱۹۹
درویش محمد، حضرت ۱۹۹
دلیر خان ۸۴،
دودانی ۳۰
دینوری، ابو حنیفہ ۲۴
دینوری، خواجہ کریم الدین علوی ۱۹۷
دینوری شیخ احمد ۱۰۲، ۱۹۹
دینوری، شیخ ممشاد علو ۱۰۲، ۱۹۴، ۱۹۹
دیوان ساون مل ۸۶
دیوان سنگھ چچوالیہ ۸۶

ڈ

ڈیڈوروس ۳۳

ذ

ذکریا خان ۸۵
ذکریا، حضرت، ۶۳، ۲۱۰
ذوالنون مصریؒ ۱۹۳

ر

رادھا ۲۰۳
رازی، ابو زکریا یحییٰ بن معاذ ۱۹۳
رازی، امام فخر الدین ۴۸
راجہ بجھرا ۷۷
راجہ پورس ۳۸، ۶۲
راجہ جے پال ۴۴، ۴۵
راجہ داہر ۴۰، ۴۲، ۴۷
راجہ کارسنکر ۵۲
راجہ کورسیہ = گورسنگھ
رامانج ۲۰۲
رامانند، سوامی ۱۸۱، ۲۰۲

Marfat.com

۲۰۳
رام جی ۸۶
رام چندر ۸۱، ۲۰۲
رائے داس دھنا ۲۰۲
رائے ساھسی ۷۷
رائے سہرا (قطب الدین لنگاہ) ۸۱
رستم مرزا صفوی ۸۲
رشیدہ بانو ۱۰۰، ۱۲۱
رضیہ سلطانہ ۵۳، ۷۸
رفعت پاشا ۸۸
رکتی ۳۰
رکن الدین فیروز شاہ ۵۳
رگوناتھ ۸۶
رودکی ۴۴
ریفت ۳۰

ز

زاہد خان سدوزئی ۸۵
زبیرؓ، حضرت ۲۴۰
زرتشت ۳۷، ۶۱
زو ۵۹
زیاد بن لبیدؓ ۲۴۰
زیدان ۱۴۵
زید بن ارقمؓ ۷۷
زیدؓ بن حارث ۹۴
زین الدین ابو یحییٰ، شیخ ۲۰۱
زین العابدینؓ ۱۹۶
زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۹۳، ۹۴، ۹۶

س

سارنگ خان ۸۰
ساریہ ۲۱۵
سام ۴۷
سام بن قطب الدین ۴۷
سام بن نوح ۲۹، ۵۷
ساجیہ ۳۷
سبا ۳۰
سبتہ ۳۰
سبتیکہ ۳۰
سبکتگین ۴۴، ۴۶
سٹریبو ۳۳
سخاوی، شمس الدین، ۲۱، ۲۵
سر سر ۲۰۲۱
سری سقطیؒ ۱۰۲، ۱۹۳، ۱۹۶، ۱۹۸، ۱۹۹
سعد بن ابی وقاصؓ ۲۱۵
سعدی خلجی ۱۱۱
سعید بن اسلم ۴۰
سعید بن المسیبؒ ۱۹۲
سعید بن زید رضی اللہ، حضرت ۲۱۵
سعید خان ۸۲
سعید خان بہادر جنگ ۸۳
سفاح عباسی ۴۲
سقراط ۶۱
سکائی لیکس ۳۳
سکنار ۳۰
سکندر اعظم، ۳۸، ۴۸، ۶۲، ۶۷، ۷۲، ۷۷
سکندر شاہ تغلق ۵۴
سکندر لودھی ۵۴
سکھا ۲۰۲
سکھ پال = نواسہ شاہ
سکھ دیال سنگھ کھتری ۸۶
سلج ۲۹
سلطان محمد = خان شہید
سلف ۲۹
سلمانؓ ۲۱۷، ۲۶۸
سلیط بن عمرو بن عبد شمسؓ ۲۴۰
سلیم اختر رانا ۸۹
سلیمان علیہ السلام، حضرت ۶۰، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸،

Marfat.com

۲۱۰
سلیمان بن عبدالملک ۴۲
سلیمان ندوی ۲۵
سماری ۳۰
سنبھا ۱۷
سنجر سلطان ۹۷
سوری ۴۷
سوہ دیو = پیر صدر الدین
سوماچیان ۳۳
سہروردی، ابو نجیب
عبدالقاہر ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۹۸،
۲۰۰
سہروردی، شہاب الدین
۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۹۱،
۱۹۴، ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۱۸
سہیل بن عبداللہ تستری
۱۹۳
سیتا ۲۰۲
سیتھی ۳۳
سید اولاد علی گیلانی ۱۳۳،
سید بن حضیرؓ ۲۱۶
سید حامد بخاری ۸۲
سید حسن خان ۸۵
سید سرفراز حسین ۸۹
سید شفیق بخاری ۸۹
سید فضل حسین شاہ ۸۹
سید عباس حسین گردیزی
۱۳۳
سید عبدالرزاق جیلانی ۸۴
سید موسیٰ جیلانی ۸۳، ۸۴
سید میر کلال، خواجہ ۱۹۹
سی سی گاربیٹ ۸۸
سیف خان ۸۴
سیف الدین ثانی ۴۷
سیف الدین سوری ۴۷
سیف الدین قرلاغ ۱۰۷،
۱۱۹
سی کنگ ۸۸
سلیوکس نیکاٹر ۳۸
سینی ۳۰
سیوطی، جلال الدین ۲۵

ش

شاکر خان سدوزئی ۸۵
شام جی ۸۶
شام سنگھ پشاوریہ ۸۶
شاہ جہاں ۸۳
شاہ نواز خان ۸۵
شاہ رکن عالمؒ ۱۴،
۱۰۷، ۱۱۲، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۵،
۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰،
۱۳۱، ۱۳۴، ۲۰۰
شاہو لودھی ۸۰
شبا ۲۹
شبلی ۱۰۰، ۱۹۸
شبلی نعمانی ۲۵،
شجاع بن وہب اسدیؓ ۲۴۰
شجاع خان سدوزئی ۸۴
شداد بن اوسؓ ۲۶۷،
۲۶۸، ۲۷۶
شرجیل بن اسد ۲۴
شرر، عبدالحلیم، ۲۵
شرف الدین اصفہانی،
مولانا ۱۰۶، ۱۱۸
شریف بیگ حاجی ۸۶
شریف سدوزئی حاجی ۸۶
شعیب علیہ السلام حضرت
۵۹
شفیق بلخیؒ ۱۹۳
شمس الدین بن بہاؤ الدینؒ
۱۱۱
شمس الدین خواجہ ۸۲،
شمس الدین قرات ۱۰۷،
شموئل علیہ السلام حضرت
۶۰

Marfat.com

شمیم محمود زیدی، ۱۱۳، ۱۳۲
شہاب الدین بن بہاؤالدینؒ ۱۱۱
شہاب الدین خلجی ۵۴
شہاب الدین غوری ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۷۸
شہامی ۲۵
شہباز قلندر ۱۱۱
شہربانو ۱۱۰
شیخ الکبریٰ، ابو نجم ۱۹۸
شیخ محمد غوث وجیہہ الدین اسدی قریشی ۹۶، ۹۸
شیرِ افغان، خان بہادر ۸۵
شیر خان ۹۷، ۱۰۷، ۱۱۹، ۱۲۲
شیطان=ابلیس
شیوا ۳۶، ۳۹، ۲۰۱

ص

صادق محمد خان براوی ۸۲
صالح علیہ السلام حضرت ۲۰۶، ۲۰۹
صالح بن عبدالرحمٰن ۴۲
صالح نوئیں منگوتہ ۱۰۷، ۱۱۹
صدرالدین محمد (عارف باللہ) ۱۴، ۱۷، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۴، ۱۹۴، ۲۰۰، ۲۱۸
صدر جہاں بخاری ۵۰
صفی مبارکپوری ۲۵
صمد ۳۰

ض

ضحاک ۴۷، ۵۹
ضماد بن ثعلبہؓ ۲۴۰
ضیاء الدین برنی ۲۵
ضیاء الدین بن بہاؤالدینؒ ۱۱۱
ضیاء الدین رومی ۱۱۱

ط

طارق بن زیاد ۴۱
طارق فاروق ۸۹
طالیس ۴۷
طاہر خان ۸۴
طبری، محمد بن جریر ۲۴، ۱۰۰
طعش بیگ تاج خان ۸۲
طغا تگین ۷۸
طفیل بن عمرو دوسیؓ، ۲۴۰
طلحہ رضی اللہ تعالیٰ حضرت ۲۴۰
طہمورث ۵۹

ظ

ظفر الحسن ۸۸
ظہیر الدین، مولانا ۱۲۹

ع

عارف ریوگری، حضرت ۱۹۹
عاصم بن عمر بن قتادہ ۲۴
عامر بن بشیرؓ ۲۴۰
عائشہ رضی اللہ حضرت ۹۴، ۲۶۹، ۲۷۶
عباد بن بشیرؓ ۲۱۶
عبادہ بن صامتؓ ۲۳۰

Marfat.com

عباس رضی اللہ حضرت ۹۵
عبدالحق محدث دہلویؒ ۱۱۲،
۱۹۲
عبدالحئی مولانا ۲۵
عبدالخالق غجدوانی ۱۹۹
عبدالرحمان بن مسلم عبدی
۴۲، ۴۳
عبدالرحمان گیلانی، مولانا
۲۱۴
عبدالصمد خان ۸۵
عبدالقادر بدایونی ۲۵
عبدالقادر جیلانیؒ شیخ
۱۰۲، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۸
عبدالکریم جیلیؒ ۱۸۲
عبداللہ اسلمی ۴۱
عبداللہ ابن ابی سرح ۹۶
عبداللہ بن جبیر بن نعمان،
حضرت ۹۳
عبداللہ بن جعفر ۲۷۴
عبداللہ بن حذامہ سہمیؓ
۲۴۰
عبداللہ بن سبا ۱۸۳
عبداللہ بن عباسؓ حضرت،
۲۲۵، ۲۷۴
عبداللہ بن عامر ۴۰
عبداللہ بن عمرو بن العاص
۱۸۸
عبداللہ بن مسعودؓ حضرت
۲۲۴
عبداللہ خفیف ۱۰۲
عبداللہ دقاق ۱۹۳
عبدالمالک بن شہاب سمعی
۴۳
عبدالواحد الزیدؒ خواجہ
۱۹۳، ۱۹۶، ۱۹۷
عبدالواحد تمیمی ۱۰۲، ۱۹۸
عبید بن شریہ ۲۲
عثمانؓ حضرت ۴۰، ۱۸۹،
۲۳۹
عثمان بن ابی العاصؓ ۳۹
عثمان ہارونی، خواجہ، ۵۰،
۱۹۴، ۱۹۷
عدی بن حاتمؓ ۲۴۰
عرقی ۳۰
عروہ بن زبیر ۲۴
عروہ بن مسعود ثقفیؓ ۲۴۰
عزالدین حسن غوری ۴۷
عزیزؑ حضرت ۶۱
عطار، فریدالدین ۱۰۱،
۱۰۳، ۱۱۷، ۱۹۲
عطاءؒ ۱۸۹
عکرمہ بن ابی جہل ۹۶
علا ابن حضرمیؓ ۲۱۷، ۲۴۰
علامہ ذہبی ۱۹۶
علاؤالدین بن محمد شاہ ۵۴
علاؤالدین حسین جہاں سوز
۴۷
علاؤالدین خلجی ۵۴، ۷۹،
۸۰
علاؤالدین خوارزم شاہ
۱۰۵، ۱۰۹
علاؤالدین سمنانی ۱۸۲
علاؤالدین صابر ۱۹۴
علاؤالدین عطار ۱۹۹
علاؤالدین مسعود ۷۹
علاؤالدین مسعود بن رکن
الدین فیروز شاہ ۵۳
علاؤالدین یحیٰ ۱۱۱
علیؓ حضرت ۴۰، ۱۸۳،
۱۸۹، ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۰۱،
۲۴۰، ۲۴۱، ۲۷۷،
۲۷۸،
علی بن داؤد جوہری ۲۵
علی بن عثمان ہجویریؒ ۱۹۲،
۱۹۴، ۱۹۵، ۲۱۴
علی بن مسعود غزنوی ۴۶،
۷۸
علی رامتینی ۱۹۹

Marfat.com

علی کرماج ۴۸، ۸۷
علی محمد خان کھگیانی ۸۶
علی مراد کوکلتاش ۸۵
علی نقیؒ ۱۹۷
عماد الدین اصفہانی ۲۵
عماد الملک ۸۰، ۸۱
عمرؓ حضرت ۳۹، ۹۵، ۱۹۳، ۲۱۴، ۲۱۵
عمران بن موسیٰ ۴۳
عمر بن عبدالعزیزؒ ۴۲
عمر بن عبدالعزیز ھباری ۴۳، ۴۷
عمر بن عثمان مکی ۱۹۳
عمر بن مرہؓ ۲۴۰
عمر حمویؒ ۱۱۲
عمر بن محمد سہروردی ۲۰۰
عمرو بن العاص، حضرت ۲۴۰
عمرو بن امیہ ضمریؓ ۲۴۰
عمر بن ربیع ۹۳
عمرو بن حفص ۴۳
عمرو بن سالم ۹۵
عمرو بن عبسہ سلمیؓ ۲۴۰
عنادی ۳۰
عوبل ۲۹
عیاش بن ربیعؓ ۲۴۰
عیر ۲۹
عیسیٰ علیہ السلام، حضرت ۶۳، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۸۲، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹
عیلام ۲۹
عین الملک ملتانی ۵۳، ۸۰
عینی ۲۵

غ

غازی محمد خان ۱۳۱
غزالیؒ، امام ۱۰۰، ۱۹۵
غلام مرتضیٰ پراچہ ۸۹
غوث احمد غوثؒ ۹۸، ۱۲۱
غیاث الدین بلبن الغ خان ۵۳، ۷۹، ۱۰۷، ۱۲۲،
غیاث الدین تغلق ۵۴، ۸۰، ۱۲۷، ۱۳۰
غیاث الدین تغلق ثانی ۵۴
غیاث الدین محمد بن بہاؤالدین سام غوری ۴۷، ۴۸، ۵۱،

ف

فاہین ۳۳
فتح موصلی ۲۲۵
فتروہی ۳۰
فخر الدین عبدالعزیز کوفی ۴۹
فخر الدین عراقی ۱۱۱
فخر الدین مبارکشاہ ۱۲، ۲۵
فرالینی میلی بروتھ ۸۷
فرخ زاد بن مسعود غزنوی ۴۶
فرشتہ، محمد قاسم ۲۵، ۱۲۳
فرعون، رعمسیس ثانی ۶۰، ۲۰۶
فریدالدین احمد ۸۹
فریدالدین گنج شکر ۵۰، ۹۸، ۱۱۰، ۱۹۷
فریدوں ۴۷، ۵۹
فضیل بن عیاض، ۱۹۳، ۱۹۷
فلپ، جنرل ۷۷
فلج ۲۹
فوط ۳۰
فیثاغورث ۳۷
فیروز شاہ تغلق ۵۴، ۸۰،

Marfat.com

۱۲۰

فیروز شاہ لنگاہ ۱۰۱

فیصل تحسین میمن ۸۹

فیاء ۱۷۹

ق

قاچار ۶۷

قادر باللہ عباسی ۴۶

قاضی حمید الدین ناگوری ۱۱، ۱۱۹

قاضی سلیمان منصور پوری ۲۵

قاضی عمر ۱۸۳

قاضی منہاج الدین ۵۳

قتیبہ بن مسلم ۴۱

قرطہ بن عمر ۹۵

قشیری امام ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۱۸

قطب الدین ایبک ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۳، ۵۸، ۷۷، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۶،

قطب الدین بن بہاؤالدینؒ ۱۱۱

قطب الدین حسن بن محمد بن عباس غوری ۴۷

قطب الدین مبارکشاہ خلجی ۵۴، ۱۲۸

قطب الدین محمد غوری ۴۷

قطب الملک ۸۵

قلندر موصلی عبدالقدوس ۱۱۲

قلیچ خان ۸۳

قمر الدین ۸۵

قوام الملک مقبول ۸۰

قیصر کائی گولا ۱۷۹

ک

کاکی، خواجہ قطب الدین بختیار، ۵۰، ۵۱، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۹۴، ۱۹۷

کاشلو خان، عزالدین بلبن، ۷۹، ۱۰۷، ۱۱۹

کافیجی ۲۱

کبیر خان ایاز ۷۸، ۱۰۷

کسلومی ۳۰

کشن ۵۹

کشیاب ۳۷

کفتوری ۳۰

کلابازی، ابوبکر محمد ۱۹۴، ۲۱۷

کمال الدین مسعود ۱۱۲

کمال الدین یمنی، شیخ ۹۹، ۱۱۷

کنانہ بن ربیع ۹۴

کنشک ۳۸

کنعان ۳۰

کنفیوشس، ۳۷، ۶۱

کوتلیہ ۳۸، ۶۱، ۱۸۱

کوروش اعظم ۳۶

کوروش دوم ۶۱

کوریوس ایرئین ۳۳

کوش ۳۰

کیٹیئس ۳۳

کیخسرو بن خان شہید ۷۹، ۱۲۲

کے شاہ زمان ۸۸

کیشوراج ۵۹

کیقباد، مغرالدین ۵۳، ۷۹

کیومرث ۵۷، ۵۹

کیومرث، شمس الدین ۵۴

گ

گرشاسپ ۶۰

گوتم بدھ ۳۷، ۶۱، ۷۱،

گورسنگھ ۴۱، ۴۲، ۷۷

Marfat.com

گورونانک، بابا ۲۰۳

ل

لاوُزے ۳۷
لالہ حکم چند ۱۳۳
لبید بن عاصم ۱۸۴
لشکر خان، جان نثار ۸۴
لنگر خان ۸۲
لفتومی ۳۰
لود ۲۹
لودی ۳۰
لوط ۳۲، ۵۸
لی سی پس ۳۷

م

ماجین حسن ۸۸
مادی ۳۰
مامون ۴۳
مائیکل ولیم فیبون ۸۷
مبارز خان، میر کل ۸۴
مبارک شاہ معزالدین، ابو فتح ۵۴، ۸۱
متوکل علی اللہ ۴۳، ۴۷
مجدد الف ثانیؒ حضرت ۱۸۲، ۱۹۹
مجدد بن محمود غوری ۸۷
محب علی خان ۸۲
محمد اعظم، شہزادہ ۸۴، ۸۵
محمد اکبر، شہزادہ ۸۴
محمد امین خان ۸۵
محمد بابا سماسی، حضرت ۱۹۹
محمد باقی باللہ ۱۹۹
محمد بالیم ۸۷
محمد بن اسعد ۲۴
محمد بن قاسم ۱۵، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۷، ۷۷
محمد بن علی تقیؒ ۱۹۶
محمد بن عمر واقدی ۲۴
محمد بن محمود غزنوی ۴۶، ۷۸
محمد بن واسعؒ ۱۹۳
محمد حمید اللہ، ڈاکٹر ۲۵
محمد خواجگی امکنگی، خواجہ ۱۹۹
محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان ۵۴، ۸۱
محمد شاہ تغلق ۵۴
محمد شریف زندنی ۱۹۷
محمد شفیع پروفیسر ۱۱۳
محمد صدیق چودھری ۸۸
محمد ضیاء الرحمان ۸۹
محمد عامر رضا خان ۸۹
محمد قاسم خان ۸۲
محمد قاسم رضوی ۸۹
محمد قلی خان ۸۲
محمد کاظم ۲۵
محمد محسن ۸۹
محمد ﷺ حضرت ۱۴، ۲۳، ۳۲، ۶۳، ۶۴، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۹، ۱۰۸، ۱۴۶، ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۵، ۲۰۵، ۲۰۸، ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۳۲، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۱، ۲۴۵، ۲۶۵، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۲،
محمد معصوم ۱۹۹
محمد زاہد رخشی، حضرت ۱۹۹
محمود الخیر فغنوی ۱۹۹
محمود بن محمود غزنوی ۴۶
محمود بن مودود غزنوی ۸۷
محمود شاہ لنگاہ ۸۱
محمود غزنوی ۱۵، ۴۳، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۶۵،

۷۲، ۷۷، ۸۷
محیصہ بن مسعودؓ ۲۴۰
مخدوم جہانیاں سرخ بخاری ۲۰۰
مخدوم رشید ۱۱۰
مخدوم مرید حسین قریشی ۱۳۳
مراد بخش (شہزادہ) ۸۳
مروان الحمار ۴۲
مریم علیہ السلام حضرت، ۱۸۲، ۲۰۹، ۲۳۳
مستعصم باللہ، ۱۱۹
مسعود بن ابراہیم ۷۴، ۸۷
مسعودی ۲۱، ۲۴
مسک ۳۰
مسلم امام ۱۹۵
مسلمہ بن عبد المالک ۴۱،
مصر ۳۰
مصعب بن زبیرؓ ۲۴۰
مظفر خان ۸۶
مظفر الدولہ والدین = محمود غزنوی
معاذ بن جبلؓ ۲۲۵، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۶۷
معاویہؓ حضرت ۴۰
معتصم باللہ ۴۳
معتضد باللہ ۴۳
معروف کرخیؒ ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۹۳، ۱۹۶، ۱۸۹، ۱۹۹
معزالدین سام غوری = شہاب الدین محمد غوری
معزالدین شہزادہ ۸۵
معین الدین ندوی ۲۵
مغلطی، ملک ۸۰
مغیرہ بن شعبہؓ ۲۴۰
مغیرہ مہلبی ۴۳
مقری تلمسانی ۲۵
ملا علی قاری ۱۹۵
ملک سلیمان ۸۰
ملک سیار ۷۹، ۱۰۷، ۱۱۹
ملک شاہ بن خسرو شاہ ۴۶
ملک محمود حسن ۸۱
ملک مردان دولت ۸۰
ملک نادر ۸۱
ملک یمین الملک ۸۰
منشی عبد الرحمٰن خان ۱۳۴
منصور بن جمہور کلبی ۴۲، ۴۳
منصور عباسی، ابو جعفر ۴۳، ۹۹
منقذ بن حبانؓ ۲۴۰
منوجی ۳۹
منوچہر ۵۹
مودود بن مسعود غزنوی ۴۶
مودود چشتی، خواجہ قطب الدین ۱۹۴، ۱۹۷
موسیٰ علیہ السلام حضرت ۳۲، ۵۸، ۱۸۴، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۳۱
موسیٰ بن عقبہ ۲۴
موسیٰ بن کعب ۴۳
موسیٰ بن نصیر ۴۱
موسیٰ رضاؒ ۱۹۶
موسیٰ کاظم، امام ۱۰۰، ۱۹۶
مول راج ۸۶
مہاجر بن ابی امیہؓ ۲۴۰
مہاراج ۵۹
مہادیر ۷۳، ۶۱
مہتہ مل شکارپوریہ ۸۶
مہدی ۴۳
میر اسحٰق ۸۴
مرزا پیر محمد ۸۱
مرزا عزیز کوکہ ۸۲
مرزا کامران ۸۲
میر مراد مازندرانی ۸۴
میر منو ۸۵
میگیستھنز ۳۳

Marfat.com

ن

نادر شاہ ۶۷
ناصرالدین عبداللہ احرار ۱۹۹
ناصرالدین قباچہ ۴۸، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۸۷، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۰، ۱۱۸
ناصرالدین قرلاغ ۹۷، ۱۰۷، ۱۱۹
ناصرالدین محمد تغلق ۵۴، ۸۰
ناصرالدین محمود ۵۳، ۷۹، ۱۰۷
ناصرالدین محمود تغلق ۵۴
نجابت خان ۸۳
نجم الدین صغریٰ، شیخ الاسلام، ۱۱۰
نجیب الدین شیخ معمر ۱۰۲، ۱۹۹
نرسنگھ ۷۱
نصر بن حمید، شیخ ۷۲، ۷۷
نصرت خان ۹۷
نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر ۲۵
نصیرالدینؒ حضرت، ۹۸
نظام الدین احمد ۲۵
نظام الدین اولیاء ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۹۷
نظام الملک ۸۷، ۱۰۶
نظام الملک بن ابو سعید جنیدی ۵۲
نمرود ۳۰
نواسہ شاہ ۷۷
نوح علیہ السلام حضرت ۲۹، ۳۲
نوروز ۵۹
نور احمد فریدی، مولانا ۱۳۳
نورالدین مبارکشاہ ۱۱۱
نورالدین محمود ۸۷
نیرو ۶۳

و

واثلہ بن اسقع ۲۴۰
وبر بن نخیسؓ ۲۴۰
وجیہہ الدین طرطوسی ۱۰۲
وحیہ کلبیؓ ۲۴۰
وشنو ۳۶، ۱۷۷، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳،
وقلہ ۲۹،
ولبھ اچاریہ، سوامی ۲۰۳
ولید بن عبدالمالک ۴۰
ولیم روڈ فلپ ہنری ۸۷
ونسیٹ کونولی ۸۷
وھب بن منبہ ۲۲
وی سی سیلوبرے ۸۸

ھ

ہارون علیہ السلام، حضرت ۵۸
ہارون الرشید ۴۳، ۱۸۲
ہالہ بنت خویلد ۹۳
ہبار بن اسود ۹۴، ۹۶
ہراکلائٹس ۷۳
ہربرٹ جان مائنرڈ ۷۸
ہردارم ۲۹
ہرنیہ کشیب ۶۹، ۷۰، ۷۱
ہرنمار، ملک = الب خان
ہریشن چندر پیر صدرالدین
ہشام بن عبدالملک ۴۲
ہشام بن عمر تغلبی ۴۳
ہمایوں ۸۲
ہنری پرسی ۸۷
ہوشنگ ۵۹
ہولکا ۷۰
ہیروڈوٹس ۲۱، ۳۳
ہیون سانگ ۳۳

Marfat.com

ی

یاجوج ۳۰

یافث ۲۹، ۳۰

یحییٰ علیہ السلام حضرت ۶۳

یزید بن ابی کبشہ ۴۲

یعقوب علیہ السلام، حضرت ۵۸

یعقوب چرخی، حضرت ۱۹۹

یعقوبی ۲۴

یقطان ۲۹

یلوسی ۳۰

یوڈامس جنرل ۷۷

یوسف علیہ السلام، حضرت ۵۸، ۲۳۰، ۲۳۴

یوسفؒ بن اسمٰعیل بن ہانی، حضرت ۲۱۳

یوسف چشتی، شیخ ۸۱

یوسف محمد خان ۸۳

یوشع علیہ السلام، حضرت ۶۰

یونان ۳۰

یونسؑ، حضرت ۶۰

یوہاب ۲۹

Marfat.com

اشاریہ (۲) مقامات

الف ممدودہ

آذربائی جان ۳۱

الف مقصورہ

اٹک ۴۵
اشور (اسیریا) ۳۱
اجمیر ۱۳، ۴۵، ۴۸، ۱۱۸
اجین ۴۲، ۴۵
اچ ۱۳، ۴۸، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۸، ۱۳۱
اردن ۱۰۰، ۱۱۷
ارماہیل (ارمن بیلہ) ۴۱
اروڑ ۱۷
اسکندریہ ۱۷۸
افریقہ ۳۱، ۴۱
افغانستان ۲۵
الور ۴۱
الہ آباد ۲۰۲
اسپین (اندلس) ۴۱، ۶۵
اودھ ۴۸
ایتھنز ۱۷۸
ایران ۲۵، ۳۶-۳۸، ۵۷، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۱۳۲، ۲۳۸
ایشیاء ۳۱، ۳۶، ۳۷
ایشیاء کوچک ۳۷، ۴۱

ب

بابل ۳۱، ۳۶
باختر ۳۱، ۳۴، ۳۶، ۳۸
باربد ۴۳
بحرین ۳۹
بحیرہ خزر ۳۱
بخارا ۵۰، ۵۲، ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۷
بدایوں ۵۰
بدخشاں ۳۴
بدر ۹۳
برصغیر = ہندوستان
بسمد ۴۱
بصرہ ۱۸۳
بطن (حج) ۹۴
بغداد ۱۲، ۲۴، ۴۶، ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۷، ۱۱۹
بلخ ۳۴، ۴۴، ۵۲
بلوچستان ۱۰۴
بنارس ۲۰۳
بنگال ۱۰۴، ۲۰۳
بنگالہ ۴۸، ۱۱۱، ۱۱۹
بہار ۴۸
بہاولپور ۴۷
بھاٹیہ ۴۱، ۴۵
بھٹنڈہ ۴۸
بھروچ ۴۰
بھکر ۵۲، ۱۰۷
بھونگ ۱۳۱
بیت المقدس ۶۰، ۱۰۰، ۱۱۷
بیلمان ۴۲

پ

پارتھیا ۳۱
پاٹلی پترا ۳۹
پاکستان ۶۷، ۸۸، ۱۳۲
پانی پت ۴۸
پشاور (پورشاپور) ۳۶، ۳۸، ۴۴، ۴۵
پنجاب ۳۶، ۴۴، ۴۸، ۵۲، ۱۰۴
پنجگور (قنز پور) ۴۱
پوٹھوہار ۴۸
پورب ۳۶

Marfat.com

ت

ترائن ۴۸
ترکستان ۴۱، ۴۴، ۱۰۵
ترمذ ۴۴
تلونڈی = ننکانہ
تونسہ ۱۳
تھانیسر ۴۵، ۴۸

ٹ

ٹیکسلا ۳۶، ۳۸

ج

جاوا ۱۰۳
جزائر سراندیپ ۴۰، ۱۰۳
جلال آباد (لمغان) ۴۴

چ

چارسدہ (پشکلاوتی) ۳۶
چین ۳۶، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۵۷، ۵۹، ۱۰۳

ح

حبشہ ۲۳۷، ۲۳۸
حدیبیہ ۹۴، ۹۵

خ

خانیوال ۴۷
خراسان ۴۳، ۴۴، ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۰، ۱۱۷
خیبر ۱۰۹

د

درہ تخی سرور ۱۱۰
دریائے آمو ۳۸
دریائے دجلہ ۱۸۳
دریائے جہلم ۴۸
دریائے چناب ۴۷
دریائے ستلج ۴۷
دریائے سندھ ۴۴، ۵۲، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۱۸
دکن ۱۰۵، ۲۰۳
دلی ۱۳، ۳۶، ۴۵، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۲۷، ۱۲۸
دمشق ۱۰۰
دیبل ۴۰، ۴۱
دیلم ۲۳۸
دیہک ۴۸

ذ

ذی طوی، وادی ۹۴

ر

راسل ۴۱
راوڑ ۴۱
روم ۶۳، ۲۳۸

ز

زمرہ اساری ۹۳

س

ساوندری ۴۱
سربیدس ۴۱
سرشت ۴۲
سرہند ۱۳
سکہ ۴۱
سلہٹ ۱۳

Marfat.com

سماٹرا ۱۰۳

سمرقند ۵۲

سنبھاپور = ملتان

سندھ ۱۵، ۳۵، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۸، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۶۵، ۷۲، ۸۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷، ۱۲۹، ۲۰۱

سومنات ۴۵

سیالکوٹ ۳۹

سیوستان = سہون ۴۱

ش

شام ۱۰۰، ۱۱۷

شمالی علاقہ جات ۳۷، ۳۹

ص

صنعا ۱۸۳

ع

عراق ۴۰، ۴۲، ۴۲، ۵۲، ۱۰۵

عرب ۲۹، ۱۴۸، ۱۷۳، ۲۳۷، ۲۳۸

عرفات ۲۷۲

عمان ۳۹

غ

غزنی ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۱۰۷،

غور ۴۷

ف

فرانس ۶۷

فرغانہ ۱۲۱، ۱۲۵

فلپائن ۱۰۳

ق

قاہرہ ۶۵

قبلہ اول = بیت المقدس

(قندابیل) قندھار ۴۷

قنوج ۴۵، ۴۸

قیقان ۴۰

ک

کابل ۳۸، ۴۴، ۵۲

کارومنڈل ۲۰۱

کالنجر ۴۵

کانگڑہ ۴۵

کرتارپور ۲۰۳

کرمان ۱۰۷

کشمیر ۳۶، ۴۵

کشیپ پور = ملتان

کلدان ۳۱

کوڑی ۲۰۱

کوٹ کروڑ ۹۶، ۹۸، ۱۱۷

کوفہ ۱۹۳

کوکن ۲۰۱

کیپڈوشیا ۳۱

کیرج ۴۲

گ

گجرات ۲۰۱

گدروشیا ۳۱

Marfat.com

گلبرگہ ۱۳
گندھارا ۳۸
گوالیار ۴۵، ۵۰
گیلان ۳۱

ل

لاہور ۱۳، ۴۵، ۴۹، ۵۱، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۱۸
لکھنوتی ۱۰۵
لمغان = جلال آباد
لنکا ۴۰
لودھراں ۴۷
لیڈیا ۳۱

م

مالابار ۲۰۱
مالدیپ ۱۰۳
مالوہ ۴۲
ماوراء النہر ۴۳، ۴۴، ۵۲
مدراس ۲۰۲
مدینہ منورہ ۹۴، ۹۶، ۹۹، ۱۱۷، ۱۹۳، ۲۳۷
مراۃ الظہران ۹۵
مصر ۳۶، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۵، ۱۹۳
مظفر گڑھ ۴۷
مکران ۴۰، ۴۱، ۵۲، ۱۰۵، ۱۱۱
مکہ مکرمہ ۲۹، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۹، ۱۱۷، ۱۹۳، ۲۰۵، ۲۳۶، ۲۳۷
ملتان (ملستھان) ۹، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۳۹، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۵، ۴۸، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۶۹، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۲، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴
منصورہ ۱۵، ۴۲، ۴۳، ۷۲
موہنجودڑو ۳۴، ۳۵، ۷۲
میڈیا ۳۱

ن

ناگور ۱۱۱، ۱۱۹
نگرکوٹ ۴۵
نندہ ۱۰۵
ننکانہ صاحب تلونڈی ۲۰۳
نیرون کوٹ ۴۱
نیشاپور ۴۹، ۵۲، ۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۱۷
نینوا ۶۱

و

وادی ایمن ۹۵
وادی الذہب = ملتان
واسط ۴۲
وسط ایشیائی ریاستیں ۲۵، ۵۲، ۱۰۹

ہ

ہانسی ۱۳
ہرات ۴۸، ۱۰۷
ہڑپہ ۳۴، ۳۵، ۷۲
ہمدان ۳۱
ہند = ہندوستان
ہند جنوبی (دکن) ۱۵، ۲۰۱، ۲۰۲
ہندوستان ۱۲، ۱۳، ۱۴،

Marfat.com

۱۵، ۱۶، ۲۵، ۳۱، ۳۳،
۳۴، ۳۶، ۳۷، ۳۸،
۳۹، ۴۰، ۴۴، ۴۵، ۴۸،
۴۹، ۵۲، ۵۳، ۵۷، ۶۲،
۶۳، ۷۱، ۱۰۵، ۱۱۰، ۱۳۰
ہستن پور ۳۶

ی

یمن ۱۸۳، ۲۳۷، ۲۳۹
یورپ ۴۰، ۶۶

Marfat.com

اشاریہ (۳)

اقوام و قبائل

الف ممدودہ

آریا ۹، ۳۱، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۵۹، ۶۳، ۶۹، ۷۲، ۷۳

الف مقصورہ

ارغون ۸۲
اسماعیلی ۷۷، ۲۰۱
اشوری ۱۴۹
اصحاب کہف ۲۱۰
افغان ۹، ۴۴، ۷۳، ۲۰۱
اکادی = کوشی
انصار ۹۵
انگریز = برطانوی
اموی = خلافت بنو امیہ
ایرانی ۱۲، ۳۴، ۳۸، ۴۷، ۵۹، ۷۲، ۷۳، ۱۱۲
ایلخانی ۶۶

ب

بابلی ۷۲، ۱۴۹
باختری ۷۲، ۷۳
برہمن ۳۶، ۷۳، ۷۷، ۲۰۲، ۲۰۳
برطانوی ۷۶، ۷۳، ۱۳۱
بنو بکر ۹۴، ۹۵
بنو خزاعہ ۹۴، ۹۵، ۹۶
بنو سامہ ۴۳، ۷۲
بنو منبہ ۷۲، ۷۷
بنی اسرائیل ۵۹، ۱۵۲، ۲۱۱، ۲۱۲

پ

پارتھی ۳۸، ۶۲، ۷۲، ۷۳
پہلوی ۶۷

ت

تاتاری = منگول
ترک ۹، ۱۲، ۴۳، ۷۳، ۱۱۲، ۲۰۱
ترکان چہل گانی ۴۹
تغلق ۱۵، ۵۴، ۷۳، ۸۰
تورانی ۳۱

ث

ثمود ۲۰۶

ج

جہینہ ۹۵

چ

چمار ۲۰۱
چنڈال ۲۰۱، ۲۰۲
چینی ۳۳، ۳۸، ۱۹۰

ح

حامی ۳۱

خ

خلافت بنو امیہ ۴۲، ۶۴، ۷۷
خلافت بنو عباس ۱۲، ۴۲،

Marfat.com

۴۳، ۴۶، ۶۵، ۷۲، ۷۷
خلافت راشدہ ۲۳، ۶۴
خلافت عثمانیہ ۶۶
خلجی ۱۵، ۵۴، ۶۶، ۷۳، ۷۹، ۸۰، ۱۲۲

د

درانی ۸۵، ۸۶
دراوڑ ۳۱، ۳۴، ۳۵، ۷۳
دولت غزنویہ ۴۳، ۴۴، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۶۵، ۷۲، ۷۳، ۷۷، ۷۸

ز

زنادقہ ۱۸۴

س

سادات ۵۴، ۷۳، ۸۱
ساسانی ۶۳
ساکا ۳۸، ۷۲، ۷۳
سامانی ۴۳، ۴۴، ۶۵
سامی ۳۱
سکھ ۷۳، ۸۶
سلاطین غور ۴۷، ۴۸، ۷۳، ۷۸
سلجوقی ۶۶
سوری ۶۶
سومرکان ۵۱

ش

شنگ ۵۹
شودر ۲۰۲

ص

صفوی ۶۶

ع

عرب ۹، ۱۲، ۲۲، ۴۳، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۹۴، ۹۵، ۱۴۱، ۱۵۲

غ

غفار ۹۵
غلاماں، خاندان ۴۹، ۵۳، ۶۶، ۷۳، ۷۸، ۱۰۳، ۱۲۲

ف

فاطمی خلافت ۶۵، ۷۷

ق

قرامطی ۴۵، ۷۲
قریش ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۲۳۷

ک

کاہن ۱۸۴، ۲۰۶
کشن ۳۸، ۶۳، ۷۲، ۷۳

Marfat.com

کلدانی ۱۴۹

کمہار ۷۰

کوشی ۳۱

کھوکھر ۴۸

گ

گپتا (گپت خاندان) ۳۸، ۶۳، ۷۲

گروفنشی ۳۱

گکھڑ ۵۲، ۱۰۹

ل

لنگاہ ۸۱، ۱۳۱

لودھی ۵۴، ۷۳، ۸۱

م

مجوسی ۱۴۹

مرہٹہ ۸۶

مصری ۳۴، ۷۲، ۱۴۹، ۱۶۲، ۱۹۰

مضری ۴۳

مغل / منگول ۹، ۳۱، ۳۹، ۵۲، ۶۶، ۷۲، ۷۳، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۲

موریہ ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۶۲

مید ۳۱۱

ن

نصرانی ۱۴۹

ہ

ھباری ۴۳، ۷۲

ہخامنشی ۳۶، ۳۸، ۶۱، ۶۲

ہذیم ۹۵

ھن = آریا

ہندوشاہی ۴۴

ہندو / ہندی ۱۱، ۴۵، ۱۰۰، ۱۴۹، ۱۶۲، ۱۸۲، ۱۹۰

ی

یافثی ۳۱

یمنی ۴۳

یونانی ۱۱، ۲۱، ۳۳، ۳۷، ۳۸، ۷۲، ۷۳، ۷۷، ۱۴۹، ۱۶۲، ۱۹۰

یہودی ۱۵۱، ۱۶۹، ۱۹۰

Marfat.com

اشاریہ (۴) آیات

نمبر شمار	نام سورہ	نمبر آیت	صفحہ نمبر
۱	الفاتحہ	۱	۱۵۷
		۴	۱۵۳
		۱۔۷	۲۵۲
۲	البقرہ	۳	۲۳۵
		۴	۱۶۶، ۱۶۸
		۳۔۴	۱۴۷
		۴۔۵	۱۶۷
		۲۰	۲۸۳
		۲۹۔۳۴	۲۲۳
		۳۸	۱۱
		۵۷	۲۱۰
		۷۷	۲۹
		۱۲۷۔۱۲۸	۲۵۳
		۱۲۹	۱۷۴
		۱۴۳	۲۴۱
		۱۵۱	۱۷۴، ۲۲۵
		۱۵۲	۸
		۱۷۷	۱۴۷۔ ۱۶۵
		۱۸۶	۲۴۷
		۲۰۱	۲۴۷۔۲۵۳
		۲۱۳	۲۲۸
		۲۲۲	۱۶۱
		۲۵۰	۲۴۹۔ ۲۵۳
		۲۵۴	۱۵۲
		۲۵۵	۱۵۶۔ ۲۳۲
		۲۵۶	۲۳۹
		۲۵۸	۱۶۵۔ ۲۵۳
		۲۶۴	۱۶۸۔ ۲۵۳
		۲۸۵	۱۴۷
		۲۸۶	۲۵۱
۳	آل عمران	۷، ۸	۲۵۴
		۸	۲۴۹
		۱۵	۲۵۴
		۱۹	۱۳۷
		۲۰	۲۸۲
		۲۴	۱۵۱
		۲۵	۲۵۴
		۲۶	۱۵۶، ۲۵۴
		۳۷	۲۵۴
		۴۴	۲۳۳
		۴۵	۲۰۸
		۴۸	۲۰۱

Marfat.com

		۵۲	۲۵۵
		۸۳	۱۵۷
		۸۵	۱۳۷
		۱۰۴	۲۴۱
		۱۳۵	۱۵۲
		۱۳۶	۱۶۱،۲۵۵
		۱۵۹	۱۶۱
		۱۷۲	۲۵۵
		۱۷۹	۲۳۳
		۱۹۰_۱۹۴	۲۵۵
		۱۹۱	۸
		۱۹۳،۱۹۴	۲۵۲
۴	النساء	۷۵	۲۵۵
		۱۱۶	۱۴۸
		۱۳۶	۱۴۸
		۱۵۰،۱۵۲	۱۶۵
		۱۷۱،۱۷۲	۱۴۹
۵	المائده	۳	۱۳۷
		۱۳	۱۶۰
		۳	۱۳۷
		۱۷	۱۵۰
		۱۸	۱۵۱
		۲۵	۲۵۶
		۴۰۲	۱۶۱
		۶۷	۲۳۵
		۶۷	
		۸۳	۲۵۶
		۱۰۳	۱۵۳
		۱۱۱	۲۳۱
		۱۱۴	۲۵۶
		۱۱۶،۱۱۷	۱۵۰
۶	الانعام	۱۴	۱۵۵
		۱۸	۲۸۳
		۱۹	۲۳۶
		۳۲	۱۶۹
		۴۱	۲۴۶
		۵۰_	۱۵۳،۲۳۲
		۵۹	۱۵۲_۱۵۵، ۲۸۳
		۷۳	۱۵۵
		۱۶۲	۹
		۱۶۳	۹_۲۵۶
		۱۶۴	۲۵۶
		۴ع	۲۸۲
۷	الاعراف	۲۳	۲۴۷، ۲۵۶
		۲۹	۲۴۶
		۴۷	۲۵۷
		۸۹	۲۵۷

Marfat.com

		۱۰۶	۲۰۶
		۱۱۶	۱۸۴
		۱۲۶	۲۵۷
		۱۵۱	۲۵۷
		۱۵۵	۲۵۷
		۱۵۶ـ۱۵۸	۱۶۷
		۱۵۷	۱۷۴
		۱۵۸	۱۳۸ـ
			۲۳۷
		۱۷۲	۱۵۴
		۱۸۰	۱۵۸
		۱۸۷	۱۸۳
		۱۹۴	۲۴۷
		۲۰۵ـ۲۰۶	۸
۹	التوبہ	۴	۱۶۱
		۶	۲۳۹
		۷	۱۶۱
		۱۸	۱۶۸
		۱۸ـ۲۲	۲۴۱
		۳۸	۱۶۹
		۴۴	۱۶۸
		۱۰۸	۱۶۱
		۱۲۹	۲۵۷
۱۰	یونس	۱۲	۲۴۶
		۱۸	۱۵۱
		۲۰	۲۳۲ـ
			۲۳۴
		۴۷	۱۶۴
		۶۱	۲۸۳
		۶۲	۱۱، ۱۶۲
		۶۳	۱۱
		۸۵،۸۶	۲۵۱،
			۲۵۷
		۹۹	۲۳۹
		۱۰۷	۱۵۶
۱۱	ہود	۴۷	۲۵۸
		۴۹	۲۳۲
		۱۲۳	۲۳۵
۱۲	یوسف	۴	۲۳۰
		۱۰۱	۲۵۱
		۱۰۲	۲۳۴
		۱۵۸	۲۴۱
۱۳	الرعد	۷	۱۶۵
		۱۰۱	۲۵۸
		ع ۴	۲۸۲
۱۴	ابراہیم	۴	۱۶۵
		۱۸	۱۴۶
		۲۷	۱۷۰
		۳۹ـ۴۱	۲۵۸
		۴۱	۲۵۱
		۵۲	۲۳۷

Marfat.com

۱۶	النحل	۳۶	۱۶۴، ۱۶۶
		۷۸	۲۲۸
		۱۲۵	۲۳۸
۱۷	بنی اسرائیل	۲۴	۲۵۸
		۴۴	۱۵۷
		۵۶، ۵۷	۱۵۱
		۸۰	۲۵۸
		۹۰-۹۲	۲۰۵
		۱۰۶	۲۲۷
		۱۱۰	۱۵۸
۱۸	الکھف	۱۰	۲۵۰، ۲۵۸
		۱۱۰	۱۵۰
۲۰	طٰہٰ	۸	۱۵۷
		۱۷-۲۲	۲۰۷
		۲۵، ۲۶	۱۷
		۱۱۳	۱۷
۲۱	الانبیاء	۷	۲۲۷
		۲۵	۱۶۶
		۳۰	۱۴۰
		۴۹	۲۳۴
		۸۰	۲۰۷
		۸۲	۲۰۸
۲۳	المومنون	۱-۱۱	۲۴۲
		۳۳	۱۶۹
		۹۷، ۹۸	۲۴۹، ۲۶۰
		۱۰۶-۱۰۷	۲۶۰
		۱۰۹	۲۵۰، ۲۶۰
		۱۱۸	۲۶۰
		۶۴	۲۴۵
۲۴	النور	۳۵	۱۵۸
		۳۹، ۴۰	۱۳۶
۲۵	الفرقان	۱، ۲	۲۳۷
		۴۳	۱۵۴
		۶۳	۲۴۲
		۶۵، ۶۶	۲۴۹، ۲۶۰
		۷۴	۲۵۰، ۲۶۰
		۷۷	۲۴۷
۲۶	الشعراء	۸۳-۸۹	۲۶۱
		۱۱۸	۲۶۱
		۱۵۴	۲۰۶
		۱۶۹	۲۶۱
		۲۱۴	۲۳۶
۲۷	النمل	۱۶	۲۰۷
		۱۹	۲۶۱
		۶۵	۱۵۳، ۲۳۲
	القصص	۷	۲۳۱
		۱۶	۲۶۱
		۲۱	۲۶۱

Marfat.com

		۲۴	۲۶۲
		۸۸	۱۵۵
۲۹	العنکبوت	۳۰	۲۶۲
		۴۳	۲۲۴
		۶۴	۷، ۱۴۱، ۱۶۹
		۶۹	۱۲۵
۳۰	الروم	۱۷-۱۹	۲۶۲
		۳۰	۱۵۴
		۴۷	۱۶۴
۳۱	لقمٰن	۳۳	۸
		۳۴	۲۳۴
۳۳	الاحزاب	۴۱	۴۳، ۸
		۴۷	۲۸۱
۳۴	سباء	۱۰-۱۱	۲۰۷
		۱۲	۲۰۷
		۲۸	۲۳۷
۳۵	فاطر	۲۴	۱۶۵
۳۶	یٰس	۳۸-۴۰	۲۰۴
		۶۹-۷۰	۲۳۶
۳۷	الصفت	۱۰۰	۲۶۲
		۱۰۲، ۱۰۵	۲۳۰
۳۹	الزمر	۳	۱۵۱
		۶	۱۵۵
		۸	۲۴۶
		۹	۲۲۴
		۴۴	۱۵۵
		۴۶	۲۶۲
		۴۹	۲۴۷
۴۰	المومن	۷-۸	۲۶۲
		۱۳	۲۴۶
		۵۶	۲۴۶
		۶۵	۱۵۵
۴۲	الشوریٰ	۷	۲۳۶
		۱۱	۱۵۵
		۱۵	۲۳۵
		۵۱	۲۳۲
۴۳	الزخرف	۶	۱۶۵
		۱۳-۱۴	۲۶۳
۴۶	الاحقاف	۱۵	۲۶۳
۴۷	محمد	۲	۱۶۶
		۱۷	۸
۴۸	الفتح	۲۷	۲۳۰
۴۹	الحجرات	۹	۱۶۱
		۱۸	۲۳۴
۵۰	ق	۱۶	۲۸۳
		۴۵	۲۳۶
۵۱	الذاریات	۵۵	۲۳۶
۵۳	النجم	۳-۴	۲۳۲
		۳۹، ۴۱	۹

Marfat.com

۵۴	القمر	۱۰	۲۶۳
۵۷	الحدید	۱ـ۶	۱۵۹
		۴	۲۸۳
		۴ـ۵	۱۵۶
		۲۰	۸
		۲۵	۱۷۴
		۲۷	۷،۱۸۸
۵۸	المجادلہ	۱۱	۲۲۳
۵۹	الحشر	۱۰	۲۵۰،۲۶۳
		۱۸	۷
		۲۲،۲۴ـ۱۵۹	
۶۰	الممتحنۃ	۴،۵	۲۶۴
۶۱	الصف	۴	۱۶۱
۶۲	الجمعۃ	۱	۱۵۷
		۲،۱۷۵ـ۲۲۵	
۶۶	التحریم	۸	۲۶۴
۶۷	الملک	۲۳	۲۲۸
۶۹	حاقہ	۳۸،۴۳ـ۱۷۴	
۷۱	نوح	۲۸	۲۶۴
۷۲	الجن	۲۶،۲۷	۲۳۲
۷۴	المدثر	۱،۲	۲۳۵
۷۹	النازعات	۱۵،۱۶	۲۰۷
		۱۷ـ۱۹	۱۷۵
		۲۰	۲۰۶
۸۰	عبس	۳	۱۷۵
۸۵	البروج	۱۴،۱۶	۱۷۵
۸۷	الاعلیٰ	۹	۲۳۵
		۱۴ـ۱۵	۱۷۵
		۱۷	۷
۹۱	الشمس	۱۷،۱۸	۱۷۵
۹۶	العلق	۱،۵	۲۲۱،۲۲۷
		۱۹	۸
۱۱۲	الاخلاص	۱،۴	۱۶۰
۱۱۳	الفلق	۱ـ۴	۲۶۴
۱۱۴	الناس	۱،۴	۲۶۴

Marfat.com

اشاریہ (۵) متفرق

الف ممدودہ

آتما ۳۶، ۱۸۲

الف مقصورہ

استدراج ۲۱۹
اسلام ۱۳۷
بنیادی دستور عمل ۱۳۸
عالمگیر دعوت ۱۳۷
اعمال صالح ۲۲۱
اعیان ۱۸۰
افلاطونیہ جدید (فلسفہ)
۱۷۸، ۱۸۱
افلاطونی (فلسفہ) ۱۷۸،
۱۸۱
الہام ۱۸۰، ۲۳۱
انبیاء ۱۴۰، ۲۰۴
امتیازات ۱۷۶
بعثت ۱۷۴
کام ۱۷۵
منصب ۱۷۳، ۱۹۰
اوتار ۳۶، ۱۷، ۱۷۳،
۱۸۳، ۲۰۲، ۲۰۳
ایمان و عقائد ۱۴۵
ایمان ۱۴۸،
ایمان باللہ ۱۴۸
کتابوں پر ایمان ۱۶۶
جزاو سزا کے دن پر ایمان
۱۶۸
ملائکہ پر ایمان ۱۶۲
رسولوں پر ایمان ۱۶۴

ب

بدعت ۱۸۹
بدھ مت ۳۷، ۳۸، ۳۹،
۴۲، ۱۷، ۴۷، ۱۷۲،
۱۷۷، ۱۷۸
بہاؤالدین ذکریا ملتانی
حضرت ۹۳
ازدواجی زندگی ۱۱۰
تاریخ وفات ۱۱۲
تبصرہ کتب ۱۳۲
تصنیفات ۱۱۲
توقیت ۱۱۵
حصول علم ۹۱
دہلی آمد ۱۱۰
سلسلہ بیعت ۱۰۱
سیرت ۱۰۸
عہدہ شیخ الاسلامی
تفویض ۱۱۰
کرامات ۱۱۱
مریدین ۱۱۱
مزار ۱۱۲
ملتان آمد ۱۰۳
مہمان نوازی ۱۰۹
نسب ۹۷
ہم عصر ۱۱۱
بھگتی تحریک ۲۰۰

ت

تاریخ ۲۱
ابتداء ۲۹
فن تاریخ اور مسلمان ۲۲
مطالعہ تاریخ ۲۱
تصور الہ اور انسان ۱۷۲
تصور نبوت ۱۷۲
تصوف ۱۷۱، ۱۸۱، ۱۹۰
ارتقاء ۱۴۳، ۱۹۰
تصوف اور اسلام ۱۹۰
کتب تصوف ۱۹۰
تفکر و تدبر ۲۸۶
تلاوت قرآنی اور فہم قرآن
۲۸۶
تکبر اور توڑ پھوڑ

Marfat.com

اجتناب ۲۸۸

توبہ ۲۹۲

توحید ۱۵۵

تہذیب

دراوڑی ۳۵، ۳۶،

سمیری ۵۷

ج

جادوگر ۱۸۴، ۲۰۶

جامعہ الازہر ۶۵

جامعہ النظامیہ ۱۰۰، ۱۱۷،

جامعہ المستنصریہ ۱۰۰

جنگ بدر ۹۳

جین مت ۳۷،

ح

حدس ۲۳۰

حسن خلق ۲۸۷

حفاظت زبان ۲۸۷

حلاوت ۲۹۱

حلول ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۹۳، ۲۰۰

حیا ۲۹۱

خانہ کعبہ۔ تعمیر ۵۸،

خواب ۲۳۰

د

داعی

اوصاف ۲۴۳

صحابہ کرام (فہرست داعیان) ۲۴۰

قوت ۲۴۳

کردار ۲۴۱

دعا ۲۴۳

آداب ۲۴۷

انسانی فطرت ۲۴۶

حکم ۲۴۶

رحمت الٰہی ۲۴۷

قرآنی دلائل ۲۴۵

آزمائش سے بچنے کی دعا ۲۵۱

استغفار کی دعا ۲۵۰

اسلام پر قائم رہنے کی دعا ۲۷۰

اصلاح قلب کی دعا ۲۴۹

اہل کفر سے نجات کی دعا ۲۵۱

اہل وعیال کی طرف سے سکون کی دعا [illegible]

تقویٰ اور پاکدامنی کی دعا ۲۶۷

جامع دعا ۲۶۹

حالات کے سدھار کی دعا ۲۵۰

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، ۱۷۴

خاتمہ بالخیر کی دعا ۲۵۱

دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچنے کی دعا ۲۶۷

رحمت و مغفرت کی دعا ۲۴۸

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا ۲۴۹

صبح و شام کی دعائیں ۲۶۵

صبر و ثبات کی دعا ۲۴۹

عذاب جہنم سے بچنے کی دعا ۲۴۹

فلاح دارین کی دعا ۲۴۸

قرآن کریم کی دعائیں ۲۴۸

کاہلی اور بزدلی سے بچنے کی دعا ۲۶۶

گناہوں سے پاک ہونے کی دعا ۲۶۹

مخلوق کی نظر میں عزت کی

Marfat.com

دعا ۲۶۹
مغفرت کی دعا ۲۶۸
میدان عرفات میں دعا ۲۷۱
نبی ﷺ کی جامع دعائیں ۲۶۵
نبی ﷺ کی وصیت ۲۶۷
نفاق اور بد اخلاقی سے بچنے کی دعا ۲۷۱
نماز کے بعد کی دعا ۲۶۷
نو مسلم کی دعا ۲۷۰
والدین کے لئے دعا ۲۵۱
دعوت و تبلیغ ۲۳۵
اصول ۲۳۸

ذ

ذکر الٰہی ۲۸۱

ر

رہبان ۱۸۴
رجال الغیب ۱۸۴
رہبانیت ۷، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۸
اسلام اور رہبانیت ۱۷۸
طرائق کار ۱۸۴
عقائد ۱۸۱
کشش اور جاذبیت ۱۸۵
معاشرے پر مضر اثرات ۱۸۵
مقبولیت کے اسباب ۱۸۶
نظریات ۱۷۷
ریاضت ۱۸۴

ز

س

سقوط بغداد ۲۵، ۱۱۹
سقوط غزنہ ۴۷
سلاسل طریقت ۱۹۷
سلسلہ چشتیہ ۱۹۷
سلسلہ سہروردیہ ۱۹۹
سلسلہ قادریہ ۱۹۷
سلسلہ نقشبندیہ ۱۹۸
سندھ پر (عربوں کا) حملہ ۴۰
اسباب ۴۰
مہمات ۴۱
سیرت نبوی کے ماخذ ۲۳

ش

شاہ رکن عالمؒ ۱۲۵
تعلیم و تربیت ۱۲۶
مسند نشینی ۱۲۷
مقبرہ ۱۳۰
وفات ۱۲۹
شرک ۱۴۸
اوہام و خرافات ۱۵۳
بزرگوں کی مشرکانہ تعظیم ۱۴۹
درمیانی واسطوں کا اعتقاد ۱۵۰
ریا ۱۵۳
صفات الٰہی کی توحید ۱۵۲
صورتیں ۱۴۹
غیر خدا کی تعظیم ۱۵۲
شریعت ۱۴۰

ص

Marfat.com

صبر ۲۸۸
صدرالدین محمد عارف باللہ ۱۲۱
صلح حدیبیہ ۹۴
صوفیاء کا شجرہ طریقت ۱۹۵
برصغیر کے صوفیاء ۱۹۴

ط

طوفان نوح ۲۹، ۵۷،

ع

عباد، زہاد اور صلحاء ۱۹۲
عباد، زہاد اور صلحاء کے تذکرہ نگار ۱۹۲
عقائد تنبیہ ۱۴۷
عقل ۱۸۰
علم ۲۲۱
ذرائع ۲۲۸
طرائق ۲۲۶
فضائل ۲۲۳
مدارج ۲۲۶
علم غیب ۲۳۲

غیر مادی علم ۲۲۹

غ

غیب ۲۳۲
غیب کی حقیقت کا اعلان ۲۳۲
ذرائع ۱۸۷

ف

فتح مکہ ۹۴، ۹۶
فراست ۲۲۹
فتنہ ۱۴۴
فنا فی الکل ۱۸۰

ق

قناعت ۲۸۸

ک

کرامت ۲۰۰، ۲۰۹، ۲۱۰
آثار صحابہ ۲۱۳
آراء ۲۱۷

دلائل ۲۱۰
کشف ۱۸۰، ۱۸۴، ۲۳۰

گ

گرو ۷۰
گندھارا آرٹ ۳۸

م

مخفی قوتیں ۱۵۳
مدرسہ بہائیہ ۱۰۳، ۱۱۸، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۶
مدرسہ فیروزیہ ۵۳، ۱۱۸
مراقبہ ۲۸۳
معجزہ ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۱۰، ۲۳۴
اقسام ۲۰۶
انبیاء کے معجزہ جات ۲۰۶
ملائکہ ۸، ۱۶۲
اسلام ۱۶۳
فرائض ۱۶۳
قدیم مذاہب میں تخیل ۱۶۲
ملتان ۶۹

Marfat.com

آبادی ۷۳
ادوار ۷۲
جغرافیہ ۷۴
حاکمین ۷۵
حدود اربعہ ۷۴
کتب پر تبصرہ ۱۳۲
محل وقوع ۷۴
مذہب ۷۳
معاشرت ۷۳
معیشت ۷۳
نام۔ وجہ تسمیہ ۶۹

و

وجدان ۱۸۰
وحدت الشہود ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۹۲
وحدت الوجود ۱۸۱، ۱۹۲
وحی ۱۸۰، ۲۳۱
ویدی فلسفہ ۳۶، ۳۷،

ہ

ہولی کا تہوار ۷۱

ی

یقین ۲۸۹

Marfat.com

ملتان اور سلسلہ سہروردیہ
تصنیف :
ڈاکٹر محمد نفیس ابتسام
ترتیب وتدوین :
ڈاکٹر سہیل اقبال

Marfat.com